بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصۃ التفاسیر

قرآنِ مبین مترجم

۲۱ (21)

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک محرم ایجوکیشن ٹرسٹ
(۲۷۹- بریٹو روڈ- کراچی- فون: ۷۲۳۲۲۳۵۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُلاصَۃُ التَّفاسِیر

قرآنِ مُبین مُتَرجَم

پارہ

۲۱

مختلف مکاتبِ فکر قدیم و جدید اہم تفاسیر کا خلاصہ
اور آسان اُردو ترجمہ

از ڈاکٹر محمد حسن رضوی

ناشر: پاک مُحرّم ایجوکیشن ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
(۲۷۹ - بریٹو روڈ - کراچی - فون: ۷۲۳۳۳۵۴)

www.drhasanrizvi.com

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون
محکمہ اوقاف حکومت سندھ

المحتاج

سید محمد عظمت علی نوری
ریسرچ و رجسٹریشن آفیسر
محکمہ اوقاف سندھ، کراچی

تصدیق نامہ

میں نے ادارہ "پاک محرم ایجوکیشن" کا شائع کردہ اکیسواں پارہ "اُتل ما اُوحی" کو حرف بحرف بغور پڑھا ہے اور میں تصدیق کرتا ہوں کہ یہ اغلاط سے مبرا ہے۔

فیض احمد شاہ سعیدی
۲۳-۴-۲۰۰۱

۴۸۶/۹۲
حافظ
فیض احمد شاہ سعیدی
منظور شدہ پروف ریڈر

www.drhasanrizvi.com

فہرست پارہ ۲۱

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۱	نماز کی پابندی	۳۶۸۳
۲	اس (نماز) کا فلسفہ	۳۶۸۵
۳	ذکر اللہ اکبر	۳۶۸۶
۴	شرطِ ذکر	۳۶۸۷
۵	نماز گناہوں کو دھوتی ہے	"
۶	عرفاء نے نتیجہ نکالا	۳۶۸۹
۷	دوسرا نتیجہ	۳۶۹۰
۸	حاصلِ مطلب	"
۹	اچھی طرح بحث کا بہترین طریقہ	۳۶۹۱
۱۰	قرآن کی بنیادی تعلیم یہ ہے	۳۶۹۲
۱۱	قرآن کا معجزہ ہونا ۔ سوال ؟	۳۶۹۳
۱۲	نکتۂ علمیہ	۳۶۹۴
۱۳	معیار	۳۶۹۶
۱۴	کیا قرآن کا معجزہ ہونا کافی نہیں ؟	۳۶۹۸
۱۵	پچھلی آیتوں کا خلاصہ	۳۷۰۱
۱۶	محققین اور فقہاء نے نتیجہ نکالا	۳۷۰۲
۱۷	عرفاء نے نتیجہ نکالا ۔	۳۷۰۳
۱۸	حاصلِ کلام	"
۱۹	حاصلِ مطلب آیت ۵۷	۳۷۰۴
۲۰	"غرفت" جمع ہے غرفہ کی	۳۷۰۵
۲۱	سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کی عطا کا طریقہ	۳۷۰۶
۲۲	شانِ نزول آیت ۶۰	۳۷۰۷
۲۳	الحمد للہ کے دو معنی	۳۷۱۰
۲۴	"یوفکون" کے معنی	"
۲۵	آیت ۶۴ کے دو مطالب	۳۷۱۱
۲۶	شانِ نزول آیت ۶۷	۳۷۱۵
۲۷	آیت ۶۹ کا پیغام	۳۷۱۶
۲۸	سورۃ الروم کے روحانی خصوصیات اور فضائل	۳۷۱۸
۲۹	سورۃ الروم	۳۷۱۹
۳۰	عربی میں "بضع" کے معنی	۳۷۲۱
۳۱	تاریخی مطابقت (واقعۂ روم)	"
۳۲	اللہ کی تسبیح کرنے سے مراد	۳۷۳۳
۳۳	پانچ نمازوں کا وقت	۳۷۳۴
۳۴	پانچ نمازوں کے اوقات کا بیان	۳۷۳۵
۳۵	فریضے میں رعایت	۳۷۳۶
۳۶	عدل و انصاف کا مقام	۳۷۳۷
۳۷	جناب امیر المومنینؑ نے فرمایا:	"
۳۸	خدا کا فضل و کرم	۳۷۴۶
۳۹	ایک بہترین مثال سے شرک کی نفی	۳۷۵۰
۴۰	آیت ۲۸ کے چند الفاظ کی تشریح	۳۷۵۳
۴۱	اسلام دینِ فطرت ہے	۳۷۵۴

www.drhasanrizvi.com

(ب)

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۴۲	تارک الصلوٰۃ مشرک ہے	۳۷۵۶
۴۳	اب رہا شرک	۳۷۵۸
۴۴	"سلطٰناً" کا لفظ	۳۷۶۱
۴۵	انسان کی حالت	۳۷۶۲
۴۶	خدا جس کو چاہتا ہے وسیع رزق دیتا ہے	۳۷۶۳
۴۷	قُربٰی سے مراد جناب فاطمہؑ ہیں	۳۷۶۵
۴۸	سود کا بیان	۳۷۶۶
۴۹	توحید کی دلیل	۳۷۶۹
۵۰	فساد کا لفظ بہت جامع ہے	۳۷۷۰
۵۱	گناہوں کے اثرات	۳۷۷۱
۵۲	سورۂ لقمان کے فضائل اور روحانی خصوصیات	۳۷۸۷
۵۳	سُورۃ لقمان	۳۷۸۸
۵۴	آیت ۱۶ کا اصل مقصد	۳۷۸۹
۵۵	محسنین کے تین اوصاف	۳۷۹۰
۵۶	شانِ نزول آیت ۶	۳۷۹۱
۵۷	"لھوالحدیث" کی تشریح	۳۷۹۲
۵۸	غنا یا موسیقی کے بارے میں احادیث وغیرہ	۳۷۹۳
۵۹	سُنّی تفسیر نے لکھا	۳۷۹۵
۶۰	مگر غنا کے دو معنی ہیں	،،
۶۱	غیر ملکی اخبارات	۳۷۹۶
۶۲	آخری زمانے میں سب سے بُری چیز	۳۷۹۶
۶۳	شعر و شاعری	،،
۶۴	جدید علوم کی روشنی میں	۳۷۹۹
۶۵	خاص نکات	،،
۶۶	حکمت سے مراد	۳۸۰۰
۶۷	نکتے کی بات	۳۸۰۱
۶۸	ظلم کی قسمیں	۳۸۰۲
۶۹	جناب لقمانؑ کا تعارف	۳۸۰۳
۷۰	جناب لقمانؑ کی حکمت واقعہ	۳۸۰۴
۷۱	حکیمانہ قصہ	،،
۷۲	والدین کے حقوق کی عظمت	۳۸۰۵
۷۳	والدین کے معنی	۳۸۰۶
۷۴	ماں کا حق	،،
۷۵	اعتراض	۳۸۰۷
۷۶	والدین کے حقوق بعد الموت	،،
۷۷	لوگوں کے سامنے رخسار کو نہ جھکاؤ	۳۸۱۱
۷۸	آیت ۱۸ کے الفاظ کا مطالعہ	۳۸۱۲
۷۹	اعتدال کا فائدہ	۳۸۱۴
۸۰	بات کرنے کا سلیقہ	،،
۸۱	احادیث	۳۸۱۵
۸۲	ظاہری اور باطنی نعمتیں	۳۸۱۶
۸۳	عروۃ الوثقٰی (مضبوط رسّی یا سہارا)	۳۸۱۸

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۸۴	شانِ نزول آیت ۲۷	۳۸۲۴
۸۵	کلماتِ الٰہی	۳۸۲۵
۸۶	شانِ نزول آیت ۲۸	۳۸۲۶
۸۷	صَبّارٍ شکورٍ سے مراد	۳۸۲۹
۸۸	سمندر میں کشتی کی مثال	۳۸۳۰
۸۹	سورۃ السجدۃ ۳۲ کی خصوصیات	۳۸۳۶
۹۰	کافروں کا یہ کہنا کہ "قرآن رسولؐ نے خود گھڑ لیا ہے۔"	۳۸۳۹
۹۱	آیت ۴ کا پیغام۔ تعلیمات اور نتائج۔	۳۸۴۳
۹۲	آیت ۵ کی تشریح	۳۸۴۵
۹۳	آیت ۵ کا پیغام اور خلاصہ	۳۸۴۶
۹۴	حاصلِ کلام	۳۸۴۸
۹۵	"روح" سے مراد	۳۸۴۹
۹۶	نکتہ کی بات	۳۸۵۰
۹۷	آیت کا پیغام	"
۹۸	ملک الموت کی آمد	۳۸۵۲
۹۹	حضرت امام علیؑ کی فضیلت	۳۸۵۳
۱۰۰	آیت کے نتائج اور تعلیمات	۳۸۵۵
۱۰۱	نمازِ شب (تہجد) ترک نہ کرو	۳۸۶۱
۱۰۲	یہ سب خیر و برکت کے دروازے ہیں	"

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۱۰۳	مومن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان	۳۸۶۲
۱۰۴	شانِ نزول آیت ۱۸	۳۸۶۵
۱۰۵	حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے احوال میں شباہت	۳۸۷۰
۱۰۶	حضرت موسیٰؑ کی اُمّت کے علماءِ یہود اور حضرت محمدؐ کی اُمّت کے علماء	۳۸۷۱
۱۰۷	حضرت رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا	۳۸۷۲
۱۰۸	سبقِ عبرت	۳۸۷۵
۱۰۹	دعائے کشائش	۳۸۷۷
۱۱۰	سورۃ الاحزاب کی خصوصیات	۳۸۷۸
۱۱۱	شانِ نزول آیت ۱	۳۸۷۹
۱۱۲	" " آیت ۲	۳۸۸۱
۱۱۳	نتائج اور تعلیماتِ آیت ۲	"
۱۱۴	اللہ پر بھروسہ کرنا یقین کی علامت ہے	۳۸۸۲
۱۱۵	شانِ نزول آیت ۴	۳۸۸۴
۱۱۶	حاصلِ مطلب	۳۸۸۵
۱۱۷	شانِ نزول آیت ۵	۳۸۸۶
۱۱۸	پیغمبرؐ کا حق مومنین پر	۳۸۹۰
۱۱۹	نتیجۂ آیت ۵	"
۱۲۰	"اولوالارحام کا شانِ نزول"	۳۸۹۳

www.drhasanrizvi.com

شمار	ذیلی عناوین	صفحہ
۱۲۱	خداوندِ حکیم نے سب سے عہد و میثاق لیا	۳۸۹۴
۱۲۲	"صٰدِقِین" سے مراد	۳۸۹۶
۱۲۳	سن ۵ ہجری۔ جنگِ احزاب	۳۸۹۷
۱۲۴	جنگِ احزاب (یا جنگِ خندق) کی ابتداء	۳۸۹۷
۱۲۵	شانِ نزول آیت ۱۲	۳۹۰۲
۱۲۶	منافقوں کا حال	۳۹۰۷
۱۲۷	شانِ نزول آیت ۱۸	۳۹۱۱
۱۲۸	سچّے اور پکّے مومنوں کا کردار	۳۹۱۸
۱۲۹	آیت ۲۳ کے مصداق حضرت حمزہؑ حضرت جعفر طیارؑ اور حضرت علیؑ ہیں	۳۹۲۰
۱۳۰	عہد و میثاق توڑنے کا بدترین انجام	۳۹۲۴
۱۳۱	شانِ نزول آیت ۳۹ ازواجِ رسولؐ کے بارے میں	۳۹۲۶
۱۳۲	"آؤ میں تمھیں کچھ دے دلا کر رخصت کردوں۔"	۳۹۲۷
۱۳۳	ساداتِ بنی فاطمہؑ کو بھی اِس آیت سے سبق سیکھنا چاہیئے۔	۳۹۲۸
۱۳۴	گناہوں پر دوہری سزا کی وجہ	۳۹۲۸
۱۳۵	"فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ" سے مراد	۳۹۲۹
۱۳۶	ساداتِ آلِ رسولؐ کی ذمہ داریاں	"
۱۳۷	عالم کی توبہ	"
۱۳۸	عالم پر خدا کی لعنت۔	"
۱۳۹	ایسے عالم سے بچو	"
۱۴۰	احادیثِ معصومین علیہم السّلام	۳۹۳۰

www.drhasanrizvi.com

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ پارہ (۲۱)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ	پڑھ کر سناتے رہیئے یہ کتاب. جو
مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ	آپ پر "وحی" کے ذریعے سے بھیجی گئی ہے،
اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ	اور نماز کو پابندی سے ادا کرتے رہیئے
الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ	(کیونکہ) حقیقتاً نماز "فحش" گندے اور برے
اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ	کاموں سے روکتی ہے۔ اور حقیقتاً اللہ کو
مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾	یاد رکھنا اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے

اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اُسے خوب جانتا ہے۔

★ "فَحْشَآء" سے مراد چھپ کر کیے جانے والے گناہانِ کبیرہ، اور

★ "مُنْکَرِ" کے معنی وہ گناہ جو کھل کر سب کے سامنے کیے جائیں۔

★ . . . . . (مفردات امام راغب)

نماز کی پابندی

نماز کی پابندی سے انسان کے دل و دماغ میں یادِ خدا کی لہریں اور احساسات

www.drhasanrizvi.com

پیدا ہو جاتے ہیں۔ موت اور قیامت کی یاد جاگ اُٹھتی ہے۔ اللہ کے سامنے کھڑے ہونے اور حساب دینے کا تصوّر اجاگر ہو جاتا ہے، پھر اُس کی تکرار سے یہ اثر بہت زیادہ گہرا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اِس طرح نماز بُرائیوں سے روک دیتی ہے۔ اِسی لیے جنابِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کو نماز بُرائیوں سے نہ روکے اُس کو نماز سے خدا سے دوری کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔"

★...... (تفسیر مجمع البیان)

★ نیز ارشاد فرمایا: "جو آدمی نماز (پڑھ کر بھی خدا) کے حکم کی اطاعت نہیں کرتا اُس کی نماز، نماز نہیں، اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ بُرائیوں سے بچا جائے۔"

★...... (تفسیر مجمع البیان)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"جو آدمی یہ جاننا چاہے کہ خدا کے پاس اُس کی نماز قبول ہوئی یا نہیں، تو وہ یہ دیکھ لے کہ اُس کی نماز نے اُسے بُرائیوں سے روکا، یا نہیں روکا بس جسقدر نماز نے اُسے بُرائیوں سے روکا، اُسی قدر نماز قبول ہو گئی۔"

★...... (تفسیر روح المعانی و تفسیر مجمع البیان)

★ اور خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "تم نماز کو میری یاد کے لیے قائم کرو۔" اِس کا مطلب یہ ہے کہ: (۱) خداوندِ عالم تمھیں اپنی رحمت عطا کر کے یاد کرتا ہے، تم اُس کو اپنی اطاعت کے ذریعہ سے یاد کرو۔"

★...... (تفسیر نمونہ)

★ اور خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "خدا کا ذکر سب سے زیادہ بڑی چیز ہے۔" یعنی خدا کا ذکر نماز سے بھی بڑی چیز ہے۔ کیوں کہ خدا کی یاد ہی عبادت کا مقصد اور روح ہے۔

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "خدا کے عذاب سے بچنے کے لیے انسان کا کوئی عمل

www.drhasanrizvi.com

خدا کی یاد سے بہتر نہیں ہے۔"

* .... (تفسیر کبیر امام رازی)

* خرد نے کہہ بھی دیا لا الٰہ تو کیا حاصل ؟ (الا اللّٰہ) دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں ۔ (اقبال)

* ایک نوجوان جناب رسولِ خداؐ کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا، مگر گناہ بھی خوب خوب کرتا تھا۔ جب جناب رسولِ خداؐ کے سامنے یہ بات بیان کی گئی تو فرمایا: "ایک نہ ایک دن نماز اُس کو بُرے کاموں سے روک دے گی"۔ چنانچہ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اُس نے گناہوں سے توبہ کرلی۔"

* ..... (تفسیر صافی، تفسیر قمی)

اِس کا فلسفہ

یہ ہے کہ: نماز کا کام یہ ہے کہ انسان کے دل پر خدائی عظمت، بڑائی و کبریائی واضح ہو، اُس کا نقش دل پر بیٹھ جائے، وہ بھی دن میں کئی بار۔ یعنی خدا کی بڑائی کا احساس اُس کے دل پر جمے اور دماغ میں حاضر ہو۔ بس یہی خدا کی بڑائی کا احساس اُس کو خدا کے حکم نہ ماننے سے روک دے گا۔

* ..... (تفسیر ماجدی)

* نماز کی حقیقت پر جو شخص بھی غور کرے گا، وہ یہ بات ماننے پر مجبور ہو جائے گا کہ نماز بُرائیوں سے روک کر ہی رہے گی۔ کیوں کہ نماز سے زیادہ مؤثر کوئی طریقہ بُرائیوں سے روکنے کا موجود نہیں ہے۔ بھلا جو آدمی دن میں پانچ مرتبہ اپنے مالک کے سامنے غلام کی حیثیت سے کھڑا ہو، کیا وہ اتنی سی بات بھی نہ سمجھے گا کہ اُس کا کوئی مالک، نگراں، سرپرستِ اعلیٰ موجود ہے جو اُس کے کھلے، چھپے تمام اعمال کو دیکھ رہا ہے، اور لازماً ایک دن مجھے اُس کے سامنے حساب دینے کے لیے کھڑا ہونا ہے۔ پوری نماز میں پانچ دفعہ وہ صرف وہی باتیں پڑھے جو خدا اور قیامت کے سوا اُسے کچھ یاد نہ دلائیں تو ہر وہ عمل کرے گا جو خدا کے حکم کے مطابق ہو۔ اِس طرح دن میں پانچ دفعہ اُس کا ضمیر جاگتا ہے، اُس میں ذمہ داری کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

خدا کے سامنے حساب دینے کا احساس تازہ پیدا ہوتا ہے؛ وہ چھپ کر جبکہ اُس کو کوئی نہیں دیکھتا، نماز پڑھ کر خدا کی اطاعت کی مشق کرتا ہے۔ اگر اب بھی وہ برائیوں سے نہ رُکے گا، تو پھر کونسا طریقہ اُس کو برائیوں سے روک سکے گا"؟

★ ...... (تفہیم القرآن)

★ اِسی لیے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس کو اُس کی نماز برائیوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں ہے۔"

★ ...... (ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن جریر، بیہقی)

★ اسی قسم کی کئی احادیث عبداللہ ابن مسعودؓ، عبداللہ ابن عباسؓ، حسن بصری، قتادہ، اور اعمش وغیرہ سے مروی ہیں۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

★ اور خداوند عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "اللہ کا ذکر اس سے بھی زیادہ بڑی چیز ہے۔"

اِس کے تین معنی ہیں۔ (۱) یعنی نماز کی تاثیر صرف یہی نہیں ہے کہ برائیوں سے روکے، بلکہ اِس سے کہیں بڑھ کر نماز نیکیوں کی طرف اُبھارنے والی چیز ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ اللہ کو یاد کرنا از خود بہت بڑی چیز ہے، اِس سے افضل کوئی عمل نہیں ہے یہ خیر العمل ہے۔

(۳) تیسرا مطلب یہ ہے کہ: اللہ کا تم کو یاد کرنا، تمھارے اللہ کو یاد کرنے سے کہیں زیادہ بڑی چیز ہے۔ کیوں کہ جب تم نماز پڑھ کر خدا کو یاد کرتے ہو تو خود خدا بھی تمھیں یاد کرتا ہے کہ خدا خود ارشاد فرماتا ہے: "فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ": (تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا۔) (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۲ - پ۲)

★ ...... (تفہیم القرآن)

ذِكْرُ اللّٰهِ أَكْبَرُ : خدا کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے :	اِس سلسلے میں مفسرین نے لکھا کہ

www.drhasanrizvi.com

خدا تمھیں اپنی رحمتیں عطا کر کے یاد کرتا ہے، اور تم اُس کو اُس کی اطاعت کے ذریعہ یاد کرتے ہو۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ "ذکرِ خدا نماز سے بھی بلند و بالا ہے اِس لیے کہ نماز کا مقصد خدا کا ذکر ہوتا ہے۔

* معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ:

" خدا (کے عذاب) سے نجات کے لیے انسان کے لیے کوئی عمل خدا کے ذکر کرنے سے بہتر نہیں ہے۔"

* لوگوں نے عرض کی: "جہاد کرنا بھی ذکرِ خدا سے بہتر نہیں ہے۔"؟

* معاذ بن جبل نے فرمایا: "ہاں۔ کیوں کہ خدا کا ارشاد ہے کہ: "ذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ" خدا کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔"

* معاذ بن جبل کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسولِ خدا سے دریافت کیا کہ: "تمام اعمال میں سب سے بہتر عمل کونسا ہے"؟

* جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا: " مرتے وقت تمھاری زبان ذکرِ خدا میں مشغول ہو۔"

(تفسیر نمونہ) ......

شرطِ ذکر

مگر خدا کا ذکر ایسا ہونا چاہیئے کہ جس سے فکر بھی متحرک ہو، اور فکر بھی ایسی ہونی چاہیئے جو عمل کو حرکت میں لاسکے۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: " انسان حلال کام کرے اور حرام سے بچے، یہ ہے اللہ کا اصل ذکر۔"

(بحار الانوار) ......

نماز گناہوں کو دھو دیتی ہے

کیوں کہ وہ اصلاحِ عمل کا ذریعہ بنتی ہے۔

حدیث میں ہے کہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اصحاب سے سوال کیا: "اگر تم میں سے کسی کے

www.drhasanrizvi.com

مکان کے دروازے کے سامنے دریا بہ رہا ہو اور وہ پانچ دفعہ اُس میں نہائے، تو کیا اُس کے جسم پر کوئی میل باقی رہے گا"؟

★ سب نے عرض کی: "نہیں"۔

★ فرمایا: "نماز بھی اُسی بہتے ہوئے پانی کی مانند ہے۔ جس وقت انسان نماز پڑھتا ہے، تو جو گناہ دو نمازوں کے درمیان کیے ہوتے ہیں، مٹ جاتے ہیں"۔

★ ...... (وسائل الشیعہ جلد ۳ ص)

★ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی وصیتوں میں ارشاد فرمایا: "نماز کے بارے میں خدا سے ڈرو، کہ نماز تمھارے دین کا ستون ہے، اور اپنے پروردگار کے گھر کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اُسے جیتے جی خالی نہ چھوڑنا، کیوں کہ اُسے خالی چھوڑ دیا گیا تو پھر (عذاب سے) مہلت نہ پاؤ گے"...الخ

★ ...... (نہج البلاغہ ص ۴۳۸ وصیت ۴۷)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "قیامت میں سب سے پہلے نماز کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ اگر خدا نے نماز کو قبول کر لیا تو تمام دیگر اعمال بھی قبول کر لیے جائیں گے، اور اگر نماز رد کر دی گئی تو تمام دوسرے (نیک) اعمال بھی رد کر دیے جائیں گے"۔

★ ...... (تفسیر نور الثقلین)

حسینؑ جانِ مشیت، حسینؑ امامِ نیاز — حسینؑ ایسی حقیقت کہ اصل میں اعجاز
حسینؑ اپنے ہی جد کی یہ مستقل آواز — ہزار کرب و بلا ہوں مگر نماز نماز
جناں کی سمت نہ وقتِ نماز بڑھ کے چلے — نماز رہ گئی، ایسی نماز پڑھ کے چلے
★ ★ ★
رُجوع جس میں کہ دل سوئے حق لپکتا تھا — خشوع جس میں نظامِ نفس کو سکتہ تھا
خضوع جس کو بحیرت خلوص تکتا تھا — رکوع جس میں کہ تازہ لہو ٹپکتا تھا
پھر اپنے خون سے محکم بنائے دیں رکھدی — زمیں کو ہوگئی معراج یوں جبیں رکھدی

★ ...... (حضرت آلِ رضا رح)

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ (۴۶) اور اہلِ کتاب سے بحث مباحثہ
اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ نہ کیا کرو، مگر ایسے طریقے سے کہ جو عمدہ
اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ اور مہذّب ہو۔ سوا اُن لوگوں کے جو اُن
وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ میں سے ظالم ہوں۔ اور اُن سے کہو کہ
اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ ہم نے اُس چیز کو اپنے دل کی گہرائیوں
وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ سے مان لیا ہے جو ہماری طرف بھیجی
وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾ گئی ہے اور اُس چیز کو بھی، جو تمھاری طرف

بھیجی گئی تھی (کیوں بہر حال) ہمارا معبود (خدا) اور تمھارا معبود (خدا) ایک (یکتا)
ہی تو ہے، اور ہم اُسی خدا (معبود) کے "مسلم" (یعنی) تسلیم کرنے والے
فرماں بردار ہیں۔ (مقصد یہ ہے کہ گمراہی و اختلاف سے قطع نظر حق و صداقت کے
اُن اجزا سے بات کو شروع کرو جو تم میں اور اُن میں مشترک ہیں۔)

عرفا نے نتیجہ نکالا

کہ مخالف کے ساتھ پہلے نرمی برتی جائے، مگر جب ضد، حق دشمنی،

www.drhasanrizvi.com

کہ حجتی ظاہر ہونے لگے تو اُسے سختی سے روک دے۔ اِسی لیے عرفار، مخالفینِ حق کے ساتھ دوسرا سلوک کرتے ہیں، اور طالبانِ حق کے ساتھ الگ قسم کا سلوک کرتے ہیں۔

* ...... (تفسیر ماجدی)

ہو محفلِ یاراں تو بریشم کی طرح نرم ☆ رزمِ حق وباطل ہو تو فولاد ہے مومن

...... (اقبال)

دوسرا نتیجہ: بعض فقہار نے نکالا کہ اِس آیت نے جہاد و قتال کے حکم کو منسوخ کردیا۔ مگر یہ بات بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔

* ...... (تفسیر مجمع البیان)

کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل ☆ کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر

...... (اقبال)

اچھی طرح بحث کا بہترین طریقہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"بہترین بحث کی سب سے اچھی مثال قرآن میں منکرینِ آخرت کے لیے جواب یہ ہے۔ جب وہ ایک پرانی ہڈی کو جنابِ رسولِ خدا ص کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور کہنے لگے "بھلا اس ہڈی کو اب کون زندہ کرسکتا ہے۔؟" خداوندِ عالم نے ارشاد فرمایا: "وہی خدا جس نے اس کو سب سے پہلے پیدا کیا تھا وہی اِس کو دوبارہ زندہ کردے گا۔" وہی خدا اِس کو (دوبارہ) زندہ کرے گا جو سبز درخت سے آگ کو پیدا کردیتا ہے۔" (القرآن۔ سورۂ یٰسٓ ۳۶ آیت ۷۹-۸۰۔ پارہ ۲۳)

* ...... (تفسیر نور الثقلین)

* بحث میں نرمی کے سلسلے میں خود رسولِ اکرم ص کے لیے قرآن میں فرمایا: "یہ رحمتِ خدا ہے کہ اے رسول ص! تم ان کے لیے نرم مزاج ہو۔ اگر تم سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ تمہارے پاس سے چلے جاتے۔"

* ...... (القرآن۔ سورۂ آلِ عمران آیت ۱۵۹ پارہ ۴)

* جنابِ رسولِ خدا ص نے فرمایا: "کوئی انسان بھی حقیقتِ ایمان کو پوری طرح نہیں پاسکتا جب تک وہ ضد اور اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کو چھوڑ نہ دے۔ خواہ وہ حق پر ہی کیوں نہ ہو۔"

* ...... (سفینۃ البحار)

www.drhasanrizvi.com

؎ مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند ⁂ تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
٭ ...... (اقبالؔ)

٭ مطلب یہ ہے کہ اہلِ کتاب سے معقول دلیلوں، شائستہ زبان، افہام و تفہیم کی اسپرٹ کے ساتھ بحث کرو۔ محبت کا میٹھا لہجہ اختیار کرو۔ مبلّغ و بحث کرنے والے کی فکر یہ ہونی چاہیے کہ مخاطَب کے دل کا دروازہ کھول دے۔ اُس کو مرغوں یا پہلوانوں کی طرح لڑنا نہیں چاہیے، اور نہ گدھے کی طرح چیخنا چلّانا چاہیے۔ اِس کا مقصد مقابلہ کرنا ہرگز نہیں ہونا چاہیے، بلکہ ایک ڈاکٹر کی طرح، مریض سمجھ کر مخاطَب کے علاج کی فکر کرنی چاہیے۔ اگر مقابلے کی کوشش کی گئی تو مریض کا مرض اور بڑھ جائے گا۔ ڈاکٹر کو یہی کوشش کرنی چاہیے کہ کم سے کم تکلیف سے جلد از جلد مریض صحت یاب ہوجائے۔ یہی تبلیغِ دین کا طریقہ اور کامیابی کا راز ہے۔
٭ ...... (تفہیم القرآن)

؎ یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لیے (اقبالؔ)

٭ دوسری جگہ فرمایا: "اپنے پالنے والے مالک کے راستے کی طرف بلاؤ حکمت اور بہت اچھی نصیحت (یعنی) مخاطَب کی بھلائی چاہتے ہوئے، اور لوگوں سے بحث کرو ایسے طریقے سے جو بہت زیادہ اچھا ہو۔" (القرآن۔ سورۃ النحل [16] آیت ۱۲۵ پارہ ۱۴)

٭ نیز خداوندِ عالم کا ارشاد ہے کہ: "تم بُرائی کو اچھے طریقے سے دور کرو۔ ہمیں معلوم ہے جو باتیں وہ تمھارے خلاف کرتے رہتے ہیں۔" (القرآن۔ سورۃ المومنون [23] آیت ۹۶ پارہ [18])

٭ نیز فرمایا: "معاف کرنے کا طریقہ اپناؤ۔ اچھی اچھی باتوں کی تلقین کرو، مگر جاہلوں کے منھ نہ لگو، جب ترکی بہ ترکی جواب دینے کے لیے شیطان تمھیں اُکسائے، تو اللہ کی پناہ طلب کرو۔" (القرآن۔ سورۃ الاعراف آیت ۱۹۹-۲۰۰۔ پارہ ۹)

www.drhasanrizvi.com

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ (۴۷)	اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف
الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ	کتاب اُتاری ہے اور (اسی طرح)
الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ	وہ لوگ جنھیں ہم نے پہلے کتاب
مِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ	دی تھی، وہ اِس کو دل سے مان کر
بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ	ایمان لاتے ہیں۔ اور اُن میں بہت
اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ (۴۷)	سے ایسے بھی ہیں، جو اس پر ایمان

لے آئیں گے۔ (کیوں کہ) ہماری باتوں، نشانیوں، دلیلوں اور آیتوں کا جان بوجھ کر انکار صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو حق یا ابدی حقیقتوں کے منکر (کافر) ہیں۔

قرآن کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ

(۱) خدا واحد و یکتا ہے (۲) تمام پیغمبر(ع) کا پیغام بنیادی اعتبار سے ایک ہی تھا۔ (۳) خدا کے حکم کی اطاعت ہی انسان کی تکمیل اور تمام کامیابیوں کا راز ہے۔ (۴) لوگوں سے بحث ومباحثہ بہترین طریقے سے کرنا چاہیئے۔ * ..... (تفسیر نمونہ)

* یہاں اہلِ کتاب سے اولین مراد انبیاء کرام ہیں جن کو خدا نے کتاب دی تھی۔ وہی اصل اہلِ کتاب ہیں اور وہ ہمارے نبی اور قرآن کو مانتے تھے۔ * ..... (تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

وَمَا كُنتَ تَتْلُوا مِن (۴۸) اور آپؐ نہ تو اس (قرآن) سے
قَبْلِهِ مِن كِتَٰبٍ وَلَا پہلے کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ
تَخُطُّهُۥ بِيَمِينِكَ إِذًا اپنے داہنے ہاتھ سے کچھ لکھا ہی
لَّٱرْتَابَ ٱلْمُبْطِلُونَ ﴿٤٨﴾ کرتے تھے۔ اگر آپؐ نے ایسا کیا
ہوتا، تو باطل پرست شک میں پڑ سکتے تھے (کہ شاید یہ قرآن بھی
آپؐ نے خود ہی لکھ لیا ہے۔)

قرآن کا معجزہ ہونا

جناب رسولِ خداؐ نے ظاہری طور پر کسی سے نہ کوئی کتاب پڑھی تھی، اور نہ ظاہری طور پر کسی سے لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔ پھر اُن سے ایک ایسی کتاب کا ظاہر ہونا جو تمام اعلیٰ ترین علوم کا زبردست مجموعہ ہو اور پوری دنیا مل کر اُس کی ایک آیت کا بھی جواب نہ لا سکے، اگر معجزہ نہیں ہے تو پھر معجزہ کس کو کہتے ہیں۔؟

(تفسیر ماجدی، تفسیر صافی ص۳۸۷)

سوال

یہ ہے کہ کسی آسمانی کتاب نے کسی نبیؑ کے لیے کبھی یہ زور دے کر بیان نہ کیا کہ وہ پڑھا لکھا نہ تھا، جبکہ قرآن مجید نے بار بار آخری رسولؐ کے لیے اس بات پر زور دیا۔

اس کا سبب بیان کرتے ہوئے فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

"ہر زمانے کے نبیؑ کو اُن کے اپنے زمانے کے لحاظ سے معجزات دیے گئے۔ کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے

www.drhasanrizvi.com

زمانے میں جادو کا زور تھا' اُن کو ایسا جادو شکن عصا دیا گیا جس نے تمام جادو باطل کر کے رکھ دیے۔
یہاں تک کہ خود جادوگروں نے سرِ تسلیم خم کر دیا اور کہا کہ یہ جادو نہیں ہے' معجزہ ہے۔
حضرت عیسیٰ ؑ کے زمانے میں طِب (Medical Science) کا زور تھا' اِس لیے
اُن کو ایسا معجزہ عطا کیا گیا کہ جس سے حضرت عیسیٰ ؑ نے مادر زاد اندھوں کو بینا کر دیا' مُردوں کو زندہ
کر دیا' مٹی کے پرندے بنا کر اُن میں جان ڈال دی اور وہ پرواز کرنے لگے۔ یہ بات کسی طبیب کے بس
کی نہ تھی'۔ ہمارے رسول اکرمؐ کے زمانے میں عربوں کی دو بڑی خصوصیات تھیں (۱) شجاعت اور
(۲) فصاحت و بلاغت۔ اِس لیے آنحضرتؐ کو ۲ واضح معجزے عطا کیے گئے۔
(۱) شجاعت کا جواب علیؑ اور اُن کی ذوالفقار سے دیا گیا۔ (جو قیامت تک باقی رہے گا)
(۲) فصاحت و بلاغت کا جواب قرآن سے دیا گیا۔ (اور قرآن بھی قیامت تک باقی رہے گا)
اب کیوں کہ جنابِ رسولِ خداؐ کا خاص معجزہ قرآن تھا' اِس لیے اس بات پر زور دینا ضروری
تھا کہ جناب رسول اللہؐ نے کسی سے ظاہراً لکھنا پڑھنا نہیں سیکھا' اس کے باوجود قرآن جیسی
بے مثل کتاب لا کر سنا رہے ہیں۔ تو یہ ثبوت ہے کہ آپؐ اپنا کلام نہیں بلکہ وحیِ خدا سنا رہے ہیں
جو کچھ بھی پڑھ رہے ہیں' خدا کی تعلیم سے پڑھ کر سنا رہے ہیں
(عیون اخبار الرضاؑ، فصل الخطاب، تفسیر نور الثقلین) .... *

نکتۂ علمیہ دنیا کی تاریخ میں جتنے بڑے لوگ ہوئے ہیں' اگر اُن کے حالات کا جائزہ لیا جائے تو اُن اسباب کا پتہ
لگایا جا سکتا ہے جس نے اُس آدمی کو بڑا بنا دیا لیکن جناب رسولِ خداؐ کی شخصیت حیرت انگیز ہے کہ آنحضرتؐ
کے کمالات کا ماخذ آپؐ کے ماحول میں تلاش نہیں کیا جا سکتا' نہ عرب کے ماحول میں' نہ پوری دنیا کے ماحول
میں۔ اسی لیے فرمایا گیا کہ محمد مصطفےٰؐ کی ذات خدا کی صرف ایک نشانی معجزہ ہی نہیں ہے' بلکہ کئی نشانیوں
اور معجزوں کا مجموعہ ہے۔ ہر عالم آدمی آنحضرتؐ کے حالات کو دیکھ کر مان جاتا ہے کہ یہ شان پیغمبروں ہی میں ہو سکتی ہے عام
بڑے آدمی کی نہیں ہو سکتی۔ * ...... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

(۴۹) بلکہ حقیقت یہ ہے کہ (یہ قرآن ہماری) کھلی ہوئی دلیلیں، نشانیاں اور آیتیں ہیں، اُن لوگوں کے سینوں اور ذہنوں میں جنھیں علم عطا کیا گیا ہے، اور ہماری دلیلوں، باتوں اور آیتوں کا جان بوجھ کر انکار نہیں کرتے، مگر صرف ظالم، ضدّی گناہگار لوگ۔

★ خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "قرآن، روشن آیتیں ہیں، جو اُن لوگوں کے سینوں میں ہیں جنھیں علم عطا کیا گیا ہے۔" اِن الفاظ سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ کاغذ پر لکھے ہوئے حروف اصل قرآن نہیں ہیں، بلکہ اصلی قرآن وہ ہے جو خدا کے خاص بندوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔

اب یہ سوال کہ وہ سینے کون سے ہیں؟ تو جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میں تم میں دُو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اللہ کی کتاب اور میرے اہلِ بیتؑ۔"

★ ...... (صحیح مسلم شریف)

★ معلوم ہوا کہ جناب رسولِ خداؐ کے بعد ائمۂ اہلِ بیتؑ ہی کے وہ سینے ہیں، جو قرآن کے حامل ہیں، جن کو خدا نے علمِ قرآن عطا فرمایا ہے۔

★ ..... (تفسیر علی ابنِ ابراہیم۔ تفسیر مجمع البیان

مطابق بیانِ امام محمد باقر علیہ السلام)

www.drhasanrizvi.com

معیار زیادہ واضح الفاظ میں اِس طرح کہا جاسکتا ہے کہ کسی فکر و خیال کی قیمت کا ایک معیار اور طریقہ یہ بھی ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ اُس مکتبِ فکر کے حامی کون لوگ ہیں۔ اگر اُس کے بانی کے گرد نادان، چالاک اور بدمعاش لوگ جمع ہوں تو ظاہر ہے کہ وہ خود بھی اُسی قماش کا ہوگا۔ چور کے ساتھی گرہ کٹ ہی ہوا کرتے ہیں۔

لیکن اگر اُس مکتبِ فکر کے حامی وہ لوگ ہیں جن کے سینوں میں علم کے اسرار و رموز پوشیدہ ہیں، تو یہ بات اُس مکتبِ فکر کی حقانیت کی دلیل ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن کے حامیوں اور عاشقوں میں دنیا کے اکثر علماء اور ماہرین ہیں۔ خود اہلِ کتاب کے علماء بھی اُن میں شامل ہیں۔ پھر علمائے قرآن میں اہلِ بیتؑ رسولِ اکرمؐ جیسے اکابرین، ابوذرؓ، سلمانؓ، مقدادؓ، عمار یاسرؓ جیسے صحابۂ کرام قرآن کے مدّاحوں میں شامل ہیں۔

★ ۔۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

★ حضرت علیؑ جیسے انسان یہ کہتے ہوئے فخر کرتے ہیں کہ:

"اَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِیْدِ مُحَمَّدٍ"

(میں تو محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک ادنیٰ غلام (فرماں بردار) ہوں۔)

★ ۔۔۔۔۔۔ (نہج البلاغہ)

★ "جن لوگوں کے سینوں میں علم عطا کیا گیا ہے۔" اِن الفاظ کے حقیقی اور اوّلین مراد ائمۂ اہلِ بیت علیہم السّلام ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن کا علم کامل رکھتے ہیں۔ لیکن اِس امر میں کوئی مانع نہیں کہ "اور دانشمند لوگ بھی علمِ قرآن سے فائدے اُٹھاتے ہیں۔"

★ ۔۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

اہلِ بیتِ پاک کے ہر سانس کو اے مدّعی!
ہاں ملا کر دیکھ لے آیاتِ قرآنی کے ساتھ

www.drhasanrizvi.com

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ (۵۰) اور اُنھوں نے کہا کہ: "اُس شخص
اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا پر اُس کے پالنے والے مالک کی طرف سے
الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ کوئی خاص معجزے کیوں نہیں اُتارے گئے"؟
اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾ آپؐ کہہ دیجیے کہ "نشانیاں یا معجزے
تو اللہ کے پاس ہیں اور میں صرف واضح
طور پر (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والا ہوں۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا (۵۱) تو کیا اُن لوگوں کے لیے یہ کافی
عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى نہیں ہے کہ ہم نے آپؐ پر یہ کتاب
عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اُتاری جو اُن کے سامنے پڑھی
لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ جاتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِس میں
يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ رحمت، نصیحت اور یاد دہانی ہے
اُن لوگوں کے لیے جو ابدی حقیقتوں کو دل سے مان کر ایمان لائیں۔

www.drhasanrizvi.com

کیا قرآن کا معجزہ کافی نہیں؟

اصل بات یہ تھی کہ کفّار، معجزے صرف تفریحاً یا قرآن کی اہمیت کو ختم کرنے کے لیے طلب کرتے تھے۔ اُن میں حق طلبی یا حق کی جستجو نہ تھی، ورنہ قرآن سے بڑا کوئی معجزہ ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر جب انسان حقیقتوں کو تفریح سمجھنے لگے اور اُس میں حق کی طلب یا تلاش ہی باقی نہ رہے تو کوئی معجزہ بھی اُس کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ خود قرآن میں ہے کہ۔ "اگر ہم اُن کی طرف فرشتوں کو بھیج دیتے، اور مردے اُن سے باتیں کرنے لگتے تب بھی وہ ایمان نہ لاتے۔" (القرآن۔ سورۃ الانعام آیت ۱۱۱)

ورنہ تاریخ گواہ ہے کہ جنابِ رسولِ اکرمؐ نے قرآن کے علاوہ بھی بے شمار معجزے دکھلائے، مگر پھر بھی اُنھوں نے اُس کو جادو کہہ کر ٹال دیا۔

دوسری بات یہ کہ اگر اِس طرح ہر شخص کا من پسند معجزہ نبیؐ دکھلاتے رہیں۔ ایک آدمی کہے کہ پانی کا چشمہ زمین سے نکالیے، دوسرا کہے کہ دودھ کی نہر بہا دیجیے، تیسرا کہے کہ مجھ کو یہ پسند نہیں ہے بلکہ آپ پہاڑوں کو سونا بنا دیجیے، چوتھا کہے کہ یہ پانی ہمیں آسمان پر چڑھا کر دکھائیے۔ اِس طرح معجزے دکھانا 'بندر کا تماشا یا بچّوں کا کھیل بن جائے گا' اور آخر میں وہ لوگ کہہ دیں گے کہ یہ سب جادوگری ہے، اور کچھ نہیں۔ اِس لیے یہ جواب دیا گیا ہے کہ: "کیا اُن کے لیے یہ کافی (معجزہ) نہیں ہے کہ ہم نے تم پر آسمانی کتاب (قرآن) نازل کر دیا ہے جو اُن کو پڑھ کر سنایا جاتا ہے۔" (القرآن)

پھر یہ کتاب "جو رحمت بھی ہے اور ذکر بھی"۔ یعنی یہ قرآن صرف نصیحتوں کا دفتر ہی نہیں ہے بلکہ ایسے بھی قوانین اور ہدایتوں کا مجموعہ ہے جو انسان کے اخلاق اور روح کے لیے رحمت، اور فائدوں کا بڑا ذخیرہ ہے، اور اپنے اسلوبِ بیان کے لحاظ سے بھی معجزہ ہے، اور اس کی تمام ہدایات بہترین بھی ہیں، اور ہمارے فائدے کے لیے ہیں۔ اِس طرح یہ ذکر یا نصیحت ہیں۔

.... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِىْ (۵۲) آپ کہدیں کہ میرے اور تمھارے

وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ درمیان اللہ گواہ ہونے کے لیے

مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ (بہت) کافی ہے، (کیوں کہ) وہ اسے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ بھی جانتا ہے جو آسمانوں ہے اور

وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ اُسے بھی جو زمین میں ہے. اور (یہ بھی)

هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ جو لوگ باطل کو تو دل سے مانتے ہیں

اور اللہ کا انکار کرتے ہیں، وہی لوگ نقصان اُٹھانے والے ہیں۔

★ یاد رہے کہ انبیاء کرامؑ یا اولیاء عظام اور ائمۂ اہل بیت علیہم السلام خدا کی اجازت کے بغیر معجزے تو کیا شفاعت بھی نہیں کرتے۔ قرآن نے فرمایا: "کون ہے جو خدا کے سامنے کسی کی سفارش کرسکے سوا اُن کے جنھیں خدا نے اجازت دے رکھی ہو۔" (القرآن)

★ كَفٰى بِاللّٰهِ : کسی نبی کے متعلق اللہ کی شھادت دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک تو صحیفۂ سماویہ کے ذریعے ۔ سے نبی کی نبوّت کا اعلان، دوسرے معجزہ۔ حضور اکرمؐ نے اپنی نبوّت کے اثبات میں اللہ کی گواہی پیش کی۔ چنانچہ اللہ نے ارشاد فرمایا: "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"[1] (محمدؐ اللہ کے رسول ہیں) اور دوسری شھادت یہ کہ اس کتاب مقدس (قرآن) کو ایسا اعجاز بخشا کہ جو قیامت تک آپؐ کی نبوّت کا مستقل گواہ و ثبوت ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ قرآن مجید ہر وقت تازہ ہے اور تازہ رہے گا۔ ہر دور کے علماء اس بحرِ زخار سے ہمیشہ نئے نئے موتی تلاش کرتے رہیں گے۔

★ ...... (تفسیر انوار النجف)

[1] (سورۃ الفتح آیت ۲۹ پ۲۶)

www.drhasanrizvi.com

وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ (۵۳) اور یہی لوگ ہیں، جو تم سے
وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ (اللہ کے عذاب کو) لانے کی جلدی
الْعَذَابُ ؕ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ مچا رہے ہیں۔ اگر مقرّرہ مدّت
بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ یا ایک وقت مقرّر نہ کر دیا گیا ہوتا،
تو اُن پر کب کا عذاب آچکا ہوتا، اور بہر حال وہ (عذاب) اُن پر لازمی طور پر
آکر ہی رہے گا، وہ بھی اچانک، اِس حال میں کہ اُن کو اُس کی کچھ خبر تک نہ ہوگی۔

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ (۵۴) وہ آپؐ سے اللہ کے عذاب کے
وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌ ۢ آنے کی بھر جلدی مچا رہے ہیں۔
بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾ جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جہنّم اُن کافروں
کو (پہلے ہی سے) گھیرے میں لے چکی ہے۔

آیت ۵۴: کافر، حق دشمنی کی وجہ سے اور مذاق اُڑانے کے لیے بار بار تقاضا کرتے
تھے کہ: "اگر تم سچّے رسولؐ ہو اور ہم واقعی حق کو جھٹلا رہے ہیں تو پھر تم ہم پر خدا کا عذاب
کیوں نہیں لے آتے۔ وہی عذاب جس کی تم ہمیں بار بار دھمکیاں دیتے ہو۔"
* (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

★ عرفاء نے خداوندِ عالم کے اِن الفاظ کے بارے میں کہ "حقیقتاً جہنم پہلے ہی سے کافروں کو گھیرے ہوئے ہے" لکھا کہ اصل جہنم کفر، خدا و رسولؐ کا انکار، اور حقیقتوں کو جھوٹا سمجھنا، گناہ اور ظلم کرنا ہے، آخرت میں تو صرف یہ ہوگا کہ ہر چیز کی اصل شکل اور حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔"

★ .... (تفسیر ماجدی)

پچھلی آیتوں کا خلاصہ

پچھلی آیتوں میں کفّار کے بہانوں کا جواب دیا گیا ہے۔

(۱) کفّار کا پہلا بہانہ یہ تھا کہ: نبیؐ کوئی معجزہ کیوں نہیں دکھاتے ؟

★ قرآن میں جواب دیا گیا کہ: "یہ آسمان سے اُترنے والا قرآن بہترین معجزہ ہے۔"

(۲) کفّار کہتے تھے کہ: نبیؐ کے سچے ہونے کا گواہ کون ہے۔؟

★ قرآن میں جواب دیا گیا ہے کہ: "نبیؐ کی سچائی کا گواہ وہ خدا ہے جو ہر چیز کا جاننے والا ہے۔"

(۳) کفّار کا تیسرا بہانہ یہ تھا کہ: عذاب جلد کیوں نہیں آتا ؟

★ قرآن میں اِس کے تین جواب دیے گئے۔ (۱) سزا کا وقت اِس لیے معیّن کیا گیا ہے تاکہ اُن کو اپنی اصلاح کی مہلت مل جائے اور اتمامِ حجت ہو جائے۔ اِس لیے کہ خدا جذباتی فیصلے نہیں کیا کرتا، نہ ظلم کرتا ہے۔

(۲) دوسرا جواب یہ دیا گیا کہ اُن کو اِس بات کا کیا یقین ہے کہ اُن کے کہتے ہی عذاب نازل ہو جائے گا۔

(۳) اگر عذاب کا وقت بتا دیا جاتا تو یہ لوگ اُس وقت سے پہلے خوب ظلم اور بدمعاشیاں کرتے اور وقت کے آنے پر معافیاں مانگتے۔ اِس لیے خدا کی مصلحت یہ ہوئی کہ مہلتِ اصلاح بھی دی جائے، اور مہلت کے ختم ہونے پر اچانک عذاب اُن کو پکڑ لے۔

★ .... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

يَوْمَ يَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ (۵۵) جس دن یہی عذاب اُنھیں اوپر
مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ سے بھی چھا کر ڈھانپ لے گا، اور پیروں
تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ کے نیچے سے بھی (جکڑ لے گا) پھر اُن سے
ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾ کہا جائے گا کہ "اب چکھو مزہ اُن
کرتوتوں کا جو تم کیا کرتے تھے۔"

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا (۵۶) اے میرے بندو! جو خدا اور رسولؐ
اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ کو دل سے مان کر ایمان لائے ہو، میری
فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ زمین بہت وسیع ہے۔ پس تم اکیلی
میری ہی بندگی (مکمّل اطاعت) کیا کرو۔

محقّقین اور فقہاء نے نتیجہ نکالا آیت ۵۶: کہ جس علاقے میں کفر و گناہ، ظلم و جبر کی شدت ہو، بداخلاقیاں عام ہوں اور خدا پرستی کی اجازت نہ ہو، وہاں سے مومن کو چلا جانا چاہیئے۔ کھانے پینے کی فکر نہ کرنی چاہیئے۔ کیوں کہ خدا کی زمین وسیع ہے اور خدا ہر جگہ موجود ہے۔ (جہاں چاہو عبادتِ خدا بجا لاؤ، اور روزی کماؤ)

٭ ...... (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

عرفاء نے نتیجے نکالے (۱) جب دنیا کو ایک دن چھوڑ دینا ہی ہے تو پھر اُس کو خدا ہی کے لیے کیوں نہ چھوڑا جائے، تاکہ ابدی نعمتوں کا مستحق بن جائے۔

(۲) بدکار، ظالم و جابر بادشاہوں کی اطاعت نہ کی جائے۔

٭ ...... (تفسیر قمی، تفسیر مجمع البیان)

٭ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اپنے دین کو بچانے کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کرے گا، وہ جنّت کا مستحق ہو جائے گا اور وہ وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور میرے ساتھ رہے گا۔"

٭ ...... (الجامع)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ اگر کسی شہر میں خدا کی بندگی کرنا مشکل ہے تو ملک چھوڑ کر چلا جائے خدا کی زمین تنگ نہیں ہے، جہاں بھی خدا کا بندہ بن کر رہ سکو وہاں چلے جاؤ۔ تم کو قوم، وطن رنگ و نسل اور زُبان کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اپنی زندگی کے اصل مقصد یعنی خدا کی بندگی اور اطاعت کی فکر کرنی چاہیئے۔ جب ملک کی محبت خدا کی اطاعت سے ٹکرانے لگے تو سچّا مومن ملک قربان کر دیا کرتا ہے۔ یہی وقت ایمان کے امتحان کا ہوا کرتا ہے۔ جھوٹا ایمان کا دعویدار اپنے ملک وطن سے چمٹا رہتا ہے اور سچّا مومن ہجرت کی فکر کرتا ہے، سچّا مومن محبِ وطن تو ہو سکتا ہے، مگر قوم پرست اور وطن پرست نہیں ہو سکتا۔ اِس کے لیے خدا کی اطاعت ہر چیز سے اہم ہوتی ہے۔ وہ دنیا کی ہر چیز اِس مقصد پر قربان کر سکتا ہے۔

٭ ...... (تفہیم القرآن)

٭ جنابِ امیرالمومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "تمہارے لیے کوئی شہر بھی دوسرے شہر سے بہتر نہیں پس بہترین شہر وہی ہے جو تمھیں قبول کرلے اور تمھاری ترقّی کے اسباب فراہم کردے۔"

٭ ...... (نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ تَعْ (۵۷) (کیوں کہ) ہر "متنفس" (یعنی)
ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿۵۷﴾ ہر شخص کو موت کا مزہ (ضرور)
چکھنا ہے۔ (اور) پھر تم سب ہماری طرف پلٹا کر لائے جاؤ گے۔

حاصلِ مطلب

یہ ہے کہ تم اپنی جان کی پرواہ بھی نہ کرو۔ کیوں کہ کوئی بھی دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں آیا کرتا۔ تمہاری فکر یہ نہیں ہونی چاہیئے کہ دنیا میں جان کیسے بچی رہے، بلکہ تمہاری اصل فکر یہ ہونی چاہیئے کہ دین و ایمان کیسے بچایا جائے، اور خدا کی اطاعت کے تقاضوں کو کیسے پورا کیا جائے۔ کیوں کہ بالآخر تم کو خدا کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔ اُسی کو منھ دکھانا ہے۔ اب اگر ایمان بچانے میں جان چلی جائے تو اس سے بہتر جان کا مصرف اور کیا ہو سکتا ہے۔
٭...... (تفہیم القرآن)

٭ امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "جان بہر حال جانی ہے۔ اگر یہ جان خدا کی راہ میں چلی جائے تو اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے کہ جانے والی چیز کے بدلے ابدی سعادتیں مل جائیں۔
(نہج البلاغۃ)

اعتراض اور جواب

٭ ہجرت کرنے والے اس بات سے ڈرتے تھے کہ اگر ہم اپنے وطن سے نکل جائیں گے تو بھوک یا موت سے دو چار ہو جائیں گے۔ پھر یہ کہ ہمارے عزیز و اقارب، اور اولاد وغیرہ بھی ہم سے جدا ہو جائیں گے۔

٭ قرآن نے بڑا جامع جواب یہ دیا کہ: آخر کار ہر انسان کا انجام موت ہے اور ہر شخص کو خدا کی طرف لوٹنا ہے یہ دنیا کسی کے لیے ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ بہر حال ہر شخص کو اپنے دوستوں، عزیزوں سے جدائی کا صدمہ سہنا ہے تو پھر شرک و ظلم کی حالت میں کیوں رہتے ہو؟ موت خاتمہ نہیں بلکہ نئی زندگی کا افتتاح ہے خدا کی بیحساب نعمتوں کی طرف۔ ٭..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝۵۸

(۵۸) اور جن لوگوں نے خدا و رسول کو دل سے مانا ہوگا اور اُنھوں نے نیک کام بھی کیے ہوں گے اُن کو ہم جنت کے اونچے اونچے درجوں میں (یا) جنت کے بلند و بالا محلوں میں جگہ دیں گے، جن کے نیچے سے نہریں رواں دواں ہوں گی، اور وہ وہاں ہمیشہ رہیں گے۔ کتنا اچھا اور کیسا عمدہ ہے اجر و ثواب، عمل کرنے والوں کے لیے؟

غرف. جمع ہے غرفہ کی	جس کے معنی ہیں بلند عمارتیں جو ہر طرف سے بلند اور ممتاز ہوں۔ (مفردات امام راغب)

★ جناب رسول خدا صلعم نے ارشاد فرمایا: "جنت میں ایسے شفاف محلات ہیں کہ اُن کے اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا منظر اندر سے صاف دکھائی دیتا ہے۔ یہ محلات اُس شخص کے لیے ہیں جو اپنی گفتگو کو پاک و پاکیزہ کرے، دوسروں کو کھانا کھلائے، بکثرت روزے رکھے، اور رات کے وقت جب سب سو رہے ہوں (نیند کے مزے لے رہے ہوں) اُس وقت کھڑے ہو کر اللہ کے لیے نماز پڑھے۔" (المیزان از قرطبی ج۱۳)

★ "غُرَفًا": تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جنتی محلات زبرجد اور یاقوت کی اینٹوں سے بنے ہوئے ہوں گے، اور اُن میں جگہ جگہ موتی جڑے ہوئے ہوں گے۔" ★ ... (از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى (۵۹) جنھوں نے صبر و برداشت
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ سے کام لیا، اور جو اپنے پالنے والے
مالک پر بھروسہ بھی کرتے ہیں۔

سیّد الشہداء امام حسینؑ کی عطا کا طریقہ

★ انسان کے لیے صبر اور توکّل ایسی بیش بہا دولت ہے جس کے ہوتے ہوئے انسان کبھی کسی کا، نہ محتاج ہوتا ہے اور نہ آلام و مصائب سے پریشان ہوتا ہے۔

★ مروی ہے کہ فرزندِ رسولِ خدا حضرت ابو عبداللہ امام حسین علیہ السلام سے ایک سائل نے ایکہزار درہم ادائیگیٔ قرض کے لیے مانگے۔ آپؑ نے حضرت رسالت مآبؐ کی یہ حدیث بیان فرمائی: "اَلْمَعْرُوْفُ بِقَدْرِ الْمَعْرِفَةِ" یعنی: کسی پر احسان اُس کی معرفتِ (دین) کے اندازہ کے مطابق ہونا چاہیے۔

لہٰذا اے سائل! میں تم سے تین سوال کروں گا، اگر تم نے ایک کا جواب دیا تو ایک تہائی سوال پورا کروں گا، اور اگر دو کا جواب دیا تو دو تہائی سوال پورا کروں گا، اور اگر سب سوالوں کا صحیح جواب دیا تو تمھاری پوری حاجت روائی کروں گا۔" آپؑ نے پہلا سوال کیا: (۱) تمام اعمال میں سب سے افضل عمل کونسا ہے؟

★ اُس نے جواب دیا: "اللہ کی معرفت۔" (۲) مصیبت کے وقت بہترین سہارا کیا چیز ہے؟

★ اُس نے عرض کیا: "اللہ پر توکّل۔" (۳) انسان کی زینت کیا چیز ہے؟

★ اُس نے عرض کیا: "علم، جو تواضع کے ساتھ ہو۔" آپؑ نے فرمایا: اگر یہ نہ ہو تو پھر زینت کیا چیز ہے؟

★ اُس نے عرض کیا: "مال، جو مروّت کے ساتھ ہو۔" آپؑ نے فرمایا: اگر یہ بھی نہ ہو، تب کیا چیز زینت ہے؟

★ اُس نے عرض کیا: "فقر و ناداری ہو، صبر کے ساتھ۔" آپؑ نے فرمایا: اگر یہ بھی نہ ہو؟

★ اُس نے عرض کیا: "فرزندِ رسولؐ! پھر اُس پر آسمان سے بجلی گرے اور صفحۂ ہستی سے مٹادے۔"

★ آپؑ بہت خوش ہوئے اور اُس کا سوال پورا کیا۔ انعام میں ایک بیش قیمت انگوٹھی عطا فرمائی۔ (تفسیر انوار النجف)

وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا (۶۰) اور کتنی چلنے پھرنے والی مخلوق

تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ ہے جو اپنی روزی یا غذا خود اٹھائے

يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ نہیں پھرتی۔ اللہ ہی اُن کو روزی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝۶۰ دیتا ہے کیوں کہ وہی تمھارا

رازق ہے۔ وہی سب کچھ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

شانِ نزول

★ جاہل عرب بھوک کے خوف سے اپنی اولاد تک کو قتل کر ڈالتے تھے اسی لیے یہ آیت اُتری۔ ★۔۔۔ (تفسیر صافی ص۳۸۷، تفسیر قمی)

★ کچھ مفسرین نے لکھا کہ جب ہجرت کا حکم آیا تو لوگوں نے کہا کہ ہم ایسے شہر کیوں جائیں جہاں ہمارے گذارے کا سامان موجود نہ ہو۔ اس پر یہ آیت اُتری کہ: تم کم سے کم جانوروں ہی کی حالت پر غور کر لو کہ وہ کب اپنی روزی اُٹھائے اُٹھائے پھرتے ہیں، مگر کبھی بھوک سے نہیں مرتے۔ تو کیا خدا انسانوں اور خاص کر مومن مہاجروں کو جانوروں کے برابر بھی نہ سمجھے گا۔؟ ★۔۔۔ (تفسیر ماجدی)

★ یہی چیز حضرت عیسیٰؑ نے اپنے حواریوں سے کہی تھی، فرمایا تھا: "کوئی آدمی دو مالکوں (خداؤں) کی خدمت نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ یا تو وہ ایک سے دشمنی رکھے گا، دوسرے سے محبت کرے گا۔ اس لیے تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ اِس لیے میں کہتا ہوں کہ اپنی جان کی فکر نہ کرنا کہ ہم کہاں سے کمائیں گے پرندوں ہی کو دیکھ لو کہ نہ بوتے ہیں، نہ کوٹھیوں میں مال جمع کرتے ہیں، پھر بھی تمھارا آسمانی باپ اُن کو کھلاتا ہے کیا تم ان سے زیادہ خدا کی نگاہ میں قدر نہیں رکھتے؟ کل کی فکر نہ کرو۔ کل کا دن اپنی فکر آپ کرے گا۔

(بائبل - متی باب ۶ آیات ۲۴ - ۳۴)

www.drhasanrizvi.com

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٦١﴾

(۶۱) اور اگر اُن سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ اور سورج اور چاند کو کس نے قابو کر کے کام میں لگا دیا ہے؟ تو وہ کہیں گے کہ: "اللہ نے" تو پھر یہ کدھر سے دھوکا کھائے چلے جا رہے ہیں؟

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ إِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾

(۶۲) اللہ ہی تو ہے جو اپنے بندوں میں سے جس کا چاہتا ہے رزق وسیع کر کے بڑھا دیتا ہے، اور جس کا چاہتا ہے رزق کم کر دیتا ہے۔ حقیقتاً خدا ہر چیز کا اچھی طرح سے جاننے والا ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

(۶۳) اور اگر تم اُن سے پوچھو کس نے آسمان سے پانی برسایا؟

www.drhasanrizvi.com

فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

اور اُس کے ذریعے سے مُردہ پڑی ہوئی زمین کو زندہ کر دکھایا؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ: "اللہ نے" آپ اللہ کا شکرادا کیجئے۔ (یا) کہیئے: حمد اللہ ہی کے لیے ہے۔ مگراُن میں کے اکثر لوگ عقل سے کام ہی نہیں لیتے۔

ع ۶ ۲

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ : اگر مشرکینِ مکہ سے دریافت کیا جائے کہ آسمانوں اور زمین کا خالق کون ہے؟

★ تو فوراً کہدیتے ہیں کہ: "اللہ ہی ان کا خالق ہے۔"

★ پھراُن سے سوال کیا جائے کہ: سورج اور چاند کو باقاعدگی سے چکر لگانے کے لیے کس نے تابع کیا؟

★ تو اِس کا جواب بھی وہ یہ دیتے ہیں کہ: "اللہ نے ایسا کیا ہے۔"

★ اِس کے بعد فرمایا کہ: اِن سب باتوں کو سمجھنے کے بعد بھی وہ کدھر بھٹکے جارہے ہیں؟

★ اسی طرح اگراُن سے پوچھا جائے کہ آسمان سے بارش کون برساتا ہے؟ اور خشک زمین کی مردہ قوتِ نامیہ کو بارش کے ذریعے سے دوبارہ کون زندہ کرتا ہے؟

★ اِس کے جواب میں بھی وہ کہیں گے کہ "یہ کام بھی اللہ ہی کرتا ہے۔"

اِس کے بعد ارشاد ہے کہ اے میرے رسولؐ! تم اللہ کا شکر بجالاؤ کہ تمہارا مسلک اُن کے مسلّم اصولوں کی بناء پر صحیح ثابت ہے۔ پس عبادت بھی اُسی ذات کے لیے مخصوص ہونی چاہیئے جو کائنات کی تمام چیزوں کی تخلیق و تدبیر کا واحد مالک ہے۔ اور رزق کا تقسیم کرنے والا بھی وہی ہے جسے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

(تفسیر انوار النجف ۔ ۔ ۔ ۔)

www.drhasanrizvi.com

★ قرآن نے بار بار یہ بات بتلائی ہے کہ مشرکینِ عرب خوب جانتے ہیں کہ خدا ہے مگر جو بات وہ نہیں جانتے وہ یہ کہ: (۱) کائنات کا سارے کا سارا نظام خود خدا چلا رہا ہے۔ اُس کو کسی مددگار شریکِ کار کی ضرورت نہیں ہے۔

(۲) اِس لیے ساری اُمیدیں بس خدا ہی سے وابستہ کرنا چاہیئے۔

(۳) اور عبادت بھی صرف اور صرف اُسی کی کرنی چاہیئے۔

(۴) نیز صرف اُسی سے دعاء مانگنی چاہیئے۔

(۵) اور کسی کو اُس کے برابر و ہمسر نہ سمجھنا چاہیئے۔

(۶) اور خدا کو کسی کا محتاج بھی نہ سمجھنا چاہیئے۔

(۷) اور بندگی، اطاعتِ خالص صرف خدا کی کرنی چاہیئے۔

اِن باتوں کو سمجھ کر مان لینے سے شرک کی جڑ بنیاد کٹ جاتی ہے۔ پھر ایسے آدمی کے لیے دولت کی دیوی، بارش کا دیوتا، زراعت کا دیوتا الگ الگ نہیں ہوتے۔

★...... (تفسیر نمونہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے دو معنی : (۱) تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے۔ یہ لفظ یہاں دو معنی دے رہا ہے

★ ایک تو یہ کہ: "جب یہ سارے کام اللہ ہی کے ہیں تو پھر اللہ ہی ہر تعریف کا مستحق ہے' اور کوئی حمد کا مستحق نہیں"

★ دوسرے یہ کہ: "خدا کی تعریف کا اعتراف تو اے مشرکو! تم خود بھی کرتے ہو۔" ★ (تفہیم القرآن)

یُؤْفَکُوْنَ : افک سے بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں کسی چیز کی واقعی اور حقیقی شکل کو بدل دینا۔ اِسی لئے اِس کا اطلاق جھوٹ پر بھی ہوتا ہے۔ ★ ـــــــ (مفردات امام راغب)

★ اب کیوں کہ مشرکین کے قول و عمل میں تضاد تھا اِس لئے آخر میں فرمایا: "اِن میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔ کیوں کہ ایک طرف تو وہ خدائے عزّ و جلّ کا اقرار بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف کاٹھ کے اُلّوؤں کی عبادت کرتے ہیں۔

★ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ (۶۴) اور یہ دُنیوی (یعنی) دُنیاداری کی
اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ زندگی کچھ بھی تو نہیں ہے، مگر کھیل
الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ تماشا، اور دل کا بہلاوا۔ حقیقتاً
الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾ آخرت کی دوسری زندگی کا گھر ہی
اصل زندگی ہے۔ کاش وہ لوگ یہ بات جان لیتے۔ (سمجھ جاتے)۔

پہلا مطلب خدا کا دنیا کی زندگی کو کھیل تماشا کہنا اس لئے ہے کہ دُنیا عارضی اور وقتی، فنا ہونے والی اور ناپائیدار ہے۔ جیسے کھیل کے میدان میں وقتی رونق ہوتی ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی زندگی بے مقصد، کھیل تماشا ہوتی ہے۔ جبکہ اصل میں دنیا کی زندگی حقیقت بے اور بے مقصد پیدا نہیں کی گئی ہے۔ کیوں کہ دنیا ایک عظیم، علیم و حکیم کی تخلیق اور منصوبہ Planning ہے اس لیے ضرور بامقصد ہے۔ دنیا کا مقصد آخرت کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا، اس لیے دنیا میں آخرت کے تصوّر کے بغیر رہنا کھیل تماشے کی طرح بے مقصد عمل ہوگا۔ (فصل الخطاب)

★ دنیا کھیل تماشا ہے اپنی بے ثباتی کے لحاظ سے لیکن اگر اسی دنیا کو آخرت کے اجر یا خدا کی رضامندی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا جائے تو پھر یہ کھیل تماشا نہیں رہتی۔ (تفسیر ماجدی)

★ امیرالمومنین حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا:

" دنیا خدا کے دوستوں کے تجارت کرنے کی جگہ ہے، وہ یہاں نیک اعمال کے بدلے جنّت اور خدا کی رضامندی کو خرید لیتے ہیں۔
(نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ (۶۵) جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ ہیں تو اپنے دین (یعنی) طریقۂ زندگی

لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ کو خدا کے لیے خالص کر کے اللہ سے ہی

اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ دعا مانگتے ہیں، مگر جب وہ اُنھیں بچا کر

خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو اچانک دوسرے ہی

لمحے وہ لوگ شرک کرنے لگتے ہیں۔

لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ ۚ (۶۶) تاکہ اللہ کی دی ہوئی نجات

وَلِیَتَمَتَّعُوْا وقفہ فَسَوْفَ کی نعمت کا انکار کر دیں اور دنیا

یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾ کی زندگی کے خوب مزے لوٹیں

خیر اُنھیں (اپنی اِس بدمعاشی کا انجام) بہت ہی جلد معلوم ہو جائے گا۔

آیت ۶۵ کا مطلب | یہ ہے کہ جب ظاہری سہارے ٹوٹنے لگتے ہیں، پھر خدائے واحد یاد آنے لگتا ہے

جب کیا تنگ بتوں نے تو خدا یاد آیا

★ مگر کافروں کو جب ذرا مہلت مل جاتی ہے تو پھر اپنی پرانی گمراہیوں کے گڑھوں میں گر گر پڑتے ہیں۔

★ (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

★ حقیقت یہ ہے کہ زندگی کی شدّتیں انسان کی فطرت کے جوہر کھولتی ہیں۔ کیوں کہ ہر انسان کی روح میں توحید کا نور چھپا ہوا ہے، مگر زندگی کے رُسوم اور غلط تربیت اُس پر پردہ ڈال دیتی ہے، مگر جب ہر طرف سے مصیبتوں کے طوفان اُٹھتے ہیں اور انسان مشکلات میں گھر جاتا ہے، تب وہ ظاہری وسائل سے منہ موڑ کر صرف اور صرف خدا کی طرف متوجّہ ہوتا ہے۔ جس طرح سونا آگ کی بھٹّی میں میل سے صاف ہو جاتا ہے، اِسی طرح انسان مشکلات میں گھر کر شرک کی نجاستوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ انسان کے دل میں ایک نورانی نقطہ موجود ہوتا ہے جس کا تعلّق خدا سے ہے۔

★ (تفسیرِ نمونہ)

★ کسی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ: "خدا کون ہے"؟

★ امام علیہ السلام نے فرمایا: "کیا تم نے کبھی کشتی میں سفر کیا ہے"؟

★ اُس نے عرض کی: "جی ہاں"۔

★ امام علیہ السلام نے پوچھا: "کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ تمہاری کشتی سمندر میں ٹوٹی ہو اور اُس وقت وہاں تم کو بچانے والا بھی کوئی نہ ہو، اور تم تیر بھی نہ سکتے ہو"؟

★ اُس نے کہا: "جی ہاں"

★ امام علیہ السلام نے پوچھا: "کیا اُس وقت تمہارے دل میں یہ خیال آیا کہ اب بھی کوئی ہستی ہے جو تجھے بچا سکتی ہے"؟

★ اُس نے عرض کی: "جی ہاں"

★ امام علیہ السلام نے فرمایا: "بس وہی خدا ہے جو اُس حالت میں بچا سکتا ہے جب کوئی بچانے والا نہ ہو"۔

★ (بحار الانوار جلد ۳)

www.drhasanrizvi.com

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا جَعَلۡنَا (۶۷) کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے
حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ (ان کے شہر مکہ کو) امن والا محترم گھر یا
النَّاسُ مِنۡ حَوۡلِهِمۡ ؕ گھرانا بتایا ہے، حالاں کہ اس کے چاروں
اَفَبِالۡبَاطِلِ یُؤۡمِنُوۡنَ طرف (کے شہروں یا علاقوں میں) لوگ
وَ بِنِعۡمَةِ اللّٰهِ یَكۡفُرُوۡنَ ﴿۶۷﴾ جھپٹ کر اچک لیے جاتے ہیں؟ کیا
یہ لوگ باطل کی غلط باتوں اور جھوٹے
خداؤں کو تو مان لیتے ہیں اور اللہ کی نعمت
(محمدؐ و آلِ محمدؑ) کا انکار پر انکار کیے چلے جاتے ہیں؟

وَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنِ افۡتَرٰی (۶۸) اور بھلا اُس شخص سے بڑا ظالم گناہگار کون
عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوۡ كَذَّبَ ہو گا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور حق کو
بِالۡحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَیۡسَ جھٹلائے جبکہ وہ (قرآن اور ہمارے نبی اکرم کی رسالت
فِیۡ جَهَنَّمَ مَثۡوًی لِّلۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۶۸﴾ کی شکل میں) ان کے سامنے آ بھی چکا ہو؟ کیا
ایسے حق کے انکاریوں کا ٹھکانا جہنم کے سوا کچھ اور بھی ہو سکتا ہے؟

(آیت ۶۷) ★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا کے صرف ایک حکم کو مان لینے سے کس قدر عافیت و آرام نصیب ہوتا ہے

www.drhasanrizvi.com

تو اگر زندگی کے تمام شعبوں میں خدا کے احکام کی اطاعت کی جانے لگے تو دنیا جنت کیوں نہ بن جائے۔

★ (فصل الخطاب)

مطلب یہ ہے کہ مکے کے رہنے والوں کے لیے مکے کا شہر کس نے مقام امن بنایا ہے؟

کیا کسی بُت، لات وھُبل نے، یا کسی دیوی، دیوتا کی یہ قدرت تھی کہ ڈھائی ہزار سال سے عرب کی انتہائی بدامنی کے ماحول میں مکہ کو تمام فتنوں اور فسادوں سے محفوظ رکھا۔ اس کی حرمت کو برقرار رکھنے والے اگر ہم (خدا) نہ تھے تو کون تھا؟

★ (تفہیم القرآن)

شانِ نزول

★ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا:

"مشرکین کے ایک گروہ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا: "اے محمدؐ! ہم اس لیے آپؐ کا دین قبول نہیں کرتے کہ ہم ڈرتے ہیں ہمارے مخالف ہمیں اُٹھا کر لے جائیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔ کیوں کہ مسلمان کم ہیں اور مشرک بہت زیادہ ہیں۔"

★ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

★ ۔۔۔۔ (تفسیر درمنثور)

★ جواب میں بتایا جا رہا ہے کہ "جو خدا صدیوں سے مکے کے پورے شہر کو ان جنگلی عربوں سے بچاتے چلا آ رہا ہے، وہ تمھیں ان بھیڑیوں سے کیوں نہ بچائے گا؟"

★ ۔۔۔۔ (مؤلف)

★ خدا مشرکین مکہ پر خصوصی احسان جتلا رہا ہے کہ میں نے تمھارے لیے امن کا گھر مکہ کو بنایا ہے۔ حالاں کہ تمھارے دیکھتے ہی دیکھتے حرم کے اِرد گرد کس قدر خوں ریزیاں اور قتل وغارت کا بازار گرم رہا ہے، اس کے باوجود بھی تم باطل خداؤں پر ایمان رکھتے ہو اور اللہ کے احسان کو فراموش کرتے ہوئے اس کی نعمت کا کفران کرتے ہو۔

★ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا (۶۹) اور جنھوں نے ہماری راہ میں
لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (یعنی) ہماری خاطر مشقّتیں برداشت
وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ؑ (۶۹) کیں (یا) ہماری راہ میں مجاہدہ، جدّوجہد

ع ۲

اور بھرپور کوشش کی، اُنھیں تو ہم (خود ہی) اپنے راستے دکھا دکھا کر اپنی راہوں پر لگاتے ہیں (کیوں کہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ اچھے کردار والے، خلوص والے، نیکوکار لوگوں کے ساتھ ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
یہ آیت اوّلین معنی میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کے حق میں ہے۔ محسنین سے مراد اچھے کردار والے نیکوکار محمدؐ و آلِ محمدؐ ہیں۔
★ ...... (تفسیر صافی صفحہ ۳۸۸، تفسیر قمی، تفسیر نور الثقلین)

★ خدا کے راستوں سے مراد وہ زندگی کے طور طریقے ہیں جن پر چل کر انسان خدا کی خوشنودی یا رضامندی حاصل کرلیتا ہے۔ یعنی جو شخص خدا کی راہ میں خدا کی خاطر مصیبتیں برداشت کرتا ہے۔
★ ...... (تفسیر بیضاوی)

آیت کا پیغام یہ ہے کہ (۱) انسان صحیح طریقے اور محنت سے کوششیں ہی کرسکتا ہے کامیابی صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا پیغام یہ ہے کہ اگر انسان خدا کی قدرت اور حکمت کی دلیلوں پر غور و فکر کرتا ہے تو خدا اُس کو خود اپنے راستے دکھاتا ہے۔ ★ ...... (تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

★ عربی کا محاورہ ہے ، "مَنْ جَدَّ وَجَدَ" (جس نے کوشش کی اُس نے مقصد کو پالیا)

★ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا: " جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اُس کے لیے دروازہ کھولا جاتا ہے ۔
(بائیبل)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: " جو شخص اپنے علم کے مطابق عمل کرے گا ، خدا اُس کو اُس علم کا بھی وارث و مالک بنادے گا جس کو وہ نہ جانتا ہوگا ۔"
★ . . . . (تفسیر صافی ص۳۸۸)

★ جناب امیرالمومنین حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: " قرآن میں میرے بہت سے مخصوص نام ہیں اگر تم اُن سے واقف نہ ہوتے تو تم دینِ حق سے بھٹک جاؤگے ، میرا ایک نام "محسن" بھی ہے ۔
★ . . . . . (معانی الاخبار)

★ ائمۂ آلِ محمدؐ کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت کے حقیقی اور اولین مصداق محمدؐ و آلِ محمدؐ کے پیرو ہیں یہ اس لئے کہ وہ اس آیت کے مصداقِ کامل ہیں ۔ کیوں کہ یہی لوگ جہاد اور اخلاص میں سب سے آگے تھے ، مگر اس تفسیر سے آیت کا مفہوم محدود نہیں ہوتا ۔ بہرحال ہر شخص اپنی جدوجہد کے دوران اس حقیقتِ قرآنی کو واضح طور پر محسوس کرتا ہے کہ جب بھی وہ خدا کی راہ میں کوششیں کرتا ہے ، اُس کے لیے آسانیوں کے دروازے کھل جاتے ہیں اور مشکلات آسان ہوجاتی ہیں ، سختیاں قابلِ برداشت ہوجاتی ہیں اور وہ سختیوں پر غالب آجاتے ہیں ۔ ★ (تفسیر نمونہ)

★ غرض جو لوگ اللہ کی راہ میں خلوص کے ساتھ دنیا بھر سے کشمکش کا خطرہ مول لیتے ہیں ، اُنھیں اللہ اُن کے حال پر نہیں چھوڑ دیتا ، بلکہ اللہ ضرور اُن کی مدد فرماتا ہے اور اپنی طرف آنے کے راستے اُن کے لیے کھول دیتا ہے قدم قدم پر اُن کو بتاتا ، سمجھاتا ہے کہ ہماری خوشی اور رضامندی تم کس طرح حاصل کرسکتے ہو ؟ ہر ہر موڑ پر اُن کو روشنی دکھاتا ہے کہ صحیح راستہ کونسا ہے اور غلط راستے کونسے ہیں ۔؟ جتنی کوششیں نیک نیتی سے ہوتی ہیں ، اتنی ہی اللہ تعالیٰ کی مدد ، توفیق اور ہدایت اُن کے ساتھ ساتھ رہتی ہے ۔
★ . . . . (تفہیم القرآن)

" نیک نیت منزل آسان "

www.drhasanrizvi.com

"سُوْرَۃُ الرُّوْمِ" (رومیوں کے ذکر والی سورۃ)

روحانی خصوصیات اور فضائل

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص ماہِ رمضان کی ۲۳ تاریخ میں سورۃ العنکبوت اور سورۃ الرّوم پڑھے گا، خدا کی قسم وہ جنّتی ہوگا۔ اِس قانون سے کوئی مستثنیٰ نہیں۔ کیوں کہ اِن دونوں سورتوں کی خداوندِ کریم کے نزدیک بڑی عزّت اور بڑا مقام ہے۔"

★ (تفسیر نور الثقلین جلد ۴ صفحہ ۱۶۹، ثواب الاعمال شیخ صدوقؒ)

★ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص سورۃ الرّوم کو سمجھ کر پڑھے گا، اُس کو ہر اُس فرشتے کی تعداد سے جو زمین اور آسمان کے درمیان تسبیح کرتے ہیں دس گنا زیادہ اجر ملے گا، اور جو کچھ اُس نے کھویا ہے اُس کی تلافی بھی ہو جائے گی۔"

★.... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

آیاتہا ۶۰ سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ رکوعاتہا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے

الٓمّٓ ﴿١﴾ (۱) الف۔لام۔میم

غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ (۲) قریب والی زمین پر روم والے جنگ ہار گئے۔

فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ (۳) مگر وہ اپنے اس ہار جانے کے

مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ بعد، پھر جیت کر غالب

سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾ آجائیں گے۔

★ اگرچہ بظاہر ان آیتوں میں قرآن کی عظمت کو نہیں بیان کیا گیا ؟ لیکن اگر غور سے دیکھا جائے

www.drhasanrizvi.com

تو رومیوں کے شکست کھانے کے بعد، اور پھر اُن کی فتح کی پیشین گوئی کرنے سے، پھر اس پیشین گوئی کے صحیح ثابت ہونے سے، معلوم ہوگیا کہ یہ آیات بھی قرآن کی عظمت ہی کا بیان ہیں۔ کیوں کہ یہ قرآن کا معجزہ ہے کہ وہ آٹھ دس سال بعد آنے والی بات کی خبر دے رہا ہے، اور پھر وہ بات تاریخ سے صحیح ثابت ہوتی ہے۔

★..... (تفسیر کبیر)

★ یہاں روم سے مراد مشرقی روم، موجودہ ترکی ہے۔

★..... (تفسیر نمونہ)

★ بعض مفسرین نے قریب والی زمین سے ایران مراد لیا ہے۔ کیوں کہ رومیوں کو جو شکست ہوئی تھی وہ ایران اور روم کی سرحد پر ہوئی تھی۔

★..... (تفسیر تبیان جلد ۸)

★ حضرت رسالت مآبؐ نے اعلانِ نبوت کے بعد دعوتِ اسلام کا پیغام ایران کے کسریٰ اور روم کے قیصر کی طرف روانہ کیا۔ قیصرِ روم اگرچہ مسلمان تو نہ ہوا لیکن اُس نے آپؐ کے خط کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور نامہ بر کی بھی تواضع کی۔ اِس کے برخلاف مجوسی ایرانی حکمران کسریٰ نے حضورؐ کے نوشتے کو بھی حقارت آمیز نظروں سے دیکھا اور پیغام رساں کو بھی ذلیل کیا۔ اِن دونوں متضاد نتیجوں کو دیکھ کر فطری طور مسلمانانِ مکہ کی ہمدردیاں قیصرِ روم کے ساتھ ہوگئیں اور کسریٰ سے اُن کو نفرت ہوگئی۔ جب اِن دونوں حکومتوں میں جنگ چھڑی تو کسریٰ کی فوجیں قیصرِ روم پر غالب آگئیں، بیت المقدس پر بھی ایرانیوں کا قبضہ ہوگیا۔ اِس بات کا مسلمانوں کے دلوں میں بڑا دکھ ہوا اور مشرکینِ مکہ کو بڑی خوشی ہوئی۔

چوں کہ رومیوں کے مغلوب ہونے سے مسلمان رنجیدہ ہوئے تھے تو خداوندِ کریم نے ان کی دلجمعی کی خاطر اُن کو یہ خوشخبری سنائی کہ یہ معاملہ مکمل طور پر اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔ مسلمانوں کو گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ مستقبل قریب میں رومیوں کو فتح ہوگی۔ اور چند برسوں میں ایسا ہی ہوا اور یہ قرآن کی پیشین گوئی حرف بہ حرف صادق ہوئی اور حضورؐ کی رسالت اور قرآن کی صداقت پر مہرِ تصدیق ثبت ہوگئی

سے (ملخص تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۟ (۴)

وہ بھی بہت جلد، تھوڑے سے سالوں میں کیوں کہ سارے کا سارا معاملہ تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ اور اُس دن مسلمان خوش ہوں گے۔

★ عربی میں جب "بضع" کہا جاتا ہے تو اس سے ۳ سے ۹ سال مراد ہوا کرتے ہیں (مفرداتِ امام راغب)

★ خدا کا یہ فرمانا کہ: "مومنین، رومیوں کی فتح سے خوش ہوں گے۔" یہ اس لیئے کہ اگرچہ رومی بھی کافر تھے مگر بہر حال وہ اہلِ کتاب تھے، اس لیئے مشرک اور مجوسی ایرانیوں پر اُن کی فتح گویا شرک پر توحید کی فتح تھی۔

★ دوسری خوشی مسلمانوں کو اس لیے بھی ہوئی کہ قرآن کی یہ معجزانہ پیشین گوئی صحیح ثابت ہوئی۔ یہ بات قرآن کی عظمت اور حقانیت کی دلیل تھی۔ (تفسیر نمونہ)

★ ......

تاریخی مطابقت

خسرو پرویز کے زمانے میں ایرانیوں اور رومیوں کے درمیان ایک طویل جنگ کا سلسلہ شروع ہوا تھا، جو ۲۴ سال جاری رہا۔ یعنی ۶۰۴ء سے ۶۲۸ء تک۔ ۶۱۶ء میں ایرانیوں نے روم کے مشرقی علاقوں پر قبضہ کرکے شامات سے مصر تک کا علاقہ فتح کرلیا۔ روم کی مشرقی حکومت تباہی کے کنارے پر پہنچ گئی۔ یہ واقعہ جناب رسولِ خدا(ص) کے اعلانِ نبوت کے ساتویں سال میں ہوا

www.drhasanrizvi.com

اسی پر یہ آیتیں اُتریں۔

مسلمانوں کو رنج ہوا۔ اس کے بعد ہرقل جو قیصرِ روم کہلاتا تھا نے ۶۲۲ء میں ایران پر جوابی حملہ کر دیا اور ایرانیوں کو پے در پے شکستیں دیں۔ اور آخر کار اس جنگ میں رومی فاتح رہے۔

★ یاد رہے کہ جناب رسولِ خداؐ کی ولادت ۵۷۰ء میں ہوئی تھی اور آپؐ نے ۶۱۰ء میں اعلانِ نبوت کیا۔ اس طرح ایرانیوں کو اعلانِ نبوت کے سات سال بعد شکست ہوئی اور پھر رومیوں کو فتح ہجرت کے بعد پانچویں یا چھٹے سال ہوئی۔ ہجرت کے پانچویں سال جنگِ خندق ہوئی تھی اور چھٹے سال صلح حدیبیہ۔

★..... (سیرت ابنِ ہشام، تاریخ طبری وغیرہ)

★ سُفیان ثوری اور دیگر صحابہ کرام کا بیان ہے کہ ایرانیوں پر رومیوں کی فتح اور جنگِ بدر میں مسلمانوں کی فتح کا زمانہ ایک ہی تھا، اس لیے مسلمانوں کو دوہری خوشی حاصل ہوئی۔ یہی بات تاریخ سے بھی ملتی ہے کہ ۶۲۴ء میں جنگ بدر ہوئی تھی اور اسی سال قیصرِ روم نے زرتشت کو تباہ کیا۔ اور ایران کے سب سے بڑے آتش کدے کو بھی ویران کر دیا۔

★... (تفسیر کبیر)

شانِ نزول رومی کیوں کہ عیسائی تھے اور ایرانی (فارسی) مشرک تھے اس لیے رومی، ایرانی مشرکوں کے مقابلے میں مسلمانوں سے قریب تھے۔ مگر اس جنگ میں ایرانی آتش پرست رومیوں سے جیت گئے۔ دونوں اُس وقت کی عالمی طاقتیں تھیں، اس لیے مسلمانوں کو غم ہوا۔ مسلمانوں کو تسلی کے لیے یہ آیتیں اُتریں۔ مسلمانوں کو غیب کی خبر دی گئی۔ اس پر کافر، منافق، مشرک خوشی سے بغلیں بجانے لگے، مگر تاریخ گواہ ہے کہ آٹھ سال کے بعد رومیوں کے ہاتھوں ایرانیوں کو سخت شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ رومیوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اس لیے یہ آیتیں از خود تاریخ کا ایک عظیم معجزہ ہیں۔

★... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ (۵) اللہ کی مدد سے (غرض) اللہ

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۵ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے،

(کیوں کہ) وہی زبردست عزّت اور طاقت

والا بھی ہے اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا بھی۔

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ (۶) یہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ کبھی

وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶ کرتا، مگر اکثر لوگ اِس بات کو

نہیں جانتے۔

آیت ۵ : محققین نے نتیجہ نکالا کہ خدا کی نصرت ہمیشہ سچّے مومنین کے ساتھ ہوتی ہے

٭۔۔۔ (تفسیر قرطبی)

★ اب یہاں پر خدا کا خود کو "عزیز" یعنی: "اپنی قوّت کے بل پر ہر چیز پر غالب آنے والا" کہنا اِس لیے ہے کہ خدا جب چاہے حق کے دشمنوں کو ظاہری طاقت اور شان و شوکت کے باوجود شکست دے سکتا ہے۔ مگر ساتھ ساتھ خداوندِ عالم نے یہاں پر خود کو رحیم اِس لئے فرمایا ہے کہ: خدا اپنی رحمت کی وجہ سے کافروں، مشرکوں، حق دشمنوں کو اپنی اصلاح کی مہلتوں پر مہلتیں دیتا ہے۔

٭۔۔۔۔ (تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ (۷) (کیوں کہ) یہ لوگ دنیا کی
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ زندگی کے بس سطحی اور ظاہری
عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ پہلو کو تو (خوب) جانتے ہیں
غٰفِلُوْنَ ۝ مگر آخرت یا دوسری آنے
والی ہمیشگی کی زندگی سے بالکل بے خبر اور غافل ہیں۔

★ دنیا پرست بڑے بڑے فلسفی، مفکر، سائنس دان، فلسفہ اور سائنس کی گتھیاں تو سلجھا کر رکھ دیتے ہیں مگر خدا اور آخرت کے معاملے میں عام عقل والوں کی برابر بھی باتیں نہیں سمجھ سکتے ہیں۔
★ ---- (مجمع البیان بقول ابن عباسؓ)

★ یہ اس لیے کہ وہ آخرت اور خدا کے معاملے میں سنجیدہ نہیں ہوتے، اس کو فضول چیز سمجھتے ہیں، وہ آخرت پر ایمان ویقین ہی نہیں رکھتے، اُن کی ساری زندگی فکرِ دنیا اور اس کے عارضی فوائد کے حاصل کرنے پر خرچ ہوتی ہے، (روز افزوں ایجادات میں لگے رہتے ہیں۔)
(مؤلف)

★ دنیا پرست لوگ اگر دنیا کی زندگی کی حقیقت اور مخفی کیفیت ہی کو جان لیتے تو اُن کی آنکھیں کھل جاتیں، کیوں کہ یہ دنیا کی زندگی ایک طویل زنجیرِ حیات کی صرف ایک کڑی ہے۔ زندگی کے طویل سفر کی ایک منزل ہے۔ جس طرح بچہ شکمِ مادر میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے کے لیے نہیں آتا، بلکہ وہ مقام ایک طویل سفر کی ایک منزل ہوتی ہے۔ یہ دنیا کی منزل بھی ایک طویل

www.drhasanrizvi.com

سفرِ حیات کی ایک منزل ہے اور بس۔

۔۔۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

نکتہ خاص بات یہ ہے کہ خدا نے یہاں پر "ھُمْ" کی ضمیر کو دو دفعہ استعمال فرمایا ہے یعنی وہ لوگ۔ وہ لوگ: یہ تکرار اس حقیقت کو سمجھانے کے لیے ہے کہ دنیا پرستوں کی غفلت کا اصل سبب خود اُن کی اپنی غلطی اور حقائق کی طرف سے آنکھیں پھیر لینا ہے، عقل کے دروازوں کو از خود بند کر لینا ہے۔

۔۔ (تفسیر کبیر)

کیا ہے تجھ کو کتابوں نے کور ذوق ایسا
کہ بوئے گل سے بھی تجھ کو ملا نہ گل کا سراغ
(اقبال)

سبق خداوندِ عالم دنیا پرستوں کو اس طرف متوجہ کر رہا ہے کہ دنیا کے کسی بھی واقعے سے سرسری نہ گذرو۔ کیوں کہ جو باتیں بھی یہاں ہوتی ہیں اور سرسری نظر آتی ہیں اُن میں خدا کی سیکڑوں آیتیں، نشانیاں اور راز پنہاں ہوتے ہیں۔ خدا پرست انسان دنیا کی زندگی کی گہرائیوں کو دیکھتا ہے۔ وہ صرف ظاہر پر قناعت نہیں کرتا۔ کیوں کہ وہ جانتا ہے کہ خدا کا کوئی فعل بے مقصد یا بے کار نہیں ہوا کرتا۔ اور خدا نے اس دنیا کو کس مقصد کے تحت پیدا کیا ہے۔

سرسری ہم جہان سے گذرے
ورنہ "ہر جا" مقامِ دیگر تھا

جبکہ احمق لوگ دنیا کے واقعات کو اندھی، بہری، گونگی، بے مقصد، فطرت کا بے مقصد عمل سمجھتے ہیں۔ کیوں کہ وہ ان واقعات کو گہری نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ گویا یہ کائنات ایک ایسا ورق ہے جس پر کسی نادان بچّے نے ٹوٹے ہوئے قلم سے بے مقصد لکیریں اور خطوط کھینچ دیے ہیں۔

۔۔۔۔ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي (۸) کیا اُنھوں نے کبھی اپنی ذات کے

أَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللَّهُ (یا) اپنے دلوں کے اندر غور نہیں

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا کیا؟ کیا اللہ نے آسمانوں اور

بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَ زمین کو اور اُن کے درمیان کی تمام

أَجَلٍ مُسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا چیزوں کو کسی حکمت کے تحت

مِنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ برحق (یعنی) بامقصد، بالکل صحیح

رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ ﴿۸﴾ طور پر ٹھیک ٹھیک ایک مقرّرہ

مدّت کے لیے پیدا (نہیں) کیا؟ مگر حقیقت یہ ہے کہ زیادہ تر لوگ اپنے پالنے والے مالک کی بارگاہ میں حاضری (یا) اُس سے ملاقات ہی کے منکر ہیں؟

---

* اگر انسان غور و فکر کرے تو جان لے گا کہ:

(۱) یہ کائنات ٹھوس حقیقت ہے

(۲) ایک منظّم نظام پر کائنات قائم ہے جو بغیر کسی زبردست عاقل و حکیم اور قادرِ مطلق کے قائم ہی نہیں رہ سکتا۔

www.drhasanrizvi.com

(۳) پھر یہ کہ یہ پوری کائینات زوال و فنا کی طرف رواں دواں ہے۔

(۴) کیوں کہ بنانے والا انتہائی صاحبِ حکمت ہے۔ اِس لیے یہ ممکن نہیں کہ اُس نے اِس کائینات کو بے مقصد بنایا ہوگا۔ اِس لیے کہ صاحبِ عقل وحکمت کوئی کام بے مقصد نہیں کیا کرتا۔

(۵) اِس لیے ضروری ہے کہ اِس زندگی کے بعد ایک دار البقاء ہو، تاکہ زندگی کے کوئی معنی نکل سکیں۔

* ...... (تفسیر نمونہ)

★ اِس لیے ضروری ہے کہ انسان اپنے وجود کے رازوں پر ہی غور کرلے۔ اپنی عقل کو کام میں لاکر زمین و آسمان کی تخلیقات پر غور کرے۔

* ...... (تفسیر کبیر امام رازی)

کھویا نہ جا صنم کدۂ کائینات میں محفل گداز، گرمیِ محفل نہ کر قبول
تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کرگیا ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیِ داماں بھی تھا

* ...... (اقبال)

★ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے اندر پیدائشی طور پر اخلاق کی حس رکھی گئی ہے جس کی وجہ سے انسان خود اختیاری اور غیر اختیاری اعمال میں فرق کرسکتا ہے۔ وہ خود اختیاری اعمال پر نیکی یا بدی کا حکم لگاتا ہے اور خود سمجھتا ہے کہ اچھا عمل جزاء کا اور بُرا عمل سزا کا مستحق ہے انسان کی یہ خصوصیت خود بتا رہی ہے کہ ضرور کوئی ایک وقت ایسا آئے گا کہ انسان کے اعمال کا حساب کتاب لیا جائے گا۔ جب اُس سے پوچھا جائے گا کہ دنیا میں تصرّف کے اختیارات کو اُس نے کس طرح استعمال کیا تھا؟ جب یہ دیکھا جائے گا کہ اُس نے اپنی آزادیٔ انتخاب میں صحیح راستہ اختیار کیا تھا، یا غلط؟ جب اُس کو ہر نیک عمل پر جزاء اور بُرے عمل پر سزا دی جائے گی۔ یہ وقت لامحالہ زندگی کے خاتمے اور دفترِ عمل بند ہونے ہی پر آسکتا ہے، اور یہ وقت اُسی وقت آنا چاہیے جب سارے انسانوں کا دفترِ عمل بند ہو۔ تاکہ ہر انسان کے تمام اعمال کے تمام اثرات سامنے آچکے ہوں۔ (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ (۹) کیا یہ لوگ زمین پر (چاروں طرف) چلے

فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ — پھرے نہیں (تا) کہ انھیں ان لوگوں کا

الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡۤا — انجام نظر آجاتا جو ان سے پہلے تھے، وہ

اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً وَّ اَثَارُوا — تو ان سے کہیں زیادہ طاقتور بھی تھے،

الۡاَرۡضَ وَ عَمَرُوۡہَاۤ اَکۡثَرَ — یہاں تک کہ انھوں نے تو پوری زمین کو

مِمَّا عَمَرُوۡہَا وَ جَآءَتۡہُمۡ — تہ و بالا کر ڈالا تھا (یا) زیرِ کاشت لائے

رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا — اور اُسے کہیں زیادہ آباد کیا جیسا کہ

کَانَ اللّٰہُ لِیَظۡلِمَہُمۡ وَ لٰکِنۡ — انھوں نے کیا، (مگر جب) ان کے پاس ان کے

کَانُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ؕ﴿۹﴾ — رسول روشن و واضح دلیلیں اور خدا کی

نشانیاں لے کر آئے (تو انھوں نے ان کو جھٹلایا)

غرض اللہ بھی ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے، مگر وہ تو خود اپنے ہی اوپر ظلم کر رہے تھے

مطلب یہ ہے کہ مادیّت میں مست مشرکینِ مکہ اپنے کاروبار کے لیے شام اور یمن جاتے رہتے تھے جہاں آثارِ قدیمہ کو دیکھتے تھے، مگر غور نہیں کرتے تھے کہ اتنی طاقتور، زبردست، ترقی یافتہ

www.drhasanrizvi.com

قومیں جو بڑی مہذّب، طاقتور، شان وشوکت والی تھیں۔ مثلاً عاد وثمود، اپنی سرکشی اور ظلم وگناہوں کی وجہ سے بالکل برباد ہو چکی ہیں۔

★ ..... (تفسیر ماجدی)

ے دلِ بینا بھی کر خدا سے طلب ✤ آنکھ کا نور دل کا نور نہیں (اقبال)

★ اِن عاد وثمود کی قوموں نے بڑی زبردست ترقیاں کی تھیں۔ مضبوط عمارتیں بنائی تھیں۔ وہ لوگ مکّہ والوں سے ہر طرح دولتمند اور ترقی یافتہ تھے، مگر خدا کی نشانیوں اور رسولوں کی تکذیب کے سبب خدا کی) سزا سے نہ بچ سکے۔ مکّہ والوں کو پیغام دیا جا رہا ہے کہ سوچ لو، کہ تم تو اُن سے کہیں زیادہ کمزور ہو، مگر اس کے باوجود دنیا کی ذرا سی خوشحالی پر مغرور ہو رہے ہو۔ ہمارے اور ہمارے رسولؐ کے سامنے اکڑ رہے ہو۔ سوچ لو کہ تمہارا کیا حشر ہوگا۔؟

★ ..... (تفسیر صافی صـ۳۸۸)

ے تمھاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

★ پرانی قوموں کی تباہی سے ثابت ہو گیا کہ یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ مادی ترقی میں کسی قوم کے صالح ہونے کی دلیل ہے، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ جس قوم نے مادی وسائل کو اتنی اچھی طرح استعمال کیا ہے اور دنیا میں اتنی مادی ترقی کی ہے اور ایک شان دار تمدن کو جنم دیا ہے، بھلا ایسی قوم کیسے جہنم رسید ہو سکتی ہے؟ خدا ایسے عظیم لوگوں کو کیسے جہنم میں جھونک دے گا؟ قرآن نے اِس کا جواب یوں دیا ہے کہ ایسے مادی اور تعمیری کام پہلے بھی بہت سی بدمعاش قوموں نے کیے تھے، پھر اب دیکھ لو کہ وہ قومیں اپنے تمام تمدن اور ترقیوں کے ساتھ تہس نہس ہو چکیں جس خدا کے قانون نے اعمالِ صالح اور اخلاقِ فاضلہ کے بغیر مادی ترقی کی یہ گت بنائی ہے، آخر کیا وجہ ہے کہ اُسی خدا کا قانون اُن ترقی یافتہ قوموں کو قیامت میں جہنم واصل کیوں نہ کرے گا۔ جبکہ خدا نے تو اپنی کتاب اور انبیاء کرامؑ کے ذریعے تم کو یہ علم دے دیا ہے اور تم اپنی عقل اور علم سے ہمارے دیے ہوئے علم کی صحت کو بھی جانچ سکتے ہو، اگر خدا نے علم نہ دیا ہوتا تو تباہی کا الزام تم پر نہ ہوتا لیکن اب خدا پر کوئی الزام نہیں

(تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ (۱۰) آخرِ کار جنھوں نے بُرائی کی تھی

أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَنْ اُن کا انجام بھی بہت ہی بُرا ہوا

كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا اِس لیے کہ اُنھوں نے اللہ کی باتوں،

بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ ۝١٠ دلیلوں اور نشانیوں کو جھٹلایا تھا، بلکہ ع ۱ (رکوع)

وہ تو اُس کا مذاق بھی اُڑایا کرتے تھے۔

اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ (۱۱) (غرض) اللہ ہی پیدائش کی

يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ ابتدا بھی کرتا ہے (یعنی) پہلے پہل

تُرْجَعُونَ ۝١١ اللہ ہی (ہر چیز کو) پیدا کرتا ہے،

پھر وہی ان کو پلٹا کر لائے گا، پھر اسی کی طرف تمھاری حاضری بھی ہوگی۔

★ عرفا نے نتیجہ نکالا کہ انبیاء یا خدا والوں کا مذاق اُڑانا، اُن کو جھٹلانے سے بھی کہیں زیادہ بڑا گناہ ہے اسی لیے اِس کا ذکر سب سے آخر میں کیا گیا ہے۔ ★ دوسرے یہ کہ جو لوگ حق دشمنی کی آخری حد کو پہنچ کر خدا والوں کا مذاق اُڑاتے ہیں اُن کا انجام بہت ہی بُرا ہوتا ہے۔ ★ (تفسیر ماجدی) ؎ حذر اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں (اقبال)

★ آیت ۱۱: صریح اور واضح عقل اِس بات کی گواہ ہے کہ جس ذات کے لیے تمام خلق کی ابتدا کرنا ممکن ہے اُس کے لیے بھلا کیا مشکل ہے کہ وہ دوبارہ اُن کو پیدا کرے۔ ابتدائے خلق کا پیدا ہونا، اُس کی تخلیق کی ابتدا ہونا تو ایک ایسا امرِ واقعہ ہے جس کا کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا۔ اب اس کے بعد آخرت کے منکرین کا یہ کہنا کہ جس نے پہلی دفعہ مخلوقات کو خلق کیا ہے وہ دوبارہ اُن کو پیدا نہیں کر سکتا، سراسر عقل دشمنی ہے (تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ (۱۲) اور جس دن قیامت برپا ہوگی تو

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ مجرم گناہگار سخت مایوسی کے عالم میں ہکا بکا رہ جائیں گے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ (۱۳) اور اُن کے بنائے ہوئے، خدا کے شریکوں

شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ میں سے کوئی بھی اُن کی سفارش تک نہ

كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ کر سکے گا، بلکہ وہ (خود ہی) اپنے بنائے ہوئے (خدا کے) شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ (۱۴) غرض جس دن قیامت برپا

يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ ہوگی اُس دن (تمام کے تمام انسان) الگ الگ ہو جائیں گے۔

★ يُبْلِسُ : "ابلاس" کے معنی "مایوسی اور تحیّر" دونوں کیے گئے ہیں۔ (تفسیر انوار النجف)

★ كٰفِرِيْنَ : یعنی: جن لوگوں نے دنیا میں اللہ کے شریک بنائے تھے، وہ خود ہی روزِ قیامت اُن سے بیزار ہو گئے۔ (انوار النجف)

★ السَّاعَة : اُس وقت کو کہتے ہیں جب دُنیا خاتمہ کو پہنچ جائے گی، ایک چیخ یا دھماکہ ہوگا جس کو سن کر سب جاندار مر جائیں گے پھر وہ "وقت" ساعت آئے گی جب سب قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔ (لسان العرب)

★ ساعة "تین قسموں کا ہوگا (۱) کبریٰ: جب حساب کتاب ہوگا۔ (۲) "وسطیٰ" جب سب مر جائیں گے (۳) "صغریٰ" جب کوئی آدمی مرتا ہے اُس وقت کو ساعت وسطیٰ کہتے ہیں۔ (تاج العروس زبیدی)

www.drhasanrizvi.com

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمۡ فِیۡ رَوۡضَةٍ یُّحۡبَرُوۡنَ ﴿۱۵﴾

(۱۵) تو اب جن لوگوں نے اللہ اور رسولؐ کو دل سے مانا (تھا) اور وہ (اس کے نتیجہ میں) اچھے اچھے کام بھی کرتے رہے (تھے) وہ ایک خاص بہشت کے باغ میں خوش خوش ہوں گے۔

وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا وَ كَذَّبُوۡا بِاٰیٰتِنَا وَ لِقَآئِ الۡاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِی الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۱۶﴾

(۱۶) مگر جنھوں نے خدا اور رسولؐ کا انکار کیا (تھا) اور ہماری باتوں، دلیلوں نشانیوں اور آیتوں کو، اور آخرت کی حاضری (یا) خدا سے ملاقات کو جھٹلایا (تھا) وہ عذاب یا سزا (کی حالت) میں حاضر کیے جائیں گے۔

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾

(۱۷) بس (اس عذاب سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ) خدا کی تسبیح کرتے ہوئے اللہ کی پاکی اور بے عیب ہونے کو بیان کرو، جبکہ تم شام کرتے ہو، اور جب تم صبح کرتے ہو۔

آیت ۱۵: "یُحۡبَرُوۡنَ" کے لفظ میں مسرت "لذت" شان وشوکت "عزت" کا واضح پہلو موجود ہے۔ یعنی جنتی لوگ وہاں

www.drhasanrizvi.com

بڑی عزت اور شان و شوکت کے ساتھ رہیں گے۔ ۲ خوش اور خرم رہیں گے۔ ۳ اور ہر طرح کی لذتوں سے لذتیں اُٹھائیں گے۔ (لطف حاصل کریں گے)

* ..... (مفردات امام راغب)

دو اہم نکتے: (آیت ۱۴) امام رازی نے یہاں پر دو اہم نکتے لکھے ہیں:

(۱) خدا نے مومنین کی جزاء کا ذکر صیغۂ فعل سے کیا ہے جبکہ کافروں کی سزا کا ذکر صیغۂ اسم سے کیا ہے۔ صیغۂ فعل استمرار یعنی ہمیشہ کام کے جاری رہنے کی خبر دیتا ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ اہلِ جنت ہمیشہ اور ہر وقت نئی نئی نعمتوں اور خوشیوں سے خوش اور لذتیں اُٹھاتے رہیں گے، کبھی اُکتائیں گے نہیں، اُن کی خوشیاں اور لذتیں ہر دم تازہ اور نو بہ نو (نئی نویلی) رہیں گی۔

* دوسرا نکتہ یہ ہے کہ خدا نے ایمان کے ساتھ ساتھ عملِ صالح کا ذکر فرمایا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ عملِ صالح وہی ہوتا ہے جو ایمان کا عملی نتیجہ ہو۔ اِس لیئے اعلیٰ مراتب کے لیے ایمان کے ساتھ عملِ صالح کا ہونا لازمی شرط ہے۔ نجات کے لیے صرف ایمان کافی نہیں۔ جبکہ کافروں کے ذکر کے ساتھ صرف کفر کا ذکر کیا گیا اور بُرے اعمال کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ صرف کفر کرنا یعنی ابدی حقیقتوں کا انکار کرنا سزا (جہنم میں جانے) کے لیے کافی ہے۔

* ..... (تفسیر کبیر امام رازی)

اللہ کی تسبیح کرنے سے مراد

اُن تمام عیبوں اور کمزوریوں سے جو مشرکین، خدا کے لیے بیان کرتے ہیں اُن کا انکار ہے، اور یہ بتانا ہے کہ خدا کی ذات اِن تمام عیوب اور کمزوریوں سے پاک ہے۔ اِس اعلان اور اظہار کی بہترین شکل نماز پڑھنا ہے۔ اسی بناء پر ابنِ عباس، مجاہد، قتادہ، ابنِ زید اور دوسرے مفسرین کہتے ہیں کہ یہاں "تسبیح پڑھنے" سے مراد نماز پڑھنا ہے۔ پھر خود اِس آیت میں ہی اللہ کی پاکی بیان کرنے کے لیے کچھ خاص اوقات مقرر کردیے گئے ہیں جو بتا رہے ہیں کہ اگر صرف یہ عقیدہ رکھنا مقصود ہوتا کہ خدا ہر عیب سے پاک ہے، تو اُس کے لیے صبح و شام، ظہر و عصر کی پابندی کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ کیوں کہ یہ عقیدہ تو مسلمان کو ہر وقت

www.drhasanrizvi.com

رکھنا چاہیئے کہ خداوند قدوس اُن تمام عیبوں سے پاک و منزہ ہے، جو مشرکین اُس کے لیے بیان کرتے ہیں۔ اور اگر مقصد صرف زبان سے اللہ جلّ شانہٗ کی پاکیزگی کو بیان کرنا تھا تو پھر بھی اوقات کے بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ اظہار تو ہر مسلمان کو ہر وقت ہی کرتے رہنا چاہیئے۔ اوقات کے ساتھ تسبیح پڑھنے کا حکم لامحالہ اُس کی کوئی عملی صورت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور یہ عملی صورت ______ نماز کے سوا کوئی اور نہیں ہوسکتی۔

★ .... (تفسیر کبیر، تفسیر مجمع البیان، تفہیم القرآن)

★ یَتَفَرَّقُوْنَ : یعنی "قیامت کے دن مومن اور کافر میں ہمیشہ کے لیے جدائی ڈالی جائے گی"۔

★ یُحْبَرُوْنَ : اَلْحِبْرَۃ کے معنیٰ "خوشی خبر کے معنی خوبصورتی - اِس جگہ دونوں معنی درست ہیں"۔

پانچ نمازوں کا وقت

★ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ : بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اِن آیات میں پانچ نمازوں کی طرف اشارہ ہے۔ "تُمْسُوْنَ" سے نمازِ مغرب، نمازِ عشاء،

★ "تُصْبِحُوْنَ" سے نمازِ صبح، "عَشِیًّا" سے نمازِ عصر،

★ "تُظْهِرُوْنَ" سے نمازِ ظہر مراد ہے۔

پس رات کی نمازوں کے لیے "سُبحٰن" کی لفظ، اور دن کی نمازوں کے لیے "حمد" کا استعمال کیا ہے۔ کیوں کہ دن کاروبار کا وقت ہوتا ہے اور حالات کے بدلنے کا وقت ہوتا ہے۔ اِس لیے بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ حمد کی مناسبت ہے، اور رات چوں کہ تاریکی کا زمانہ ہے اِس لیے اِس وقت میں جملہ عیوب سے اللہ کی تنزیہ (پاکی) بیان کرنا موزوں ہے۔ ★ (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ (۱۸) اور ساری حمد (تعریف) اُسی

وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّ کے لیے ہے آسمانوں میں بھی، اور

حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ⑱ زمین میں بھی، اور (یہی حمد و تسبیح کرو)

رات گئے (اندھیرے میں) بھی، اور جب تم پر ظہر (یعنی) دوپہر کا

وقت ہوتا ہے۔

پانچوں نمازوں کے اوقات کا بیان

★ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ: "اِس آیت میں پانچوں نمازوں کے اوقات بیان کردیے گئے"
★...... (تفسیر صافی ص ۳۸۹)

(نوٹ: ملاحظہ فرمائیں کہ پانچ نمازوں کو تین اوقات میں بیان کیا گیا ہے۔ اِس سے جناب رسولِ خداؐ کی یہ حدیث صحیح ثابت ہوتی ہے کہ: "پانچوں نمازوں کو تین اوقات میں ادا کیا جا سکتا ہے جیسا کہ سارے مسلمان حج کے موقعے پر ادا کرتے ہیں)
★...... (مؤلف)

★ امام راغب اصفہانی نے لکھا: "عشاء کا وقت نمازِ مغرب سے لے کر نمازِ عشاء کے وقت تک کو کہتے ہیں، اور نمازِ عشاء کو بھی عشاء کہتے ہیں۔ یہ معانی اتنے عام ہیں کہ تمام اہلِ لغت نے اِس کو تسلیم کیا ہے۔" ★ (لغات القرآن نعمانی از صفحہ ۲۱۱ تا ۲۱۴ جلد چہارم)

★ عربوں کے نزدیک تظھرون سے ظہر اور عصر دونوں کا وقت مراد ہوتا ہے اور "تمسون" سے مغرب و عشاء دونوں مراد ہوتے ہیں۔ اِس لحاظ سے فقہِ آلِ محمدؐ کا یہ حکم کہ: "مغرب کو عشاء کے ساتھ اور عصر کو ظہر کے ساتھ ملایا جا سکتا ہے، درست ہے، کیونکہ اِس لحاظ سے ظہر اور عصر کا وقت اور مغرب و عشاء کا ایک ساتھ شروع ہوتا ہے اِس لیے ان نمازوں کو ملا کر پڑھنا جائز ہے۔"
★ .... (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

یُخۡرِجُ الۡحَیَّ مِنَ الۡمَیِّتِ (۱۹) (کیوں کہ) وہی خدا ہے۔ جو زندہ کو
وَ یُخۡرِجُ الۡمَیِّتَ مِنَ الۡحَیِّ سے مردے کو نکالتا ہے (یا) بے جان
وَ یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ (چیزوں) میں سے جان دار (چیزوں)
مَوۡتِہَا ؕ وَ کَذٰلِکَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۹﴾ کو نکالتا ہے، اور مردہ میں سے زندہ کو

نکالتا ہے۔ (یا) بے جان چیزوں میں سے جان دار چیزوں کو نکالتا ہے،
اور زمین کو اُس کے مرنے کے بعد زندگی بخشتا ہے۔ (بالکل اسی طرح تم بھی
مرنے کے بعد اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔

فریضے میں رعایت

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:
"جو کوئی اِن آیتوں (۱۷-۱۸-۱۹) کو صبح کے وقت پڑھے گا تو جو فریضہ بھی اُس دن وہ ادا نہ کر سکے گا خداوندِ کریم اُسے اُس کا صلہ عطا فرمائیں گے، اور جو شخص رات کے شروع میں اِن آیتوں کو پڑھے گا، تو جو فریضہ بھی اُس سے اُس رات ادا نہ ہو سکے گا، خداوندِ کریم و رحیم اُس کو اُس کا اجر عطا فرمائیں گے۔"
★ ...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ ہم جو غذا کھاتے ہیں، وہ زندہ مخلوق نہیں ہوتی، لیکن جیسے ہی وہ ہمارے جسم میں ہمارے جسم کا جزو بن جاتی ہے، وہ ایک زندہ مخلوق بن جاتی ہے۔ کیوں کہ غذا کی وجہ سے ہمارے بدن کے خلیوں میں اور خلیوں .... کا اضافہ ہوتا ہے۔ اور اِسی طرح ایک بچہ قوی ہیکل انسان بن جاتا ہے۔ کیا

www.drhasanrizvi.com

یہ موت سے زندگی کو نکالنا نہیں ہے ؟

کائناتِ عالم میں ہم مسلسل دیکھتے ہیں کہ موت سے زندگی اور زندگی سے موت نکل رہی ہے۔

اس لیے یہ بات ثابت ہوگئی کہ خداوندِ عالم مُردوں کو زندہ کردیں گے (وہ ہر شئے پر قادرِ مطلق ہیں)

*...... (مجمع البیان)

عدل و انصاف کا مقام

فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ "آیت کا مقصد یہ ہے کہ خداوندِ کریم صرف بارش ہی کے ذریعے زمین کو زندہ نہیں کرتا، بلکہ ایسے لوگوں کے ذریعے بھی زمین کو زندہ کرتا ہے جو دنیا میں عدل و انصاف کرتے ہیں۔ عدل و انصاف کرنے سے زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ زمین پر عدل کرنا چالیس روز مسلسل بارش ہونے سے بھی زیادہ فائدہ مند ہے۔"

*...... (الکافی۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ حضرت امام علیہ السلام کی اس حدیث سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ آیت کو صرف بارش تک محدود نہیں کرنا چاہیئے۔ عدل و انصاف کرنے سے دنیا میں معنوی، معاشرتی اور اخلاقی زندگی پیدا ہوتی ہے جو بارش کے برسنے سے زیادہ مفید ہے۔

*...... (تفسیر نمونہ)

جناب امیر المومنین حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

"علم زندگی ہے اور جہل موت ہے۔" (نہج البلاغۃ)

"ہم نے اپنے علم سے جاہل لوگوں کو زندگی بخشی، اگر ہم عبادتِ الٰہی کرنے والے نہ ہوتے تو اللہ کی عبادت کرنے والا روئے زمین پر کوئی نہ ہوتا۔" (اصول کافی)

www.drhasanrizvi.com

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

(۲۰) اور اُس کی (قدرت اور حکمت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اُس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر یکایک (ایکدم) تم چلتے پھرتے ہوئے انسان بن کر پھیلتے چلے جا رہے ہو۔

(یعنی کچھ کاربن، کیلشیم، سوڈیم جیسی ادنیٰ بے جان چیزوں سے انسان جیسے، احساسات، جذبات، شعور، تعقّل، تخیّل، ارادہ اور اختیار جیسی عظیم باصلاحیت عجیب مخلوق بھی پیدا کردی اور اُس کی نسل کا سلسلہ بھی جاری فرما دیا۔ سبحان اللہ العظیم)

★ اِس آیت میں خداوندِ بزرگ و برتر کی قدرت و حکمت کی دو نشانیوں کو بیان کیا گیا ہے۔

(۱) انسان جیسی عظیم ترین مخلوق کو مٹی جیسی حقیر اور معمولی چیز سے پیدا کرنا۔ کیوں کہ جن غذاؤں سے انسان پرورش پاتا ہے وہ سب زمین میں سے حاصل ہوتی ہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ کثیف مٹی کہاں اور انسان جیسی لطیف ہستی کا پیدا ہونا کہاں ؟ (سبحان اللہ) آنکھ کے نازک ترین پردے جو پھولوں کی پنکھڑیوں سے بھی زیادہ نازک اور حساس ہوتے ہیں، دماغ کے لطیف ترین حساس خلیات مٹی جیسی مردہ چیز سے پیدا ہوتے ہیں یہ کتنا بڑا کمال ہے۔ مٹی میں نہ نور ہے نہ حرارت، نہ حس، نہ حرکت، اُس سے انسان کا خمیر اُٹھتا ہے۔

(۲) دوسری نشانی، انسانی نسل کی افزائش ہے۔ اگر خدا یہ خصوصیت انسان میں نہ رکھتا تو انسان کب کا ختم ہوگیا ہوتا۔

(تفسیر نمونہ) ★ ....

www.drhasanrizvi.com

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

(۲۱) پھر اُس کی (حکمت و قدرت کی) مزید نشانیوں میں سے یہ بھی ہے، کہ اُس نے تمہارے لیئے تمہاری ہی جنس سے تمہاری بیویاں بنائیں تاکہ اُن سے سکون و اطمینان حاصل کرو۔ پھر اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت بھی پیدا کردی (کہ جس سے عشق و عاشقی کی پوری کائینات وجود میں آگئی، اور اولاد کی پرورش کا سامان بھی مہیا ہوگیا) حقیقت یہ ہے کہ ان (تمام باتوں) میں (خداوندِ حکیم کی قدرت و حکمت کی) دلیلیں اور نشانیاں ہیں، اُن لوگوں کے لیے کہ جو غور و فکر کرتے ہیں۔

★ آج تک کسی جگہ کسی قوم میں دنیا میں ایسا نہیں ہوا کہ صرف لڑکے ہی لڑکے پیدا ہوتے ہوں، یا صرف لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی چلی گئی ہوں۔ پھر یہ ایسی چیز ہے کہ جس میں انسان کی تدبیر کو کوئی دخل نہیں۔ ۲ پھر لڑکے لڑکیوں کا، اور لڑکیاں لڑکوں کا ٹھیک جوڑ اور جواب ہوتے ہیں۔ اس میں انسان کے عمل کو کوئی دخل نہیں (۳) پھر یہ تناسب ہمیشہ سے جاری ہے اور انسان کبھی اس پر اقتدار حاصل نہیں کر سکا ہے۔ غور تو

www.drhasanrizvi.com

اور مردوں کی پیدائش اِسی تناسب سے سالوں سال سے جاری ہے۔ اِس تدبیر اور انتظام کا صدیوں سے مسلسل جاری رہنا اتفاقاً ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اور نہ بہت سے خداؤں کی تدبیر کا نتیجہ ہو سکتا ہے

* یہاں "مودّة" محبت سے مراد جنسی محبت (Sexual Love) ہے جو مرد اور عورت کے اندر جذب و کشش کی ابتدائی محرک بنتی ہے۔ پھر یہی اُن دونوں کو ایک دوسرے سے ملائے رہتی ہے۔

* اور "رحمة" سے مراد وہ روحانی اور عقلانی تعلّق ہے جو ازدواجی زندگی میں بتدریج اُبھرتا ہے اور جس کی وجہ سے میاں بیوی ایک دوسرے کے خیر خواہ، ہمدرد اور غم خوار، شریکِ رنج و راحت ہوتے جاتے ہیں یہاں تک کہ بڑھاپے میں جوانی سے بھی زیادہ ایک دوسرے سے محبت اور تعلق رکھتے ہیں۔

* ...... (تفہیم القرآن)

محققین نے نتیجے نکالے

(۱) اسلام میں گھریلو اور معاشرتی زندگی پسند کی گئی ہے۔

(۲) عورتیں، مردوں جیسے جذبات، خواہشات اور احساسات رکھتی ہیں۔

(۳) عورتیں بے روح مخلوق نہیں ہوتیں۔

(۴) عورتوں کو راحت و سکون کا سرمایہ اور ذریعہ بنایا گیا ہے۔

؎ وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ * (اقبال)

(۵) عورتوں سے تعلقات، باہمی محبت، خلوص اور ہمدردی کی بنیاد پر ہونے چاہئیں، ہوس پرستی کی بنیاد پر نہیں۔

(۶) عورت، مرد کی کنیز یا نوکرنی نہیں، وہ مرد کی صاحبہ، رفیقہ، دوست ہوتی ہے۔

(۷) عورتوں کی طرف میلان کمال کے ہرگز منافی نہیں، جیسا کہ بعض جاہل صوفیا اور زاہدانِ خشک نے سمجھ رکھا ہے۔ کیوں کہ یہ میلان فطری تقاضا ہے اور فطرت کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔

* ...... (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

★ البتہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ عورتیں مردوں سے مختلف قسم کے جسمانی خدوخال اور مختلف جذبات رکھتی ہیں۔ اس میں انسان کی تدبیر کو کوئی دخل نہیں ہوتا کتنی عجیب بات ہے کہ ہزاروں سال سے مردوں اور عورتوں کی پیدائش ایک خاص برابری کے تناسب سے ہوتی چلی آرہی ہے۔ اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور ایک خالقِ حکیم ہے جو اپنی غالب حکمت اور قدرت سے مرد اور عورتوں کو ایک موزوں ترین ڈیزائن اور سسٹم کے ساتھ پیدا کیے چلا جارہا ہے۔ کیونکہ یہ نظام الل ٹپ نہیں ہے۔ اس میں ایک خاص تناسب پایا جاتا ہے۔ پھر یہ کتنی عجیب بات ہے کہ مرد اپنی فطرت کے تقاضے عورت کے پاس، اور عورت مرد کے پاس پاتی ہے دونوں ایک دوسرے کے ساتھ سکون حاصل کرتے ہیں، دونوں میں ایک دوسرے کے واسطے تڑپ پائی جاتی ہے اس قدر پیچیدہ تخلیق اور اُن میں یہ مناسبت coordination فطرت کی اندھی طاقتوں سے یا صرف اتفاقاً پیدا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس قدر مناسبتیں از خود پیدا نہیں ہوسکتیں۔ ★ (تفہیم القرآن)

★ جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا: "عورت کے لیے کوئی چیز اُس کے شوہر کے مانند نہیں ہوتی۔"
★ ...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۴ ص ۱۷۴)

★ جنابِ رسولِ خدا جب جنگِ اُحد سے لوٹ کر مدینہ آئے تو بنتِ حجش سے فرمایا: "تیرے ماموں حمزہ شہید ہوگئے۔" اُس نے کہا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ "میں خدا سے اس مصیبت کا اجر مانگتی ہوں"۔ پھر آنحضرت نے فرمایا: "تیرا بھائی بھی شہادت پر فائز ہوگیا۔" اُس نے کہا: "اِنَّا لِلّٰہِ ۔۔۔ میں خدا سے اس کا اجر مانگتی ہوں"۔ پھر فرمایا: "تیرا شوہر بھی شہادت پر فائز ہوگیا۔" یہ سن کر وہ سر پیٹنے اور فریاد کرنے لگی (صبر نہ کرسکی)
★ .... (سیرت ابن ہشام۔ طبری)

★ عورت سے مرد کو اور مرد سے عورت کو راحت اس لیے ملتی ہے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضرورت بھی ہیں اور تکمیل کا ذریعہ بھی۔ ایک دوسرے کے بغیر ناقص ہے۔ ہر زندگی کا سکون و راحت اور اجتماعی زندگی کا لطف بھی حاصل ہوتا ہے۔

★ محبت اور رحمت ہی سے انسانی معاشرے کی تعمیر ہوتی ہے اور اسی سے گھر بنتا ہے جس طرح عمارت اینٹوں سے بنتی ہے اسی کی وجہ سے ہم ایک دوسرے کی خدمت کرتے ہیں، قربانیاں دیتے اور تعاون کرتے ہیں، ایک دوسرے کی خدمت کو رحمت کہتے ہیں۔۔۔ الخ
★ ..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ (۲۲)	اور آسمانوں اور زمین کا پیدا
السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ	کرنا بھی اُس کی (قدرت وحکمت کی)
وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ	دلیلوں اور نشانیوں میں سے ہے،
وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ	اور تمھاری زبانوں اور تمھارے رنگوں کا
لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ ﴿۲۲﴾	ایک دوسرے سے مختلف ہونا بھی۔

حقیقتاً اِس میں (بھی خدا ہی کی قدرت وحکمت کی) بہت سی دلیلیں اور نشانیاں ہیں (اِن کی حقیقت) جاننے والوں کے لیے۔

★ دنیا کا عظیم سائنس دان "نیوٹن" لکھتا ہے کہ: "خالقِ کائنات خدا کے بارے میں کبھی شک کرو کیونکہ خدا کے بغیر کائنات کے وجود کو عقل کسی طرح بھی قبول نہیں کرتی۔ عقل نہیں مان سکتی کہ صرف سلسلۂ علت ومعلول سے کائنات وجود میں آگئی۔ کیوں کہ اندھی فطرت سے یہ توقع ہرگز نہیں کی جاسکتی کہ اُس سے یہ قسم قسم کی رنگا رنگ موجودات پیدا ہو جائیں۔ یہ قطعاً ممکن نہیں ہے کہ اندھی فطرت کوئی ایسی کائنات پیدا کردے جس کے اجزا میں نظم اور ترتیب، تغیراتِ زمانی ومکانی کے باوجود اس کے تناسب اور ہم آہنگی میں کوئی فرق نہ آسکے۔ اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ اِس کائنات کا مبدء (اول اول پیدا کرنے والا) کوئی ایسی ذات ہے جو علم وحکمت سے متصف ہے۔"

(دائرۃ المعارف فرید وجدی جلد ۱ ص ۴۹۶)

★ قرآنِ حکیم کا ارشاد ہے کہ: "اِن تمام چیزوں میں اہلِ علم وعقل کے لیے خدا کی نشانیاں اور دلیلیں ہیں کیوں کہ اہلِ علم ہی اِن رازوں کو جان سکتے ہیں۔"

(القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمۡ (۲۳) بِالَّيۡلِ وَالنَّهَارِ وَابۡتِغَآؤُكُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۲۳﴾

اور اُسی کی (قدرت وحکمت کی) دلیلوں اور نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات اور دن کا سونا (جاگنا) اور تمہارا خدا کے فضل وکرم (یعنی) روزی کو تلاش کرنا، یقیناً اِس میں بھی بہت سی دلیلیں اور (خدا کی عظمت، قدرت اور حکمت کی) نشانیاں ہیں، اُن لوگوں کے لیے جو (غور سے) سنتے ہیں۔

عُرفا نے نتیجے نکالے کہ رات میں آرام کی خاطر سونا اور دن میں اسبابِ معاش کا حاصل کرنا منافیِ کمال نہیں ہوتا، بلکہ شکرِ نعمت بھی ہے اور خدا کی اطاعت بھی اگر اسی نیّت سے کی جائے تو اعلیٰ ترین عبادتوں میں سے ہے۔

★...... (تفسیر ماجدی)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "عبادت کی ستّر قسمیں ہیں جن میں سب سے افضل حلال روزی کمانا ہے۔"

★...... (اصولِ کافی)

★ ملاحظہ فرمائیں کہ نیند کے ساتھ ساتھ روزی کمانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ نیند روزی کمانے کی شرط ہے۔ کیوں کہ انسان آرام کے بغیر کام نہیں کرسکتا۔

★...... (تفسیر کبیر)

★ نیند بیماریوں کا بھی علاج ہے۔ اِسی لیے مریضوں کو خواب آور گولیاں کھلا کر سلا دیا جاتا ہے تاکہ

www.drhasanrizvi.com

اُن کے جسم کی قوتِ مدافعت میں اضافہ ہو، نیند سے روح اور جسم میں قوت اور نئی توانائی پیدا ہوتی ہے۔

* بعض ماہرین کا خیال ہے کہ جسم میں بہت سی تبدیلیاں نیند کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ اور

* بعض ماہرین کے نزدیک انسان جب محنت کرتا ہے تو اُس کے جسم میں ایک قسم کا زہر پیدا ہو جاتا ہے جو دماغ کے ایک حصّے کو بیکار کر دیتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان سو جاتا ہے نیند سے زہر جزو بدن بن کر زائل ہو جاتا ہے۔

* بعض ماہرین کہتے ہیں کہ نیند کا سبب اعصابی نظام کی تکان ہے۔ دماغ کا اعصابی نظام جب تھک جاتا ہے تو آدمی سو جاتا ہے۔ مگر ان تمام تجویز پر بڑے بڑے اعتراضات کیے گئے ہیں۔ اِسی لئے ابھی تک نیند ایک پراسرار چیز سمجھی جاتی ہے۔

کتنی عجیب بات ہے کہ سونے سے تمام توانائیاں بحال ہو جاتی ہیں۔ پھر اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ ایک تھکی ماندی ماں کو بادلوں کی گرج بیدار نہیں کر سکتی مگر بچّے کی ایک ہلکی سی آواز بیدار کر دیتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سوتے ہوئے بھی لاشعوری طور پر دماغ کے کچھ نگہبان خلیے جاگتے رہتے ہیں۔ یہی خلیے ماں کو جگا دیتے ہیں۔

غرض نیند خدا کی قدرت وحکمت کی عظیم نشانی ہے۔ خدا کی قدرت اور حکمت کی عظیم دلیل ہے۔ (جس کو ابھی تک ماہرین سمجھ نہیں سکے)

(تفسیر نمونہ) ......*

نتائج

(۱) پوری کائنات عالم میں دن رات کا ہونا بتا رہا ہے کہ ایک ہی خالق ہے جس نے یہ سب کچھ بنایا ہے۔

(۲) سوال یہ ہے کہ کائنات کی انرجی کہاں سے آئی جس نے مادہ کی شکل اختیار کی؟ پھر مادّے کے یہ بہت سے عناصر کس نے بنائے؟ پھر ان عناصر کی اس قدر حکیمانہ ترکیب سے اتنی حیرت انگیز

www.drhasanrizvi.com

مناسبتوں کے ساتھ یہ نظامِ عالم کیسے بن گیا؟ اب یہ نظام کروڑوں سالوں سے کس طرح ایک زبردست قانونِ فطرت کی بندش میں کسا ہوا کس طرح چل رہا ہے؟ ہر غیر متعصب عقل اس نتیجے پر پہنچے گی کہ یہ سب کچھ علیم و حکیم کے غالب ارادے کے بغیر ہرگز نہیں چل سکتا۔

صرف اتفاقات ایسے منظم نظام کو نہ بنا سکتے ہیں اور نہ چلا سکتے ہیں۔ یہ وہی کہہ سکتا ہے جس کا خود دماغ چل گیا ہو۔

(۳) پھر دوسری طرف اگر یہ دیکھا جائے کہ زمین سے لے کر کائنات کے بعید ترین سیاروں تک سب میں ایک ہی طرح کے عناصر کام کر رہے ہیں۔ اور ایک ہی قانونِ فطرت ہر جگہ چل رہا ہے، تو ہر وہ عقل جو اندھی اور ضدی نہیں ہے، ماننے پر مجبور ہو جائے گی کہ یہ سب کچھ بہت سے خداؤں کی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایک ہی خدا اس پوری کائنات کا خالق اور رب ہے۔

ے حقیقت ایک ہے ہر شئے کی نوری ہو کہ ناری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

(اقبال)

● بالکل اسی طرح تمام انسانوں کا مادۂ تخلیق اور بناوٹ کا فارمولا ایک جیسا ہے مگر ہمارے رنگ اتنے الگ الگ ہیں کہ قوم تو کیا ایک ماں باپ کے دونوں بیٹوں کا رنگ بھی ایک نہیں ہے۔

● دنیا میں بے شمار تنوع اور [illegible] دکھائی دیتی ہے۔ یہ سب کسی ایک خالق کا پتہ دیتی ہے۔

●.... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور اُس کی (قدرت، عظمت اور حکمت کی) دلیلوں اور نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمھیں بجلی (کی چمک دمک اور کڑک دھمک دکھاتا ہے، (نقصان اور تباہی کے) خوف اور (فائدے کی) طمع کے ساتھ۔ اور پھر بلندی سے پانی برساتا ہے۔ اور پھر اُس (پانی) کے ذریعے زمین کو اُس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ یقیناً اس میں بھی (حقیقت تک پہنچنے کی) بہت سی دلیلیں اور نشانیاں ہیں، اُن کے لیے جو عقل سے کام لیں۔

خدا کا فضل و کرم

اگر خدا کا فضل و کرم نہ ہوتا تو انسان رزق کہاں سے تلاش کر سکتا تھا۔ اگر زمین اور آسمان کو خدا نے رزق کے پیدا کرنے کا ذریعہ نہ بنایا ہوتا تو انسان روزی کہاں سے حاصل کرتا، پھر خدا نے انسان کو رزق حاصل کرنے کے لیے مناسب اعضا، اور صلاحیتیں نہ دی ہوتیں تو انسان رزق کیسے کماتا۔ تلاشِ رزق کی قابلیت اور باہر کے وسائلِ رزق کی موجودگی از خود صاف بتا رہی ہے، کہ کوئی ربِّ کریم ہے جس نے یہ سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ جو عقل بیمار نہ ہو وہ کبھی نہیں مان سکتی کہ یہ سب کچھ اتفاقاً ہو گیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ (۲۵) پھر اُس کی دلیلوں، نشانیوں

السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ میں سے یہ بھی ہے کہ آسمان اور زمین اُسی

ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ کے حکم سے قائم اور برقرار ہیں پھر جونہی

مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَاۤ اَنْتُمْ اُس نے تمہیں زمین سے پکارا تو بس ایک

تَخْرُجُوْنَ (۲۵) ہی پکار میں تم سب نکل آؤ گے۔

(یعنی اتنی بڑی کائنات کے خالق کے لیے تمہیں دوبارہ زندہ کر کے اُٹھا دینا کوئی بڑا کام نہیں ہوگا جس کے لیے کوئی لمبی چوڑی تیاریاں کرنی پڑیں۔ بس ایک ہی پکار بہت کافی ہوگی۔)

★ مادی علوم اور مادی اسباب کا جال جسقدر بھی پھیلاتے چلے جائیں آخر کہیں نہ کہیں تو یہ سلسلہ ختم ہوگا بس اُسی آخری سبب کا نام امرِ الٰہی (خدا کا حکم) ہے۔ ★ (تفسیر ماجدی)

★ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: "کائنات کی آخری اور سب سے بڑی طاقت حکمِ خدا ہے"۔ ★.. (حیات القلوب، تحف العقول)

★ مطلب یہ ہے کہ صرف یہی نہیں ہوا ہے کہ خدا کے حکم سے ساری کائنات وجود میں آگئی ہے، بلکہ اُس کا مسلسل قائم رہنا اور اُس کے اندر ایک عظیم الشان کارگاہِ ہستی کا پیہم چلتے رہنا بھی خدا ہی کے حکم کی بدولت ہے۔ ایک لمحہ کے لیے بھی خدا کا حکم اگر برقرار نہ رکھے تو یہ سارا نظامِ عالم یک لخت درہم و برہم ہو جائے گا۔ پھر ایسے عظیم خالق کے لیے تمہارا دوبارہ زندہ کر دینا اُس کے لیے کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے کہ اُس کے لیے کوئی بڑی تیاریاں کرنی ہوں گی۔

★ (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ (۲۶) اور (کیوں کہ) آسمانوں اور زمین
وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ میں جو کچھ بھی ہے وہ سب کے سب خدا
قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾ کی اطاعت کرنے والے فرماں بردار غلام ہیں۔
وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ (۲۷) اور پھر وہی (خدا) تو ہے کہ جو
ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ پیدائش کی ابتدا بھی کرتا ہے، پھر
عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى وہی اُسے دوبارہ بھی زندہ کر دے گا
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ اور یہ اُس کے لیے (پہلی دفعہ پیدا کرنے سے)
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾ بہت زیادہ آسان ہے۔ آسمانوں اور ع ۳ ۸
زمین میں اُس (خدا) کی شان "مَثَلِ اعلیٰ" سب سے اعلیٰ و ارفع ہے۔
اور (یہ بھی کہ) وہ زبردست طاقت اور عزّت والا بھی ہے اور بہت
گہری مصلحتوں کے مطابق، سمجھ بوجھ کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا بھی۔

آیت ۲۶: "قٰنِتُوْنَ" کے معنی "قَائِمُوْنَ بِالشَّهَادَةِ" یعنی خدا کی وحدانیت کی گواہی پر قائم رہنے والے۔ کیوں کہ خدا کی یکتائی کی گواہی دینا خدا کی سب سے اہم اطاعت ہے۔
*...... (تفسیر روح المعانی)

www.drhasanrizvi.com

★ مخلوقات کو دوبارہ پیدا کرنا اس لئے آسان ہے کہ پہلے پہل جب کائنات کو خدا نے پیدا کیا تھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ خدا ہر چیز کو عدم سے وجود میں لایا۔ لیکن اُن کے فنا ہو جانے کے بعد کم سے کم مواد اصلی تو موجود ہوگا، ہاں کچھ حصہ مٹی میں ملا ہوگا اور کچھ فضا میں پھیلا ہوگا۔ خدا کو صرف اُن کو جمع کرنا ہوگا۔ اب رہا یہ کہ کونسا کام سخت ہے اور کونسا آسان؟ تو یہ ہماری فکر کے اعتبار سے ہے۔ جس خدا کی قدرت لامحدود ہے اُس کے لیے کوئی کام مشکل نہیں۔ جہاں فاعل کی قوت محدود ہوتی ہے وہاں کام کے مشکل اور آسان ہونے کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ خدائے عظیم کے لیے ہمالیہ پہاڑ کو اُٹھا لینا بھی اتنا ہی آسان ہے جتنا تنکے کو اُڑا دینا۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:
"مَثَلُ الْاَعْلٰی" (یعنی) خدا کی بلند ترین صفت" کے معنی یہ ہیں کہ نہ تو خدا کو کسی بھی چیز سے تشبیہ دی جاسکتی ہے، اور نہ اُس کے اوصاف وصفات کو پوری طرح بیان کیا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ خدا ہمارے وہم وگمان میں آہی نہیں سکتا۔" (وہ ہمارے ذہن اور قوتِ فکر سے بہت بہت زیادہ بلند ہے۔)

؎ اے برتر از نگاہ وگمان وخیال ووہم ⁂ وزہر چہ گفتہ ایم، وشنیدہ ایم وخواندہ ایم
(یعنی) "اے وہ" خدا" جو ہماری نگاہ، گمان اور وہم وخیال سے بھی کہیں زیادہ بلند ہے؛ ہم نے جو کچھ اُس کے بارے میں کہا ہے، سنا ہے، یا پڑھا ہے، اُس سے وہ بہت بہت زیادہ بلند ہے۔"

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ: جناب رسولِ خدا نے حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے فرمایا: "مَثَلُ الاعلیٰ" (یعنی۔ خدا کی اعلیٰ ترین مثال) اے علیؑ! تم ہو۔"
★ ۰۰۰۰۰ (عیون الاخبار الرضاؑ)

★ حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: "ہم (ائمہ اہلِ بیتِ رسول) ہی تقویٰ کا کلمہ (تقویٰ کی حقیقت) اور ہدایت کا راستہ ہیں اور مَثَلُ الاعلیٰ ہیں۔" (تفسیر نور الثقلین)

www.drhasanrizvi.com

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

(۲۸) اُس نے تمہارے لیے خود تمہاری ہی مثال پیش کی ہے۔ کیا تمہاری ملکیّت میں جو غلام ہیں اُن میں سے کچھ غلام ایسے بھی ہیں جو اُس مال و دولت میں جو ہم نے تم کو دی ہے تمہارے ساتھ برابر کے شریک اور حصّے دار ہوں؟ (اِس طرح) کہ تم (اور وہ) اُس میں برابر کا حق رکھیں؟ اور کیا تم اُن سے اِس طرح ڈرتے ہو جیسے تم اپنے آپس کے برابر کے آدمیوں سے ڈرتے ہو؟ (غرض) اِس طرح ہم اپنی باتیں اور دلیلیں تفصیل کے ساتھ ساتھ کھول کر پیش کرتے ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیں۔

ایک بہترین مثال سے شرک کی نفی

بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ اِس آیت کا تعلق مشرکینِ مکہ کے حج کے وقت لبّیک کہتے وقت کے الفاظ سے ہے۔ وہ کہتے ہیں:

www.drhasanrizvi.com

"لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَاشَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ لَبَّیْكَ"

یعنی: "حاضر ہوں اے خدا تیرا کوئی شریک نہیں، مگر تیرا ایک شریک ہے جس کا تو مالک ہے اور اُس کی املاک کا بھی تو ہی مالک ہے۔"

*..... (تفسیر المیزان، تفسیر مجمع البیان، تفسیر نور الثقلین۔ تفسیر کبیر امام رازی)

★ مگر یہ بات تمام ماہرین نے تسلیم کرلی ہے کہ کسی آیت کے معنی صرف اُس کی شانِ نزول تک محدود نہیں ہوا کرتے۔ یہ آیت مشرکین کا بھی جواب ہے اور خدا کی عظمت کا بھی بیان ہے۔"

*..... (تفسیر نمونہ)

★ خداوند کریم نے اپنی توحید کے لیے کفار و مشرکین کے سامنے ایک حسی دلیل پیش فرمائی ہے کہ۔ دیکھو! جس طرح تمھارے غلام اور کنیزیں جن کے تم مالک ہو، تمھارے ساتھ شریکِ زندگی تو ہیں، لیکن کیا اُن میں سے کوئی تمھارے رزق و مال وغیرہ میں تمھارا شریک ہے؟ تاکہ تم کو اور اُن کو مال و دولت، رزق و روزی میں برابر کا مالک مان لیا جائے، اور تمھارے مرنے کے بعد تمھاری اولاد کو خطرہ ہو کہ وہ بھی ہم سے برابر کا حصّہ میراث سے لیں گے؟ جس طرح آزاد شریکِ زندگی مثلاً بھائی، بہن، یا شوہر و بیوی وغیرہ لوگوں سے میراث کی تقسیم کا خطرہ لاحق ہوتا ہے۔؟

اِس استفہامِ انکاری سے مطلب یہ ہے کہ جس طرح تمھارے غلام و کنیزیں تمھارے مال و متاع میں نہ حصّے دار ہیں اور نہ ورثاء کو اِن سے شرکت کا خوف ہوتا ہے۔ کیوں کہ آزاد معاشرۂ انسانی کا فیصلہ ہے کہ غلاموں کو حصّے دار نہ سمجھا جائے؛ اسی طرح اللہ کی ساری مخلوق اُس کی عبد ہے، اور وہ اُن سب کا معبود ہے اور واحد مالک ہے۔ پس یہ اُس کے کیسے شریک بن سکتے ہیں؟

*..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا (۲۹) لیکن یہ ظالم گناہگار (لوگ) بے سمجھے

اَهْوَآءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ بوجھے اپنی خواہشات اور تخیلات کے

فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ پیچھے پیچھے چل رہے (ہیں) تو اب اُسے

اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ کون سیدھا راستہ دکھا سکتا ہے جسے

نّٰصِرِيْنَ ۲۹ خدا نے گمراہی میں چھوڑ دیا ہو (یا) جسے

خدا نے گمراہ قرار دے دیا ہو۔ پھر ایسے لوگوں کے کوئی مددگار حمایتی بھی نہ ہوں گے

★ جب کوئی شخص سیدھی سیدھی واضح عقل کی بات نہ سننے کو تیار ہو اور نہ سمجھنے کو، نہ غور کرنے پر ہی آمادہ ہو تو پھر اُس کی عقل پر اللہ کی پھٹکار اور مار پڑ جایا کرتی ہے، پھر وہ ضدی، عقل کا دشمن اور جہالت پسند انسان مزید گمراہیوں میں دھنستا ہی چلا جاتا ہے۔ اسی بات کو اس طرح فرمایا گیا ہے کہ: "جسے اللہ نے بھٹکا دیا"۔

★ ...... (تفہیم قرآن)

★ مگر اس سے بہتر یہ ہوتا کہ ترجمہ یوں کیا جاتا: "جسے اللہ نے گمراہیوں میں چھوڑ دیا" اس لیے کہ مولانا مودودی صاحب کی وضاحت کے مطابق بھی خداوندِ عالم نے اُس کو نہیں بھٹکایا، بلکہ اُس کی ضد اور عقل دشمنی نے اُس کو بھٹکایا۔ اِس لیے زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ: "خدا نے اُس کو اُس کی گمراہیوں کے حوالے کر دیا۔" یعنی: ہدایت کرنی بند کر دی۔ اللہ تو اُن کی ہدایت فرماتا ہے جو طلبِ ہدایت کے ساتھ ساتھ کوشش بھی کریں ★ (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ (۳۰) بس آپ سب راستوں سے ہٹ کر

حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي بالکل ایک طرف کے ہو کر اپنا رُخ

فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ اور اپنی توجّہ کو اس دینِ حق کی طرف

لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ سیدھا جما دیں (کیونکہ) یہی اللہ کی

ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وہ فطرت یا بناوٹ ہے جس پر اللہ

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا ہے۔

لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۰﴾ اللہ کی فطرت یا بناوٹ میں کوئی

تبدیلی نہیں ہوا کرتی، یہی بالکل سیدھا اور درست دین ہے۔ مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔

آیت کے چند الفاظ کی تشریح

(۱) "اَقِمْ" کا مادّہ اقامہ ہے جس کے معنی: کھڑا کرنا۔ مستقیم کرنا۔

(۲) "وجہ" کے لغوی معنی چہرے، صورت کے ہوتے ہیں، مگر یہاں صورت باطنی بھی مراد ہے۔ یعنی دل کو بھی مالک کی طرف متوجہ رکھو۔ گویا توجّہ قلبی کو بطور استعارہ وجہ کہا گیا ہے۔

(۳) "حنیف" کا مادّہ حَنَف ہے۔ جس کے معنی ہیں: باطل کو چھوڑ کر حق کی طرف میلان، ٹیڑھے راستے سے سیدھے کی طرف پلٹنا۔

* ...... (مفردات امام راغب)

www.drhasanrizvi.com

اِس لیے پوری آیت کے معنی ہوئے کہ "اپنی قلبی توجہات کو ہمیشہ خدا کے دین کی طرف موڑے رکھو، جو ہر قسم کی کجی یا ٹیڑھے پن سے پاک ہے۔ یہی خدا کا بھیجا ہوا قانون اور آئین ہے جس کا نام "اسلام" ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ "تکوین" (فطرتِ انسانی) اور تشریع (شرعی قوانین) دونوں قوی بازوؤں کی طرح ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہیں۔ ایسا ہرگز ممکن نہیں کہ شریعت کا کوئی بھی حکم ہماری فطرت کے خلاف ہو۔ اِسی طرح انسان کا کوئی فطری میلان شریعت کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ ★ ..... (تفسیر نمونہ ۔ تفسیر کبیر)

اسلام دینِ فطرت

عصرِ حاضر کا عظیم مورّخ "ڈیورنٹ" لکھتا ہے:

" دین ایک ایسی چیز ہے جو ہر انسان کی فطرت سے اُبھرتا ہے۔ ایک فلسفی کے نزدیک مذہب انسان کی نفسیات اور تاریخ کے بنیادی مسائل میں سے ہے۔ اگرچہ تمام ادیان میں بعض لغو اور خلافِ عقل عقائد موجود ہیں، مگر جب سے تاریخِ انسانی شروع ہوئی ہے دین کسی کسی شکل میں موجود رہا ہے۔ آخر یہ تقویٰ اور نیکی جسے کسی طرح سے بھی انسان کے دل سے مٹایا نہیں جاسکتا، اس کا سرچشمہ کہاں ہے۔ ؟

(تاریخ تمدن جلد اول ص۸۷)

★ مشہور عالم علمِ معاشرت "سموایل کینگ" اپنی مشہور کتاب "جامعہ شناسی" میں لکھتا ہے: " موجودہ نسلِ انسانی کے اسلاف یقیناً کسی نہ کسی مذہب کو مانتے تھے، اِس لیے کہ آثارِ قدیمہ کی کھدائی سے معلوم ہوا ہے کہ وہ لوگ اپنے مُردوں کو ایک خاص طریقے سے دفن کرتے تھے اور اُن کے ساتھ ایسی چیزیں بھی رکھتے تھے جو اُن کے عقیدے کے مطابق قیامت کے دن کام آئیں گی۔" (جامعہ شناسی ص۱۹۲)

www.drhasanrizvi.com

★ اِس کے علاوہ ماہرینِ نفسیات اور ماہرینِ تجزیۂ نفسی لکھتے ہیں کہ: "مذہب انسان کی فطرت میں ہے۔ یہ ایک جوہرِ قدسی ہے جسے جبلّتِ مذہبی بھی کہہ سکتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ:
" انسان میں جو اصولی اور اساسی محرّکات ہیں اُن میں حسِّ نیکی بھی شامل ہے۔ جیسے انصاف کرنا، بہادری، قربانی کا جذبہ۔ اگر انسان میں یہ اعلیٰ صفات اُس کی فطرت میں نہ ہوتیں تو اِن صفات کے رکھنے والوں کو اپنا ہیرو کیوں سمجھتا؟ اِس سے ثابت ہوا کہ انسان کی فطرت میں نیکی کا میلان ہے۔
پھر یہ کہ انسان میں حسِّ مذہبی بھی ہے۔ اِسی لیے وہ خدا کو مانتا ہے، اُس کی عبادت اور تعریف کرتا ہے۔

★...... (ارکودل ٹائم درکتاب حسِّ مذہبی)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ: "یہاں اِس آیت میں "فطرت" سے مراد "توحید" ہے۔" (یعنی ایک خدا کو دل سے ماننا) ★ (اصول کافی جلد۲)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمّد باقر علیہ السّلام سے روایت ہے کہ: "خدا نے انسان کی فطرت میں اپنی معرفت کا جذبہ رکھا ہے۔

★...... (اصول کافی جلد۲)

★ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: " ہر بچّہ فطرتِ اسلام (اور شرک سے خالی) دین پر پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں اُس کے ماں باپ اُس کو مجوسی، یہودی یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔"

★...... (تفسیر جمیع الجوامع طبرسیؒ)

★ جناب امیرالمومنین حضرت امام علی علیہ السّلام نے فرمایا: "خدا نے انسان کی طرف اپنے رسولؑ بھیجے تاکہ وہ اُن سے اپنی فطرت کے تقاضوں کو پورا کرنے کا مطالبہ کریں، انھیں خدا کی وہ نعمتیں یاد دلائیں جو وہ بھول چکے ہیں۔ اِس طرح اُن پر اِتمامِ حجّت کریں، اور اُن کی عقل کے خزانوں کو کام میں لائیں۔

★...... (نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ (۳۱) (لہٰذا) اُسی خدا سے لو لگاؤ

وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُونُوا اور اُسی کی طرف توجّہ کیے رہو اور

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۳۱﴾ اُسی کی ناراضگی اور سزا سے ڈرو

اور نماز کو پابندی سے ادا کرتے رہو اور اُن

مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ،

مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ (۳۲) جنھوں نے اپنا دین تقسیم

وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ کر کے الگ الگ بنا لیا (اور اسطرح)

حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ اپنے دین میں تفرقہ ڈال کر گروہوں میں

فَرِحُونَ ﴿۳۲﴾ بٹ گئے۔ اور اب ہر گروہ اُسی میں

مست و مگن (خوش) ہے، جو کچھ کہ اُس کے پاس ہے۔

تارک الصّلوٰۃ مشرک ہے

★ "وافی" میں "کافی" سے نقل کرتے ہوئے بروایت

عبید بن زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ گناہانِ کبیرہ حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں سات ہیں۔ (۱) اللہ کا کفر کرنا۔ (۲) نفسِ محترمہ کا قتل کرنا (۳) عقوقِ والدین۔ (۴) سود خوری۔ (۵) یتیم کا مال زبردستی کھانا۔ (۶) میدانِ جہاد سے بھاگ جانا۔ اور

www.drhasanrizvi.com

(۷) ہجرت کے بعد پلٹ کر کفار کی طرف واپس چلا جانا۔

★ راوی نے امامؑ سے دریافت کیا: "یتیم کے مال سے زبردستی کھالینا زیادہ بڑا گناہ ہے یا بغیر عذر نماز کو قضا کرنا"؟ امامؑ نے فرمایا: "نماز کا ترک کرنا سخت تر ہے۔"

★ عرض کی: "فرزندِ رسولؐ! آپؑ نے گناہانِ کبیرہ کی فہرست میں ترکِ نماز کو شمار نہیں فرمایا؟ اس کی کیا وجہ ہے؟

★ امامؑ نے فرمایا: "میں نے شمار میں سب سے پہلے کس گناہ کا نام لیا ہے؟"

★ عرض کی: "کفر" کا نام آپؑ نے سب سے پہلے لیا ہے۔"

★ امامؑ نے فرمایا: "**بغیر عذر کے نماز کو ترک کرنے والا کافر ہوا کرتا ہے۔**"
(تفسیر انوار النجف)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے:-

کفر کی پانچ قسمیں ہیں: (۱) زندیقوں اور دہریوں کا کفر۔

(۲) اُن لوگوں کا کفر، جو حقیقت کو سمجھ کر انکاری ہوگئے۔ اور عناد کی رُو سے اسلام نہ لائے

(۳) کفرِ نعمت:- جس طرح ارشادِ قدرت ہے:" وَاشکرولی و لاتکفرون (میرا شکر کرو اور کفر نہ کرو)

(۴) کفرِ اطاعت:- جس کے متعلق فرمایا:" وَتکفرون ببعض گویا اطاعت نہ کرنے پر اُن کو کافر کہا۔

(۵) کفرِ برأت ہے:- جس طرح قیامت کے روز دوزخی پیر و مرشد ایکدوسرے سے بیزاری اختیار کریں گے (ملخصاً)

تارک الصلوٰۃ کو کافر کہنا چوتھی قسم کے اعتبار سے ہے۔ ★ (تفسیر انوار النجف)

★ ایک روایت میں ہے کہ راوی نے امام علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپؑ زانی کو کافر نہیں کہتے، اور تارکِ نماز کو کافر کہتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

★ فرمایا: زانی، جو خدا کی نافرمانی کرتا ہے وہ لذتِ نفس کے لیئے نافرمانی کرتا ہے لیکن

www.drhasanrizvi.com

جو شخص نماز کو ترک کرتا ہے اُس کو ترکِ نماز میں کوئی لذّت نہیں حاصل ہوتی، صرف وہ نماز کو معمولی، غیر ضروری (سُبک اور ہلکا) سمجھ کر ہی ترک کرتا ہے۔ اِس لیئے جو شخص خداوندِ عالم کے حکم کو معمولی سمجھے وہ کافر ہے۔

اب رہا شرک :

"بابِ وجوہِ شرک" میں معصومؑ نے شرک کی دو قسمیں بتائیں۔

(۱) شرکِ اطاعت۔ (۲) شرکِ عبادت۔

* شرکِ اطاعت کے بارے میں ارشاد فرمایا: "وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُم بِاللَّهِ إِلَّا وَهُم مُّشْرِكُونَ" (یعنی) "اکثر ایمان لانے والے مشرک ہوا کرتے ہیں۔" مقصد یہ ہے کہ باوجود ایمان لانے کے وہ فروعاتِ دین میں اطاعتِ پروردگارِ عالم کے بجائے شیطان کی اطاعت و پیروی کرتے ہیں۔ اِسی بناء پر ریاکار شخص پر بھی مشرک کا اطلاق ہوا ہے اور شرکِ عبادت وہ ہے جس کے بعد فرمایا: حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ یعنی جو اللہ کا شریک بنائے اُس پر اللہ نے جنّت کو حرام کیا ہے۔

پس "تارکِ صلوٰۃ" پر مشرک اور کافر کا اطلاق ترکِ اطاعت کی وجہ سے ہے نہ کہ ترکِ عقیدہ کی وجہ سے۔ اِسی لیے اس کو نجس نہیں قرار دیا جاتا۔ البتہ اگر نماز کا منکر ہوجائے تو وہ عقیدے کے لحاظ سے کافرِ نجس ہوگا۔ * (تفسیر انوار النجف، بحوالہ وافی باب وجوہ الکفر از کافی)

آیت ۳۲ : جتنے مذاہب بنے ہیں وہ اصلِ دین میں بگاڑ آنے سے بنے ہیں۔ اور یہ بگاڑ اس لیے آیا ہے کہ مختلف لوگوں نے دینی حقائق پر اپنی طرف سے باتیں ایجاد کر کے اپنے الگ الگ دین بنا ڈالے اور ہر ایک اصل حقیقت کی بجائے اپنی طرف سے بڑھائی ہوئی چیزوں کا عاشق بن بیٹھا۔ اِس لیئے وہ دوسروں سے جدا ہو کر ایک مستقل مذہب یا فرقہ بن گیا (اور اُسی میں وہ خوش اور مگن ہے) *... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ (۳۳) اور لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ جب
دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اُن پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو وہ
اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ اپنے پالنے والے مالک کی طرف لَو لگا کر
مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ دعاء کرنے لگتے ہیں، پھر جب خدا اُنھیں
مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اپنی طرف سے اپنی رحمت کا کچھ مزہ
چکھا دیتا ہے، تو یکایک اُن میں سے کچھ (لوگ) شرک کرنے لگتے ہیں۔

★ ملاحظہ فرمائیں کہ آیت میں رحمت کا مزہ چکھانے کی نسبت خدا کی طرف دی گئی ہے، لیکن "ضُر" یعنی تکلیف کو خدا کی طرف منسوب نہیں کیا گیا، کیوں کہ بہت سی تکالیف ہمارے ہی بُرے اعمال کا منطقی نتیجہ ہوا کرتی ہیں لیکن تمام رحمتیں خدا ہی کی عطا سے ہیں، خواہ وہ رحمتیں اور نعمتیں عارضی ہوں یا دائمی۔

تفسیر کبیر امام رازی

★ آیت میں خدا کا "رَبِّهِمْ" (اُن کا مالک) بار بار کہنا اِس بات کی تائید کرتا ہے کہ انسان خدا کی رُبوبیت اور تدبیر کو خود اپنے اندر محسوس کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ غلط تربیت نے اُس کو گمراہ نہ کر دیا ہو۔

(تفسیر نمونہ)

★ اور خدا کا فرمانا کہ: اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً "یعنی۔ پھر جب وہ اُنھیں رحمت کا مزہ چکھاتا ہے"۔ یہاں "هٗ" "وہ" کی ضمیر خدا کی طرف گھومتی ہے۔ یعنی: "جب خدا اُنھیں رحمت کا مزہ چکھاتا ہے"۔

★ .... (تفسیر المیزان، تبیان، ابوالفتوح رازی)

www.drhasanrizvi.com

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوا ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾

(۳۴) تاکہ جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اُس کا اِنکار (یا، کفرانِ نعمت) کریں۔ اچھا خیر، خوب مزے اُڑالو، عنقریب (اِس کا نتیجہ) تمھیں معلوم ہو جائے گا۔[1]

أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿۳۵﴾

(۳۵) کیا ہم نے اُن پر کوئی سند، دلیل یا ثبوت اُتارا ہے جو اُن کے سامنے بول کر اُس شرک کو ثابت کرتا ہے جو یہ کر رہے ہیں؟

خواہشِ نفس کی عبادت

[1] گویا جس نے خدا کی مرضی کے خلاف اپنی خواہش پر عمل کیا اُس نے عملاً اپنی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا، جس نے زندگی کا اصل مقصد اپنی خواہشوں کو پورا کرنا بنا لیا اُس نے اپنی خواہشات کو اپنا خدا بنا لیا۔ اِس لیے کہ ہر شخص کا خدا وہی ہوتا ہے جس کو اُس نے اپنی زندگی کا اصل مقصد بنایا ہوتا ہے۔ مثلاً جب تک بیٹی کی شادی نہیں ہوئی تھی تو خدا خدا کرتے رہے خدا سے دعائیں، منتیں، سماجتیں کرتے ہیں، اور جیسے ہی خدا کے فضل و کرم سے وہ دن آیا کہ بیٹی کی شادی ہونے لگی تو اب شیطان اور نفس کو خوش کرنے کے لیے ناچ گانے اور ہر طرح کا اسراف کرنے لگتے ہیں۔ اب نہ خدا پرستی باقی رہتی ہے نہ خدا کی اطاعت، نہ خدا کا شکر۔ کیا یہی توحید پرستی اور شکرِ خدا کا تقاضا ہے؟ * (فصل الخطاب)

* خدا نے فرمایا: "کیا تم نے نہیں دیکھا اُس کو، جس نے اپنے نفس کی خواہشوں کو اپنا معبود بنا لیا (اُس کی عبادت کی)" (الفرقان)

www.drhasanrizvi.com

"سُلطٰنًا" کا لفظ تسلّط اور فتح کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ مگر یہاں آیت میں ایسی دلیل کے معنی میں ہے جو بہت مضبوط اور دل جیت لینے والی ہو۔
اور "یَتَکَلَّمُ" یعنی منہ بولتی دلیل، جو انسان سے کلام کرے اور اس کو مطمئن کردے۔
★..... (مفردات امام راغب)

★ بعض مفسّرین نے یہاں "سلطان" کے معنی "فرشتہ" کے لیے ہیں۔
پھر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ: "ہم نے ان کی طرف کوئی فرشتہ نہیں بھیجا جو اُن کے پاس شرک کا پیغام لے کر گیا ہو، اور اس نے اُن سے اس موضوع پر گفتگو کی ہو۔"

★ مگر پہلی تفسیر زیادہ واضح ہے۔
★.... (تفسیر نمونہ، تفسیر کبیر)

★ تجربہ اور مشاہدہ گواہ ہے کہ مومنین جب نعمتیں پاتے ہیں تو اُن میں نہ غرور اور تکبر پیدا ہوتا ہے، اور نہ غفلت۔ کیوں کہ وہ ہر نعمت کو خدا کی دین سمجھ کر خدا ہی کا شکر ادا کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور جب اُن پر مصیبتیں آتی ہیں تو اُن کو وہ اپنے بُرے اعمال کی سزا سمجھ کر صبر کرتے رہتے ہیں، اور اللہ سے اپنے گناہوں کی معافیوں اور بلاؤں کو دفع کرنے کی دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔
مگر بے ایمان لوگ نعمتیں پا کر مغرور، سرکش اور متکبر ہو جاتے ہیں۔ اور مصیبتوں میں سخت مایوس اور بے قرار رہتے ہیں، جب کہ مومنین دونوں حالتوں میں شکر و صبر کے درمیان مطمئن رہتے ہیں۔ مصیبتوں میں وہ اس لیے مطمئن رہتے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح اُن کے گناہ معاف ہو رہے ہیں، اور اُن کی تطہیر ہو رہی ہے۔ پھر وہ عملاً اپنی اصلاح کر کے اعلیٰ درجات حاصل کر لیتے ہیں۔
★...... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذَاۤ اَذَقۡنَا النَّاسَ رَحۡمَةً (۳۶) اور جب ہم لوگوں کو اپنی رحمت کا
فَرِحُوۡا بِهَا ؕ وَ اِنۡ تُصِبۡهُمۡ مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اُس پر (خوشی سے)
سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتۡ پھولے نہیں سماتے[1]، اور جب اُن کے
اَیۡدِیۡهِمۡ اِذَا هُمۡ یَقۡنَطُوۡنَ ﴿۳۶﴾ اپنے کیے ہوئے بُرے کاموں کے بدلے میں
اُن پر کوئی مصیبت آتی ہے، تو یکایک وہ بالکل ہی مایوس ہوجاتے ہیں۔

★[1] اِس خوشی کو "فرح" کہتے ہیں جو شکر کی جانب لے جاتی ہے، جو فطری ہے۔ اور اُس خوشی کی مذمت کی گئی ہے جو فخر اور کبر کی طرف لے جائے، جو نفس کی طغیانی کی کیفیت کا نام ہے۔

انسان کی حالت

اوپر کی آیتوں میں انسان کی جہالت، حماقت، ناشکری اور نمک حرامی کو بیان کیا گیا تھا۔ اب اِس آیت میں انسان کے چھچھورپن اور کم ظرفی کو بتایا جا رہا ہے۔ انسان کو جب دنیا میں کچھ دولت، عزّت و طاقت مل جاتی ہے تو سمجھنے لگتا ہے کہ مجھ میں کچھ سُرخاب کے پر لگ گئے ہیں۔ اِس غلط فہمی سے فخر و غرور کا نشہ اُس میں چڑھتا ہے۔ پھر وہ نہ خدا کو خاطر میں لاتا ہے، نہ خدا کی مخلوق کو۔ مگر جوں ہی دولت و عزّت، قوّت و طاقت ہاتھ سے نکلی، اُس کا وہ نشہ ہرن ہو جاتا ہے اور اُس کی ہمت جواب دے جاتی ہے اور ایک ہی چوٹ اُس کا دل توڑ دیتی ہے۔ پھر وہ ہر ذلیل حرکت کرنے پر اُتر آتا ہے حتّٰی کہ خودکشی کر لیتا ہے۔ (تفہیم)

★ آیتِ مجیدہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا میں انسان کو جو تکالیف پہنچتی ہیں وہ اُس کی کسی نہ کسی غلطی کی پاداش میں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ: "جب اُن کو اپنے کرتوتوں کی سزا کے طور پر کوئی تکلیف پہنچے تو وہ مایوس کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور اکثر اعمال ہاتھوں سے کیے جاتے ہیں اِس لیے ہاتھوں سے اُن کی نسبت دے دی۔

★..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اَوَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ (۳۷) کیا اُنھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ اللہ
یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ جس کے رزق میں چاہتا ہے وسعت دیدیتا ہے
یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ اِنَّ فِیۡ اور (جس کا رزق چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ
ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ اِس میں بہت سی دلیلیں اور
یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۳۷﴾ نشانیاں ہیں اُن کے لیے جو اُبدی

حقیقتوں کو دل سے ماننے (یا) اُن پر ایمان لانے کے لیے تیار ہوں۔

خدا جس کو چاہتا ہے وسیع رزق دیتا ہے صاحبانِ عقل و ایمان اِس بات سے سبق حاصل کر سکتے ہیں کہ کفر و شرک کا انسان کے اخلاق پر کیا اثر پڑتا ہے۔ اِس کے برعکس ایمان کے اخلاقی نتائج کتنے بلند ہیں۔ جو شخص سچے دل سے خدا کو مانتا ہے اور اُسی کو رزق کے خزانوں کا مالک جانتا ہے، وہ کبھی کم ظرفی میں مبتلا نہیں ہو سکتا۔ جس میں خدا کو بھولے ہوئے لوگ مبتلا ہوتے ہیں۔ جب اُس کو کشادہ رزق ملتا ہے تو وہ بھولے گا نہیں، بلکہ خدا کا شکر ادا کرے گا، خلقِ خدا کے ساتھ تواضع اور فیاضی کے ساتھ پیش آئے گا، خدا کا مال خدا کی راہ میں صَرف کرے گا ۔۔۔۔۔ (تفہیم القرآن)

★ ہم دیکھتے ہیں کہ مادّی صلاحیتوں کے مالک دو آدمی ایک ہی قسم کی معاشی جدوجہد میں ساری کوششیں صَرف کرتے ہیں۔ مگر ایک مالا مال ہو جاتا ہے اور دوسرا بد حالی میں ہی مبتلا رہتا ہے۔

معلوم ہوا کہ کامیابیوں کے پیچھے چھپے ہوئے تمام اسباب خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی طرح تمام معاشی اسباب

www.drhasanrizvi.com

بھی اللہ کے قبضہ اختیار میں ہیں۔
* .... (تفسیر ماجدی)

* اگرچہ دنیا عالم اسباب ہے، اور عام طور پر باصلاحیت افراد زیادہ کماتے ہیں اور سُست اور کام چور افراد فقیری میں مبتلا رہتے ہیں، مگر یہ کوئی فارمولا یا قانون نہیں ہے۔ کیوں کہ اس کے برخلاف بہت دیکھا گیا ہے۔ یہ مُستثنیات شاید اسی لیے ہیں تاکہ انسان سمجھ لے کہ یہاں صرف اسباب ہی اسباب نہیں ہیں، بلکہ مسبب الاسباب بھی ہے، اور انسان کو اسباب میں کھو کر مسبب الاسباب خدا، کو نہیں بھول جانا چاہیے۔
* .... (تفسیر نمونہ)

؎ کھو یا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں ⁂ محفل گداز، گرمیِ محفل نہ کر قبول (اقبال)

* تجربہ گواہ ہے کہ انسان بہت زیادہ کوششوں کے باوجود بھی کسی مقصد میں کامیاب نہیں ہوتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری خواہشات کے اوپر بھی کوئی طاقتور ہاتھ ہے جو کام کر رہا ہے۔ اسی لیے اس آیت کے آخر میں فرمایا گیا: "اِن باتوں میں اُن لوگوں کے لیے، جو خدا کو دل سے مانتے ہیں خدا کی قدرت اور عظمت کی نشانیاں موجود ہیں۔" * ... (تفسیر کبیر)

* کسی عالم سے پوچھا گیا: "اِس کی کیا دلیل ہے کہ اِس کائنات پر کوئی ذات حکومت کر رہی ہے"؟
عالم نے فرمایا: "تین دلیلیں ہیں: (۱) اہلِ علم و عقل و دانش دنیا میں زیادہ مال نہیں کما سکتے۔
(۲) اہلِ علم و ادب فقر و فاقہ میں مبتلا رہیں۔ (۳) خود طبیب بھی بیمار ہوتے ہیں۔ * (تفسیر روح البیان)

* امیرالمؤمنین حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: "عَرَفْتُ رَبِّيْ بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ"
(یعنی: "میں نے اپنے پالنے والے مالک کو، ارادوں کے ٹوٹ جانے سے پہچان لیا۔" کبھی گرہیں کھل گئیں اور قوی ارادے ٹوٹ گئے۔ ہم ناکام ہو گئے۔"
* .... (نہج البلاغہ۔ کلمات قصار ۲۵۰)

www.drhasanrizvi.com

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (۳۸) پس آپؐ رشتہ دار کو اُس کا حق دے
وَ الْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ دیجیے اور مسکین اور مسافر کو بھی۔ یہ بہتر
ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ ہے اُن لوگوں کے لیے جو اللہ کی رضامندی
يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ اور خوشی کے طلبگار رہوں۔ اور یہی لوگ
وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۳۸ ہر طرح کی بہتری، مکمل بھرپور حقیقی
اَبدی کامیابی پانے والے بامُراد ہیں۔

"قُربیٰ" سے مراد جنابِ فاطمہؑ ہیں

خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "اے رسولؐ! آپؐ رشتہ دار کا حق اُن کو دے دیجیے۔" اِس سلسلے میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے: "جب یہ آیت اُتری تو جنابِ رسولِ خداؐ نے حضرت فاطمہؑ کو بلایا اور فدک کی زمین آپؑ کے نام لکھ دی اور اُس پر قبضہ بھی دے دیا۔" ✶ (تفسیر صافی صفحہ ۳۹)

✶ یہ اِس لیے کیا تاکہ خدا کے حکم کی اوّلین مثال خود بن جائیں (یعنی، رشتہ داروں کا حق خود ادا کریں تاکہ لوگ بھی رشتہ داروں کا حق ادا کرتے رہیں۔) ✶ (فصل الخطاب)

✶ حضرت ابوسعید خُدری سے روایت ہے کہ "جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جنابِ رسولِ خداؐ نے فدک فاطمہؑ کو بخش دیا۔" ✶..... (تفسیر علی ابن ابراہیم، تفسیر مجمع البیان، تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

✶ صرف تین قسم کے حاجتمندوں کا ذکر کرنے سے محققین نے نتیجہ نکالا کہ: سب سے زیادہ حق رشتہ داروں کا ہے، پھر مسکین کا ہے اور پھر غریب مسافر کا ہے۔

تفسیرِ نمونہ

www.drhasanrizvi.com

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِىٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿٣٩﴾

(۳۹) اور رہا وہ سودی مال جو تم (قرض) دیتے ہو، تاکہ لوگوں کے اموال میں شامل ہو کر بڑھ جائے، تو وہ اللہ کے نزدیک بالکل نہیں بڑھتا، (کیونکہ اس سے لوگوں کو تو کوئی فائدہ نہیں ہوتا، صرف سرمایہ دار کی دولت بڑھتی چلی جاتی ہے) اب جو تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادہ سے زکوٰۃ دیتے ہو، تو وہی لوگ درحقیقت اپنا مال خوب بڑھا چڑھا کر دوگنا، چوگنا پاتے ہیں۔

★ شراب (خمر) کے معاملے میں پہلے صرف اتنا کہا گیا تھا کہ: "وہ پاک صاف رزق نہیں ہے" (سورۃ نحل آیت ۶۷)

★ پھر فرمایا: "شراب کا گناہ اُس کے فائدہ سے زیادہ ہے۔" (سورۃ بقرۃ آیت ۲۱۹)

★ پھر حکم دیا کہ: "نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔" (سورۃ النسا آیت ۴۳)

★ پھر اس کو قطعی طور پر حرام قرار دے دیا گیا۔ اسی طرح سود کو حرام قرار دیا گیا۔

سود کا بیان

اسی طرح یہاں سود کے لیے صرف اتنا کہا کہ: "سود کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس سے حقیقی دولت میں اضافہ ہو۔ دولت میں اضافہ زکوٰۃ سے ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد سود در سود کو منع کیا گیا۔" (سورۃ آل عمران آیت ۱۳۰) پھر سب کے آخر میں سود کی قطعی حرمت کا حکم آیا۔ (سورۃ البقرۃ ۲۷۸)

www.drhasanrizvi.com

★ اب خدا کا فرمانا کہ: "جو زکوٰۃ تم دیتے ہو وہ درحقیقت اپنا مال بڑھاتے ہو۔" تو اُس مال کے بڑھنے کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی، جتنا خالص خدا کو خوش کرنے کی نیت کے ساتھ انسان خدا کی راہ میں مال خرچ کرے گا، اُسی قدر خدا اُس کو زیادہ سے زیادہ اجر دے گا۔

★...... (تفہیم القرآن)

★ "رِبا" کے معنی "سود" یا "بیاج" کے ہوتے ہیں۔ ★ (مفردات امام راغب)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "رِبا" کی دو قسمیں ہیں (۱) ایک حلال ہے (۲) ایک حرام ہے۔ اور حرام یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی مسلمان کو اس لالچ میں قرض دے کہ جب اُس سے قرض واپس لے گا تو بڑھا کر لے گا۔

★ مگر حلال "رِبا" یہ ہے کہ قرض دینے والا بغیر اِس شرط کے قرض دے [illegible] بڑھا کر واپس لے گا۔ پھر قرض لینے والا رقم کی واپسی پر از خود اپنی طرف سے کچھ بڑھا کر دے دے۔ اس فائدے کا لینا [illegible] نز ہے۔ البتہ اُس کے لینے کے بعد قرض دینے والے کو قرض دینے کا کوئی ثواب نہ ہوگا۔ یہی مطلب ہے خدا کے اِس فرمانے کا کہ "ایسے قرضے کا نفع خدا کے یہاں نہیں بڑھتا ہے۔" (القرآن) ★... (تفسیر صافی ص۳۹۰، تفسیر قمی)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ: "جنّت کے دروازے پر لکھا ہے کہ: "قرض دینے کا اجر و ثواب اٹھارہ گنا ہے۔ اور "صدقہ" دینے کا اجر و ثواب دس گنا ہے۔" ★ (تفسیر نور الثقلین جلد۴)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ: "رِبا" سود سے مراد وہ تحفہ بھی ہے جو ایک شخص کسی دوسرے کے پاس لے جائے تاکہ اُس کی وجہ سے اُس سے کوئی فائدہ حاصل کر سکے۔ ایسے تحفہ کے دینے پر نہ کوئی ثواب ہے، نہ عذاب۔"

(تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ (۴۰) (کیونکہ) اللہ ہی تو ہے کہ جس نے
رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ تمھیں پیدا کیا۔ پھر تمھیں روزی
ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ بھی دی، پھر تمھیں موت دے گا،
شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ پھر تمھیں زندہ کرے گا۔ کیا تمھارے
مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ بنائے ہوئے شریکوں (مراد رشوت
سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا اور سود کے حرام مال والے سرمایہ دار)
يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾ میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان میں سے ع

کوئی ایک کام بھی کر سکے؟ پاک ہے اُس کی ذات، اور وہ بہت بلند و برتر
ہے اُس شرک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔

★ خداوندِ عالم کا یہ ارشاد فرمانا کہ: "کوئی ایسا ہے کہ ان میں سے ایک کام بھی کر سکے"۔ اِس سے محققین نے نتیجہ نکالا: "چیزوں کی تخلیق اور اُن کا باقی رکھنا" اور اُن کا فنا کرنا" یہ تینوں صرف خدا کی صفات ہیں۔ یعنی صرف خدا ہی کسی چیز کو پیدا کر سکتا، اُس کو باقی رکھ سکتا، اور اُس کو فنا کر سکتا ہے۔ اب اگر کوئی انسان کچھ کرتا ہے تو خدا ہی کی دی ہوئی طاقت، اور خدا ہی کی اجازت سے۔
(تفسیر ماجدی)

★ محققین نے نتیجہ نکالا۔ (۱) تخلیق، (۲) رزق دینا، (۳) زندگی اور (۴) موت دینا صرف خدا کے اختیار میں ہیں اس لیے

www.drhasanrizvi.com

عبادت بھی صرف اور صرف خدا ہی کی جائز ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ مشرکین نے خدا کی ذات کو اُس کے مرتبے سے بہت نیچے گرا دیا ہے وہ خداوندِ عالم کو اپنے گھڑے ہوئے خداؤں جیسا سمجھتے ہیں۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

توحید کی دلیل

★ "اَللّٰہُ الَّذِیْ" خدائے عزّوجل نے اِس مقام پر توحید کی دلیل کو پھر دُہرایا ہے کہ اللہ وہ ہے جو خلق، رزق، موت و حیات کا مالک ہے۔ اِس کے بعد چیلنج کے طور پر مشرکین کو تنبیہ فرمادی کہ جن کو تم لوگ خالق و رازق و موت و حیات کا مالک تصوّر کرتے ہو اور بوقتِ حاجت پکارنے لگتے ہو یا کوئی چیز مانگتے ہو یا مشکل کشا سمجھ کر اُن کی طرف رُجوع کرتے ہو، تو خود انصاف و خرد کی روشنی میں جواب دو کہ اُن میں سے کوئی بھی مذکورہ بالا امور میں سے کسی ایک کو انجام دینے کی قدرت رکھتا ہے۔؟ یقیناً تمھیں اپنی ضمیر جواب دے گی کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی ذات ایسی نہیں جو خلق، رزق، موت اور حیات پر قدرت رکھتی ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جو لوگ اللہ کے علاوہ بندگانِ خدا کو خلق، رزق یا موت و حیات کا مالک سمجھیں، خواہ اُن کا یہ عقیدہ کسی دشمنِ خدا کے متعلق ہو۔ جیسے نمرود و فرعون کی رعایا کا نمرود و فرعون کے بارے میں، یا یہ عقیدہ کسی نبیؑ و رسولؐ کے بارے میں ہو جیسے حضرت عیسیٰؑ و عزیرؑ کے متعلق نصرانیوں کا عقیدہ۔ یا کسی امامؑ و ولی کے متعلق ہو جیسے غلاۃ (غالی) و مفوضہ کا عقیدہ حضرت امام علی علیہ السلام کے متعلق ہے۔

پس ایسے لوگ قرآن مجید کے نقطۂ نظر سے مشرک ہیں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص افعال میں وہ اللہ کے بندوں کو اُس کا شریک مانتے ہیں۔ اللہ پاک و پاکیزہ ہے اور بلند و بالا ہے اُس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

★ .... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ (۴۱) خشکی اور تری میں جو فساد یا
وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ خرابی پیدا ہوتی ہے وہ لوگوں کی
أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُم اپنی اُسی کمائی اور (بُرے) کاموں
بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا سے ہوتی ہے جو اُن کے اپنے ہاتھوں
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾ نے کیے (ہیں) تاکہ خدا اُن کے کیے

ہوئے کچھ کاموں کا مزہ چکھادے "تاکہ شاید وہ (اِس طرح) اپنے بُرے کاموں سے پلٹ جائیں (یا توبہ کرکے) باز آجائیں۔

"فساد" کا لفظ بہت جامع لفظ ہے اِس سے مراد انفرادی، اجتماعی، جسمانی، مادّی، اخلاقی روحانی، مذہبی، معاشرتی، ہر قسم کی ابتری، بدنظمی اور خرابی ہوتی ہے۔ غرض ہر چیز جو حدِ اعتدال سے نکل جائے وہ فساد یا خرابی ہوگی۔

★..... (مفردات القرآن امام راغب)

★ آیت کے آخری الفاظ نے دنیا میں ہونے والے تکوینی حادثات کا فلسفہ بیان فرمایا ہے کہ حادثات اور بلائیں اسی لیے آتی ہیں کہ انسان کو غفلت سے چونکا دیں، انسان خدا کی طرف متوجہ ہو جائے فخر و کبر، لوگوں کو اذیت دینے اور اکڑنے کے بجائے خدا کے سامنے عاجزی و انکساری پر اُتر آئے جس طرح ڈاکٹر کے وہ آلات جن سے وہ آپریشن کرتا ہے اور اعضاء کو کاٹ ڈالتا ہے، اُن کا اصل مقصد اعضاء کو کاٹنا یا تکلیف دینا نہیں ہوتا، بلکہ اصل مقصد صحتِ جسمانی ہوتی ہے۔

★..... (تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزند رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ : "سمندروں میں رہنے والی مخلوق کی زندگی کا دار و مدار بھی بارش پر ہوتا ہے ۔ اس لیے جب بارش نہیں ہوتی تو سمندر اور خشکی دونوں میں خرابی پیدا ہوجاتی ہے اور یہ اُس وقت ہوتا ہے جب لوگوں کے گناہ بہت زیادہ ہوجاتے ہیں ۔"

★ ...... (تفسیر قمی ، تفسیر المیزان جلد ۱۶)

★ تجربہ بتاتا ہے کہ جب بارش کم ہوجاتی ہے تو سمندروں میں مچھلیوں کی تعداد بھی کم ہوجاتی ہے ۔ اس لیے ماہرین کہتے ہیں کہ سمندروں کو بارش سے صحرا کے مقابلے میں زیادہ فائدہ ملتا ہے ۔

★ ...... (مؤلف)

گناہوں کے اثرات

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا : "قطع رحم ، عمر کو کم کرتا ہے

★ حرام مال کھانا دل کو سیاہ (اندھا) کردیتا ہے ۔ ★ زنا کاری ، زندگیوں کو فنا اور روزی کو کم کردیتی ہے ۔"

★ ...... (تفسیر نمونہ)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا : "جو لوگ گناہوں کی وجہ سے مرتے ہیں اُن کی تعداد اُن مرنے والوں سے زیادہ ہوتی ہے جو طبعی موت سے مرتے ہیں ۔"

★ ...... (سفینۃ البحار ، مادہ ذنب)

★ جناب رسولِ خدا نے فرمایا : "زنا کی چھ ۶ سزائیں ہیں ۔ تین دنیا میں ملتی ہیں اور تین آخرت میں ۔

★ دنیا میں (۱) انسان کی نورانیت سلب ہوجاتی (۲) موت جلدی آتی ہے (۳) روزی کٹ جاتی ہے

★ آخرت میں (۱) حساب میں سختی کی جاتی ہے ۔ (۲) اُس پر خدا کا غضب اترتا رہتا ہے (۳) وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا ۔

★ .... (سفینۃ البحار ، مادہ زنی)

★ بعض مفسرین نے لکھا کہ اس آیت کا پس منظر وہ قحط اور خشک سالی ہے جو رسولِ خدا کی بددعا کے نتیجہ میں مشرکین مکہ کو پیش آئی تھی ۔ اُس وقت بارش برسنا بند ہوگئی تھی ، یہاں تک کہ اُن کو بحیرۂ احمر میں مچھلی کا شکار تک نہیں ملتا تھا ۔ اس آیت کے مصداق ہر زمان و مکان میں موجود ہیں ۔ یہ آیت صرف قحط سے متعلق بھی نہیں ہے بلکہ ہر خرابی سے متعلق ہے ۔

★ ...... (تفسیر کبیر ۔ تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ سِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ (۴۲) اُن سے کہہ دیجیے کہ زمین پر چل پھر کر

فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ دیکھ لو کہ اُن لوگوں کا کیا حشر ہوا جو

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ پہلے گزر چکے ہیں ؟ وہ لوگ زیادہ تر

كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾ مشرک تھے ۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ (۴۳) پس آپؐ اپنا رُخ (چہرہ، توجّہ)

الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِىَ اِس سچے دین کی طرف مضبوطی کے ساتھ

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ جما دیں، قبل اِس کے کہ وہ دن آجائے

يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ جس کے لیے اللہ کی طرف سے ٹل جانے کی

کوئی صورت ہے ہی نہیں ۔ اُس دن وہ لوگ پھٹ کر الگ الگ ہو جائیں گے ۔

---

* حضرت امام علیؑ نے فرمایا: "اَلْعَقْلُ حِفْظُ التَّجَارُبِ" (عقل گذشتہ تجربات کو یاد رکھنے کا نام ہے) (نہج البلاغہ)

* انسانوں کی تربیت کے لیے قرآن میں خاص طور پر کائینات کی محسوس چیزوں کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ قرآن دنیا کی سیاحت اور مطالعہ کا خاص طور پر حکم دیتا ہے تاکہ دوسری قوموں کے اعمال اور اُن کے نتائج اعمال کو دیکھیں اور اُن پر غور کر کے سبق حاصل کریں کہ اقوام کی کج رویوں کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ (یعنی دوسروں کے انجام کو دیکھ کر سبق حاصل کریں ۔ یہی عقل کا تقاضا ہے۔)

* ..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

مَنۡ كَفَرَ فَعَلَيۡهِ كُفۡرُهٗ‌ۚ (۴۴) اب جس کسی نے حق کا انکار کیا ہے
وَمَنۡ عَمِلَ صَالِحًا اُس کے اُس کفر کا نقصان خود اُسی کو
فَلِاَنۡفُسِهِمۡ يَمۡهَدُوۡنَۙ ﴿۴۴﴾ اُٹھانا ہوگا اور جس جس نے اچھے اچھے کام کیے
تو وہ لوگ خود اپنے ہی لیے (نفع کا) سامان (مہیا) کر رہے ہیں۔

لِيَجۡزِىَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا (۴۵) تاکہ اللہ ایمان لانے والوں اور
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنۡ نیک عمل کرنے والوں کو اپنے فضل و
فَضۡلِهٖ‌ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ کرم سے صلہ دے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ
الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۴۵﴾ خدا حق کے منکروں کو پسند نہیں کرتا۔

آیت ۴۴: امام رازی نے لکھا (۱) خدا کی رحمت خدا کے غضب سے وسیع ہے۔ اس لئے بدی کا بدلہ برائی کی حد تک محدود رہے گا لیکن نیکی کے بدلہ میں نیک کام کرنے والے کو والدین اور اولاد کو بھی فائدے پہنچیں گے۔ ٭ (تفسیر کبیر)

آیت ۴۵: اہلِ اشارات اور محققین نے نتیجہ نکالا کہ: کفر کا وبال تو خود کفر کی وجہ سے ہوگا لیکن جزائے خیر خدا کے فضل و کرم کی بنا پر ملے گی، اسی لئے خدا نے جزائے خیر کا سبب بیان کرنے کی بجائے اپنے فضل و کرم کا حوالہ دیا۔ اس سے ثابت ہوا کہ سزا بلاوجہ نہیں ملے گی، لیکن خدا کی رحمت بلا کسی علت کے صرف خدا کے فضل و کرم کی وجہ سے ہوتی ہے ...... (تفسیر روح المعانی)

٭ یہ بات مسلّم ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے کفرِ نعمت کرنے والے حصہ نہ پائیں گے۔ کیونکہ انکارِ حق کرنے والوں کو خدا پسند نہیں کرتا۔

www.drhasanrizvi.com

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ (۴۶)	اور خدا کی (قدرت و حکمت کی)
الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ	دلیلوں اور نشانیوں میں سے یہ بھی
مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ	ہے کہ وہ ہواؤں کو خوش خبری دینے
الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا	والی بنا کر بھیجتا ہے، تاکہ وہ تمہیں اپنی
مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ	رحمت کا مزہ چکھائے، اور اسی لیے
تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾	کشتیاں اُسی کے حکم سے چلتی ہیں (تاکہ) تم
	اُس کا فضل و کرم (روزی) تلاش کرو اور
	اُس کا شکر ادا کرتے رہو۔
وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ (۴۷)	اور (اسی لیے) ہم نے تم سے
رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ	پہلے بھی رسولوں کو اُن کی قوم کی
فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ	طرف بھیجا، تو وہ اُن کے پاس کھلی
فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ	ہوئی واضح اور روشن نشانیاں،
اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا	معجزے اور دلیلیں لے کر آئے، پھر جنھوں نے

www.drhasanrizvi.com

عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾ جُرم کیا (یعنی جو لوگ خدا کی دلیلوں، معجزوں، باتوں اور نشانیوں سے اندھے بن کر انکار ہی پر جمے رہے) اُن سے ہم نے انتقام لیا (کیونکہ) ہم پر یہ واجب الادا حق تھا کہ ہم خدا و رسولؐ کو دل سے ماننے والے ایمان داروں کی مدد کریں۔

آیتؐ ۴۶ : اگر سمندروں کی سطح پر ہوا بند ہو جائے، تو موجیں اُٹھنی بند ہو جائیں گی، اور سمندری مخلوقات کی زندگی آکسیجن کی کمی سے ختم ہو جائے گی اور پورا سمندر ایک گندے پانی کا تالاب بن جائے گا۔ (تفسیر نمونہ)

آیتؐ ۴۷ کی تشریح : مطلب یہ ہے کہ خدا کی ایک قسم کی نشانیاں اور دلیلیں تو وہ ہیں جو عالمِ فطرت میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں اور دوسری قسم کی منھ بولتی نشانیاں انبیاءِ کرامؑ ہیں، خدا کا کلام ہے، انبیاءِ کرامؑ کا پاک و پاکیزہ کلام اور سیرت ہے۔ یہ دونوں قسم کی نشانیاں خدا کی معرفت کی تعلیم دے رہی ہیں۔ (تفہیم القرآن)

★ اِس آیت میں خدا عام گناہوں سے انتقام لینے کی دھمکی دے رہا ہے، اب بُرے گناہ کرنے والے ظالم افراد تو سمجھ لیں کہ اُن کا خدا کے سامنے کیا حشر ہو گا ؟ ★..... (تفسیر نمونہ)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا : "جو مومن اپنے مومن بھائی کی عزت پر حملہ کو دفع کرے گا اُس کا اُس خدا کا یہ حق ہو گا کہ خدا دوزخ کی آگ کو اُس کے اوپر سے ہٹا دے۔"
(تفسیر صافی صفحہ ۳۹۔ تفسیر مجمع البیان)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا : "خدا کا مومنین کی مدد کرنے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو خدا کی نافرمانی کرتا ہوا دیکھ لے۔"
★..... (تحف العقول)

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰہُ الَّذِیۡ یُرۡسِلُ (۴۸) اللہ ہی تو ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے

الرِّیٰحَ فَتُثِیۡرُ سَحَابًا تو وہ بادلوں کو اُٹھائے پھرتی ہیں۔ پھر

فَیَبۡسُطُہٗ فِی السَّمَآءِ خدا اُن بادلوں کو آسمان میں جس طرح

کَیۡفَ یَشَآءُ وَ یَجۡعَلُہٗ چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے، پھر اُنھیں

کِسَفًا فَتَرَی الۡوَدۡقَ یَخۡرُجُ مختلف ٹکڑوں کی شکل میں لاتا ہے

مِنۡ خِلٰلِہٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ پھر تم دیکھتے ہو کہ بارش کے بڑے بڑے

بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ قطرے بادل میں سے ٹپکے ہی چلے آتے ہیں۔

عِبَادِہٖۤ اِذَا ہُمۡ یَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۴۸﴾ یہی وہ بارش ہے جسے خدا اپنے بندوں میں سے

جن پر چاہتا ہے برساتا ہے، تو یکایک وہ خوش

ہو جاتے ہیں۔

وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ (۴۹) حالانکہ اس سے پہلے کہ وہ بارش

یُّنَزَّلَ عَلَیۡہِمۡ مِّنۡ قَبۡلِہٖ اُن پر برسے، وہ بالکل مایوس اور نا اُمید

لَمُبۡلِسِیۡنَ ﴿۴۹﴾ ہو چکے تھے۔

www.drhasanrizvi.com

فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ (۵۰) اب دیکھو اللہ کی رحمت کے
اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ اثرات کو، کہ مُردہ خشک پڑی
بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ ہوئی زمین کو وہ کس طرح زندہ کر دیتا
لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى ہے۔ بیشک وہی مردوں کو زندہ
كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝۵۰ کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز پر
پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

★ مطلب یہ ہے کہ اگر خدا کی خلاقی اور قدرتِ کاملہ کو پوری طرح ذہن میں تازہ رکھا جائے تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا سمجھنا قطعاً دشوار نہ ہوگا۔ ★ (تفسیر ماجدی)

★ پھر یہاں جس انداز سے بارش کا ذکر کیا گیا ہے۔ اُس میں ایک اشارہ اس حقیقت کی طرف بھی ہے کہ کسی نبیؐ کا آنا بھی انسانوں کی اخلاقی زندگی کے لیے وہی اثر رکھتا ہے جو بارش کا پانی مادی زندگی پر۔ بارش ہماری مادی زندگی کے لیے رحمت کا سامان ہوتی ہے، اِسی طرح انبیاءِ کرامؑ کا آنا ہماری اخلاق اور روحانی زندگی کے لیے عظیم رحمت ہے۔ جس طرح بارش کے آنے سے مردہ زمین لہلہا اُٹھتی ہے، اِسی طرح آسمانی وحی کے اُترنے سے اخلاق اور روحانی زندگی کی ویرانیاں ختم ہوجاتی ہیں۔ فضائلِ اخلاق کی روحانیت لہلہا اُٹھتی ہے۔ اب یہ لوگوں کی بڑی بدقسمتی ہے کہ جو وحیِ آسمانی کے پیغام کو اپنے لیے رحمت سمجھنے کے بجائے پیغامِ موت سمجھتے ہیں ★ ..... (تفہیم القرآن)

؎ جنوں کا نام خرد پڑگیا، خرد کا جنوں

قرآن کا لفظ "اُنْظُرُوْا" یعنی دیکھو سے یہ نتیجہ نکلا کہ بارش کے برسنے سے جو

www.drhasanrizvi.com

زمین زندہ ہو جاتی ہے، اُس میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار اس قدر واضح ہو جاتے ہیں کہ صرف سرسری نظر سے دیکھنے ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

* بارش کو رحمتِ الٰہی اِس لیے کہا گیا ہے کہ بارش کا نتیجہ برکت ہی برکت ہوتا ہے مثلاً بارش خشک زمین کو سیراب اور زندہ کرتی ہے۔ بارش، نباتات کو نئی زندگی عطا کرتی ہے۔
* بارش ہوا کو گرد و غبار سے پاک کر کے پورے ماحول کو صاف ستھرا کر دیتی ہے۔
* بارش ہوا کو مرطوب، ملائم اور ہلکا اور لطیف کر کے سانس لینے کے قابل بنا دیتی ہے۔
* بارش کا پانی زمین میں جمع ہو کر بعد میں چشمے کی شکل میں سال بھر تک سیراب کرتا رہتا ہے۔
* بارش سے ڈیم بنتے ہیں اور اُن سے بجلی پیدا ہوتی ہے، جو انڈسٹریز کو چلا کر لاکھوں انسانوں کو روزگار بھی فراہم کرتی ہے۔

اِس سے ثابت ہوا کہ بارش خدا کی عظیم ترین رحمت ہے

* نیز بارش زمین کو زندہ کر کے حیات بعد الموت کے منظر کو آنکھوں سے دکھا دیتی ہے۔

اس طرح بارش بہترین ذریعۂ معرفتِ الٰہی بھی ہے۔

بارش سے معلوم ہو جاتا ہے کہ موت و حیات خدا کے اختیار میں ہے

(تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا (۵۱) اور اگر ہم ایسی ہوا کو بھیج دیں فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا جس کے اثر سے وہ اپنی کھیتی کو مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ زرد ہوتا دیکھیں، تو وہ (فوراً) کفر و انکار (یا) ناشکری کرنے لگتے ہیں۔ (یہ مطلب بھی ہے کہ خدا کے رسولؐ تو خدا کی رحمت سے خدا کا پیغام لاتے ہیں مگر جب لوگ اُن کو نہیں مانتے اور اُس نعمت کا انکار کرتے ہیں، تو خدا ظالموں جابروں کے ذریعہ اُن کو سزا دیتا ہے پھر یہی لوگ خدا کو گالیاں بکنا شروع کر دیتے ہیں کہ منے اس نے یہ کیسی ظلم سے بھری ہوئی دنیا بنا ڈالی ہے۔)؟

★ مطلب یہ ہے کہ وہ خدا کو اس وقت کوسنے لگتے ہیں جب اُن پر مصیبتیں آتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ خدا نے ہم پر یہ کیسی بلائیں توڑ رکھی ہیں، حالانکہ جب خدا نے اُن پر نعمتوں کی بارش کی تھی، تو اُس وقت اُنھوں نے خدا کا شکر ادا کرنے کے بجائے، خدا کا کفر و انکارِ نعمت کیا تھا۔ پھر جب خدا اُن کے اس کفرِ نعمت کی وجہ سے بدمعاشوں اور ظالموں کو اُن کی گردنوں پر مسلط کر دیتا ہے، اور وہ جور و ستم کی چکّی میں اُن پیستے ہیں، پھر وہی لوگ خدا کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں، اور خدا پر الزام لگاتے ہیں کہ خدا نے یہ کیسی ظلم سے بھری ہوئی دنیا بنا ڈالی ہے۔ ★ ..... (تفہیم القرآن)

★ "مُصْفَرّ" کے ایک معنی "خالی" کے بھی ہیں۔ خالی برتن اور غذا سے خالی پیٹ کو، یا خون سے خالی رگوں کو بھی "صفر" کہتے ہیں۔ اِس لئے مصفر کے معنی بارش سے خالی ہواؤں کے بھی ہیں۔ ★ مفردات (امام راغب)

www.drhasanrizvi.com

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (۵۲) غرض حقیقت یہ ہے کہ آپؐ نہ تو
وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ مُردوں (مردہ جسموں) کو ہی کچھ سُنا
اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ سکتے ہیں، اور نہ اُن بہروں کو اپنی پکار
سُنا سکتے ہیں جو بیٹھ پھرا پھرا کر بھاگتے ہی چلے جا رہے ہوں۔

★ یہاں مُردوں سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے ضمیر مرچکے ہیں۔ جن کے اندر اخلاقی زندگی کی کوئی رمق تک باقی نہیں رہی ہے، جن کی ضد اور حق دشمنی نے اُن کو اس قابل ہی نہیں چھوڑا ہے کہ وہ حق بات کو سُن سمجھ سکیں۔ اور "بہروں" سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے دل و دماغ پر ایسے قفل چڑھا رکھے ہیں کہ سب کچھ سُن کر بھی وہ کچھ نہیں سُنتے۔
پھر جب ایسے لوگ یہ کوشش بھی کریں کہ حق کی بھنک بھی اُن کے کانوں تک نہ آسکے اور حق کی طرف بلانے والے کی شکل دیکھتے ہی دور بھاگنے لگیں، تو ظاہر ہے کہ پھر اُنھیں کوئی کیا سُنائے؟ اور کیسے سُنائے؟
★ ---- (تفہیم القرآن)

★ وہابی مفسرین نے اس آیت سے یہ ثابت کیا ہے کہ مُردے مطلق کچھ نہیں سُنتے، جبکہ قرآن اور حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ سخت کفار اور اعلیٰ درجہ کے مومنین عالمِ برزخ میں سنتے اور سمجھتے ہیں۔
مثلاً تمام مسلمان نماز میں جنابِ رسولِ خداؐ کو مخاطب کرکے سلام بھیجتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (یعنی "اے نبیؐ! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اُس کی برکتیں نازل ہوں۔" اگر رسولؐ نہیں سن رہے تو پھر اس سلام کو مہمل، بے معنی، لغو سمجھا جائے گا۔
رسولِ اکرمؐ کی روحِ مقدس ہم سب کے سلام کو سنتی ہے۔
★ ---- (تفسیر نمونہ)

وَمَآ اَنۡتَ بِهٰدِ الۡعُمۡىِ عَنۡ ضَلٰلَتِهِمۡ ؕ اِنۡ تُسۡمِعُ اِلَّا مَنۡ يُّؤۡمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ﴿۵۳﴾ ع ۱۲ / ۸

(۵۳) اور نہ آپ اندھوں کو اُن کی گمراہی سے ہٹا کر سیدھا راستہ دکھا سکتے ہیں۔ آپ تو صرف اُنہی کو سُنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کو دل سے ماننے پر تیار ہو کر اسلام قبول کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِىۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ ضُعۡفًا وَّشَيۡبَةً ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡقَدِيۡرُ ﴿۵۴﴾

(۵۴) اللہ ہی تو ہے جس نے تمھیں کمزور پیدا کیا، پھر کمزوری کے بعد طاقت دی، پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپے کا دور بنایا۔ (غرض خدا) وہ جو کچھ بھی چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے (کیونکہ) وہ بڑا جاننے والا اور بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔

www.drhasanrizvi.com

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ (۵۵) اور جس دن قیامت برپا ہوگی،
يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ تو گناہگار قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم تو
مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ (دنیا میں) تھوڑی سی دیر (یا) ایک
كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ ساعت سے زیادہ نہیں رہے۔ اسی طرح

وہ دنیا کی زندگی میں بھی دھوکہ کھایا کرتے تھے (کہ کوئی قیامت نہیں آئے گی، اور نہ ہمیں کبھی خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے۔)

★ آیت ۵۳ کی تشریح: مطلب یہ ہے کہ نبیؐ کا کام یہ نہیں ہوتا کہ عقل کے اندھوں کا ہاتھ پکڑ پکڑ کر اُن کی ساری عمر سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔ نبیؐ تو صرف سیدھا راستہ دکھا سکتا ہے، بتا سکتا ہے، مگر ہاتھ پکڑ کر نہیں چلا سکتا۔ (بعد تفہیم)

★ آیت ۵۴ کی تشریح: مطلب یہ ہے کہ جوانی، بڑھاپا، یہ ساری حالتیں خدا ہی کی پیدا کی ہوئی ہیں۔ یہ خدا کی مرضی اور مصلحت پر موقوف ہے کہ جسے چاہے کمزور پیدا کرے اور جسے چاہے طاقتور۔ جسے چاہے، بچپنے سے جوانی تک پہنچنے دے اور جسے چاہے جوانی میں ہی موت دیدے اور جسے چاہے شاندار جوانی کے بعد بڑھاپے میں اس طرح ایڑیاں رگڑوا دے کہ وہ دنیا والوں کے لیے عبرت کا سامان بن جائے۔ انسان چاہے کتنا ہی اکڑے مکڑے مگر وہ خدا کی قدرت کے سامنے اس طرح بے بس ہے کہ خدا اُسے جس طرح چاہے رکھ سکتا ہے۔ (تفہیم)

★ آیت ۵۵ کی تشریح: امام رازی نے لکھا کہ: وہ لوگ قیامت کے دن، برزخ کے قیام کو صرف ایک گھنٹہ سمجھ رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو جہنم میں جانے والے ہیں۔ اُن کو پتہ ہے کہ جہنم کے مقابلے میں برزخ کا عذاب بہت ہلکا ہے۔ اس لئے برزخ کا قیام اُن کو بہت کم وقت کا لگ رہا ہے جبکہ جنّتی لوگوں کو جنّت کی عظیم نعمتوں کا علم ہے، اُن کو برزخ کا قیام بہت طولانی معلوم ہوگا۔

(تفسیر کبیر) ....★

www.drhasanrizvi.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ	(۵۶) مگر وہ جنہیں علم اور ایمان عطا
وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ	ہوا تھا، کہیں گے کہ "خدا کی تحریر یا
فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ	قانون (کے مطابق)، تم قیامت کے
الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ	دن تک پڑے رہے ہو۔ اب یہی
الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ	دوسری زندگی کا دن ہے، یا یہی
لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾	حشر کا دن ہے۔ مگر تم جانتے نہیں تھے۔"

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا نے خدا کے حکم کی بناء پر اسی قاعدے کے مطابق امامتِ کبریٰ کے عہدے کو حضرت امام علی علیہ السلام کے سپرد فرمایا تھا۔ اور آئندہ بھی اُنہی کی اولاد میں خدا کے چنے ہوئے لوگوں کے لیے امامت کا عہدہ قرار دیا۔ پھر اُنہی اماموں کو خدا ہی نے علم و حکمت، ایمان و معرفت عطا فرمائی، اور اُنہی اماموں کی شان میں یہ آیت اُتری ہے۔ ★ ... (تفسیر صافی صفہ ۳۹۱، اصول کافی، عیون الاخبار الرضاؑ)

★ بظاہر اِس آیت سے عذابِ قبر کی نفی ہوتی معلوم ہو رہی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ عذابِ قبر کسی خاص مدّت تک کے لیے ہوتا ہے۔ اس مدّت کے ختم ہو جانے کے بعد بے خبری کا عالم ہوتا ہے اِس لیے اِس آیت سے عذابِ قبر کی نفی نہیں ہوتی ★ (مجمع البیان)

★ نیز یہ کہ: یہ کافروں کی حالت کا بیان ہے، ممکن ہے کہ مومنین پر بے خبری طاری نہ رہتی ہو۔ وہ وادی السّلام میں جنّت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ بمطابق حدیثِ رسولؐ (فصل الخطاب)

www.drhasanrizvi.com

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ (۵۷) پس وہی دن ہو گا جس دن
ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا ظالموں کا معافی مانگنا کچھ کام نہ آئے
هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝ گا، اور نہ ہی اُن سے معافی مانگنے
کی تلافی کا کوئی موقع دیا جائے گا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ (۵۸) غرض ہم نے اِس قرآن میں
فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ لوگوں کے لیے قسم قسم کی مثالیں اور
كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ مضامین پیش کیے ہیں، اگر آپ اُن
بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ کے پاس کوئی آیت یا معجزہ لے آئیں
كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تو جو لوگ حق کے منکر ہیں، وہ صرف یہی
مُبْطِلُوْنَ ۝ کہیں گے کہ تم لوگ تو صرف غلط راستے پر ہو۔

آیت ۵۸ کی تشریح : ایک طرف تو کفّار معجزوں کی فرمائشوں پر فرمائشیں کرتے ہیں، مگر دوسری طرف معجزے دیکھ کر مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم ایک جادوگر کے چکر میں پڑے ہوئے ہو۔ (تفسیر ماجدی)

"خوئے بدرا بہانہ بسیار" : (بُرے کام کے لیے بے شمار بہانے ہوتے ہیں۔)

www.drhasanrizvi.com

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى (۵۹) اِس طرح اللہ مہر لگا دیا کرتا ہے
قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ اُن لوگوں کے دلوں پر جو بے علم ہیں۔
فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ (۶۰) پس تم صبر و تحمّل سے کام لو،
حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ یقیناً اللہ کا وعدہ سچّا ہے، اور وہ
الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ لوگ جو "اللہ پر" یقین نہیں ع۶

رکھتے، تم کو ہرگز ہلکا، کمزور یا بے برداشت نہ کردیں۔ (یعنی حق کے دشمن تم کو ایسا ہلکا اور کمزور نہ پائیں کہ اُن کے شور و غوغا، مخالفت، طعنوں، فقروں یا ظلم و ستم سے تم دب کر مرعوب ہوجاؤ اور تمھاری ہمّتیں پست ہوجائیں، اور وہ تمھیں ہلکا سمجھنے لگیں۔)

آیت ۵۹ کی تشریح خدا کی طرف سے دلوں اور عقلوں پر مہر لگنے کا اصل سبب حق دشمنی ہوتا ہے، اور حق دشمنی کا سبب تکبّر اور ضد ہوتا ہے، یا ذاتی مفادات ہوتے ہیں۔ اِن چیزوں سے قبولِ حق کی طلب بھی ختم ہوجاتی ہے، اور استعداد بھی۔

نہ رہے بانس، نہ بجے بانسری

اب کیوں کہ خدا کا اصول یہی ہے کہ جس نعمت کی ناشکری کی جاتی ہے، وہ نعمت چھین لی جاتی ہے، اِس لیے

www.drhasanrizvi.com

حق دشمنی کی وجہ سے طلبِ حق کی نعمت، اور عقل دشمنی کی وجہ سے عقل و خرد کی نعمت چھین لی جاتی ہے۔ کیوں کہ حق دشمنی اور عقل دشمنی کی وجہ سے انسان حق کو جھٹلاتا ہے، اس لئے اس سے حق کی طلب اور محبت بھی چھین لی جاتی ہے اور عقل کی وہ صلاحیتیں بھی چھین لی جاتی ہیں جن کو استعمال کرکے انسان حقیقتوں کو سمجھ سکتا ہے۔ بس اسی کو مہر لگنا کہتے ہیں، پھر عقل کام کرنا بند کردیتی ہے۔

(تفسیر ماجدی) ...... *

آیت ۶۰ کی تشریح: مطلب یہ ہے کہ: اے مسلمانو! حق دشمن تم کو ایسا کمزور نہ پائیں کہ تم اُن کے شور و غوغا سے دب جاؤ، یا اُن کی الزام تراشیوں سے تم مرعوب ہو جاؤ، یا اُن کے طعنوں اور استہزاء سے تم پست ہمّت ہو جاؤ، یا اُن کی دھمکیوں اور طاقت کے مظاہروں اور ظلم و ستم سے تم ڈر جاؤ، یا اُن کے دیئے ہوئے لالچوں سے تم پھسل جاؤ، یا قومی مفادات کے جھوٹے نعروں سے متاثر ہو کر تم اُن سے مصالحت کرنے پر اُتر آؤ۔ کوئی خطرہ، کوئی نقصان یا کوئی تکلیف تمھیں خدا کے راستے سے نہ ہٹا سکے، اور نہ دین کے مقابلے میں تم سودے بازی کرو۔ اتنی بڑی بات کو قرآن نے صرف اس ایک جملے میں بند کر دیا ہے کہ: "یہ بے یقین لوگ کہیں تم کو ہلکا نہ پائیں۔"

(تفہیم القرآن) ...... *

* تاریخ گواہ ہے کہ جناب رسولِ خداؐ اور اہلِ بیتِ رسولِ خداؐ دنیا پر ویسے ہی بھاری ثابت ہوئے جیسا خدا اُن کو دنیا میں بھاری بھرکم دیکھنا چاہتا تھا۔ اُن لوگوں سے جنھوں نے جب بھی زور آزمائی کی، اُسی میدان میں مات کھائی۔ * (مؤلف)

* **آیت کا پیغام** یہ ہے کہ اے رسولؐ! حق کے منکر اور کافر کیوں کہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اور گمراہ ہیں، اس لیے اُن سے یہ توقع ہے کہ وہ آپؐ کو تکلیفیں دیں، مگر آپؐ کو اُن پر غصہ نہ آنا چاہیئے۔ آپؐ اُن کی گھٹیا حرکتوں سے مرعوب نہ ہوں۔ آپؐ تو استقلال کے ساتھ اپنا کام کیے جائیں۔

*...... (تفسیر صافی صـ ۳۹۲) (سورۂ روم کی تشریح ختم ہوئی)

www.drhasanrizvi.com

۳۱

سورۃ لقمان

فضائل اور روحانی خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سورۂ لقمان کو سمجھ کر پڑھے گا حضرت لقمانؑ کے ساتھ قیامت میں ہوگا۔ حضرت لقمانؑ اُس کے دوست و رفیق ہوں گے اور جتنے آدمیوں نے اچھے بُرے کام کیے ہوں گے اُن کی تعداد کے برابر نیکیاں دی جائیں گی۔"

★...... (تفسیر مجمع البیان جلد ۸ صفحہ ۳۱۲)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص رات کے وقت سورۂ لقمان کو سمجھ کر پڑھے گا، خداوندِ کریم تیس ۳۰ فرشتوں کو اُس کی حفاظت پر معین فرما دیں گے

★ اور اگر دن میں پڑھے گا تو تیس ۳۰ فرشتے دن بھر اُس کی حفاظت کرتے رہیں گے، اور

★ اُس کو شیاطین کے لشکروں سے بچاتے رہیں گے۔"

★...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۴ صفحہ ۱۹۳)

★ صرف زبانی بغیر سوچے سمجھے اِس سورۃ کو پڑھنے سے یہ فضیلتیں نہیں مل سکتیں۔

★...... (تفسیر نمونہ جلد ۱۷ صفحہ ۲۷)

★ ★ ★ ★ ★

www.drhasanrizvi.com

آیاتها ۳۴ — # سورة لقمٰن مکیة — رکوعاتها ۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کی مدد مانگتے ہوئے. جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

★★★★

الٓمّٓ ⓵ (۱) الف۔ لام۔ میم

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ⓶ یہ آیتیں ہیں حکمت بھری کتاب کی۔

★ خداوندِ عالم کا اپنی کتاب کی آیتوں کو "تِلْكَ اٰيٰتُ" فرمانا یعنی: "یہ آیتیں" جبکہ تِلْكَ عربی زبان میں دور کے اشارے کے لیے آتا ہے، اور ساتھ ساتھ یہ بات بتانے کے لیے آتا ہے کہ جن کی طرف اشارہ "تِلْكَ" کے لفظ سے کیا جاتا ہے وہ ہمیشہ اہم اور عظیم چیز، بہت ارفع و اعلیٰ اور نہایت بلند مقام کی حامل ہیں۔ (مفردات امام راغب، تفسیر کبیر)

★ پھر قرآن کی آیات کو حکیم اس لئے بھی فرمایا کہ (۱) اس میں بیحد حکمتیں اور بہت گہری عقلمندی کی باتیں اور دلیلیں ہیں (۲) نیز یہ بھی مطلب ہے کہ قرآن کی آیات میں باطل، جھوٹ اور غلط باتیں کسی طرف سے بھی داخل نہیں ہوسکتیں، (۳) ان آیات میں جو باتیں بیان کی جاتی ہے وہ بالکل ٹھیک اور درست ہیں۔ گویا یہ لفظ لَهْوَ الْحَدِيْثِ (یعنی) لغو اور بیہودہ باتوں کی ضد ہے۔ ★ (تفسیر کبیر، کشاف، تفسیر نمونہ اور تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

هُدًى وَّرَحۡمَةً لِّلۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ﴿۳﴾ جو ہدایت اور رحمت ہے اچھے کام کرنے والوں کے لیے۔

اصل مقصد

★ اس آیت میں قرآن کے نازل ہونے کا اصل مقصد بیان فرمایا ہے۔

(۱) یہ قرآن نیک لوگوں کے لیے سراسر ہدایت (۲) اور رحمت ہے

★ ہدایت کے ذریعے انسان حقیقت کو معلوم کرتا ہے۔

★ صحیح عقیدے اور نظریات اخذ کرتا ہے۔

اور پھر اس صحیح عقیدے کے نتیجے میں اچھے اچھے کام انجام دیتا ہے اور اس طرح خدا کی رحمتوں اور حقیقی نعمتوں کا حقدار بن جاتا ہے۔

★ قرآن میں کہیں "قرآن کو محسنین" کے لیے ہدایت اور رحمت فرمایا ہے، اور کہیں

★ "مومنین" کے لیے ہدایت اور رحمت فرمایا ہے۔ ——— اور کہیں

★ "متقین" کے لیے ہدایت فرمایا ہے۔ اصل میں یہ ایک ہی حقیقت کی مختلف تعبیریں ہیں۔ "تقویٰ" کے بغیر انسان حقیقتوں کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوتا جب حق کو قبول کرلیتا ہے تو مومن بن جاتا ہے۔ پھر جب ایمان کے منطقی تقاضوں پر عمل کرتا ہے تو "محسن" یعنی نیکوکار بن جاتا ہے، اور جب برائیوں سے علاً بچنے لگتا ہے تو صحیح معنی میں "متقین" میں شامل ہوجاتا ہے اور اس طرح خدا کی رحمتوں کا حقدار بن جاتا ہے۔

★ ..... (تفسیر کبیر، تفسیر نمونہ، تفسیر مجمع البیان، تفسیر کشاف)

www.drhasanrizvi.com

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ (۴) جو نماز (مراد حقوق اللہ) کو پابندی

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ — سے ادا کرتے رہتے ہیں، زکوٰۃ(۲)،

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ — (مراد انسانوں کے حقوق) ادا کرتے رہتے ہیں

اور آخرت کی زندگی پر پورا یقین رکھتے ہیں۔

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ — (۵) یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کی طرف سے

رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ — سیدھے راستے پر ہیں، اور یہی لوگ ہر طرح کی

الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵ — بہتری، مکمل، بھرپور ابدی حقیقی کامیابی

حاصل کرنے والے ہیں۔

"محسنین" کے تین اوصاف

یعنی نیک لوگوں کی تین علامتیں ہوتی ہیں۔

(۱) جو نماز کو پابندی سے ادا کرتے ہیں اور دوسروں کو نماز پڑھنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ یہ معنی نماز کو قائم کرنے کے ہیں۔ یعنی وہ خدا کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ (۲) وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں یعنی بندوں کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ (تفسیر فصل الخطاب، مجمع البیان) ★ (۳) آخرت پر پورا پورا یقین رکھتے ہیں۔ اس طرح وہ ہر برائی سے بچنے والے اور ہر فریضے کو ادا کرنے والے بن جاتے ہیں۔ اسی لیے آیت نمبر ۵ میں فرمایا: "وہی لوگ اپنے پالنے والے مالک کی (بھیجی ہوئی) ہدایت پر ہیں اور وہی حقیقی بھرپور کامیابی اور نجات پانے والے ہیں۔" (القرآن)

★ "اُولٰٓئِكَ" کا لفظ عربی ادب کے اعتبار سے کلمۂ حصر ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ نجات اور بھرپور کامیابی پانے والے لوگ بس یہی ہیں کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کا بھی حق ادا کرتے ہیں اور خدا کے بندوں کا بھی۔ اور خدا کے سامنے حساب دینے کا بھی پورا احساس رکھتے ہیں۔

www.drhasanrizvi.com

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ (۶) (ان کے برعکس) انسانوں ہی میں
يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ کوئی ایسا بھی ہوتا ہے جو بے فائدہ
لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللہ سے غافل کر دینے والی باتوں
اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا "لَهْوَ الْحَدِيْثِ" کا خریدار ہوتا ہے
هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے بغیر
عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝۶ کسی علم و واقفیت کے بھٹکا دے اور
اس دعوتِ حق کو ہنسی مذاق بنا کر اُڑا دے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ جن
کے لیے سخت ذلیل کرنے والی سزا ہے۔

شانِ نزول

یہ آیت نضر بن حارث کے بارے میں اُتری ہے۔ یہ ایک تاجر تھا جو اکثر ایران کا سفر کیا کرتا تھا۔ واپس آکر کہا کرتا تھا کہ محمد ص تمھیں عاد و ثمود کے قصے سناتے ہیں، اب میں تمھیں رستم اور اسفندیار کے قصّے کہانیاں سناؤں گا۔ لوگ اُس کے گرد بیٹھ جاتے اور وہ مزے لے لے کر سلاطینِ عجم کی داستانیں اور معاشقے سنایا کرتا۔

★...... (تفسیر کبیر۔ تفسیر نمونہ)

★ دوسرے مفسرین نے یہ لکھا کہ یہ آیت اُس شخص کے بارے میں اُتری ہے جس نے ایک لونڈی خریدی ہوئی تھی جو دن رات اُسے گانے سنایا کرتی تھی۔

★...... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

★ جنابِ رسولِ خدا صلعم نے ارشاد فرمایا: "گانے والی کنیزوں کو خریدنا، بیچنا اور اس طریقے سے دولت کمانا حرام ہے۔"
★...... (الحدیث از تفسیر مجمع البیان، نور الثقلین)

لَھْوَالْحَدِیْثِ

سے مراد (۱) من گھڑت باطل قصے کہانیاں، داستانیں جو خدا سے غافل کر دیں۔ (۲) بیہودہ موسیقی، گانا بجانا۔ (۳) بیہودہ گندی باتیں۔ (۴) خدا کی آیتوں کا مذاق اُڑانا۔ (۵) فضول، بے فائدہ باتیں۔ (۶) فحش گالیاں۔
(۷) بے حقیقت باتیں۔ (۸) غیر مفید مشغلے (۹) فضول بکواس۔
★..... (تفسیر کبیر۔ تفسیر نمونہ، تفسیر بیضاوی، کشاف، فصل الخطاب)

★ لَھْوَالْحَدِیْثِ: یعنی "فضول تفریحی باتوں" سے مراد ایسی باتیں ہیں کہ جن کی نہ تو کوئی اصل یا حقیقت ہو، اور نہ کوئی فائدہ ہو۔ غرض فضول گوئی مراد ہے۔
★..... (تفسیر صافی صـ۳۹۲)

★ نیز اس سے مراد گانا بجانا بھی ہے۔ شراب خوری اور ہر قسم کی لہو و لعب بھی مراد ہے۔
★..... (تفسیر علی بن ابراہیم، تفسیر قمی، تفسیر مجمع البیان)

★ غرض لھو ولعب سے مراد گانا بجانا، فضول بکواس کرنا، اور ہر ایسا غیر مفید مشغلہ بھی اس میں شامل ہے جو حق کی طرف سے بے رغبتی پیدا کرے
★...... (تفسیر بیضاوی)

غنا یا موسیقی کے بارے میں

علمائے اہلِ سنّت میں بہت اختلاف ہے معتدل سنّی فقہاء ایسی ہلکی موسیقی کو جو وحشت (بوریت) کو دور کر دینے کے لیے ہو، جائز سمجھتے ہیں۔
★...... (سرخسی، عینی، عنایہ، روح المعانی)

★ اگر کلام حکیمانہ ہو اور مضامین اخلاق و معرفت کے ہوں تو ایسی موسیقی اکثر سنّی علماء کے نزدیک جائز ہے۔ ★... (تفسیر روح المعانی)

www.drhasanrizvi.com

★ لیکن جو گانا بجانا، شہوتِ نفس کو اُبھارنے والا ہو، دینِ حق سے روکنے والا ہو، فرائضِ الٰہی سے غفلت دلانے والا ہو، حرام کی طرف رغبت دلاتا ہو، دینِ الٰہی کی تحقیر کرتا ہو، وہ یقیناً صرف گناہ ہی نہیں، بلکہ کفر کے درجے میں ہے۔

★ ...... (متفق علیہ)

★ فقہاءِ جعفریہ کے نزدیک جنگلی موسیقی یا شادی بیاہ کے موقع پر دف وغیرہ بجانا جائز ہے۔ قومی ملی نغموں کو بھی اور ہلکی موسیقی کو بھی اکثر فقہاء نے جائز قرار دیا ہے۔

★ غرض فقہاءِ جعفریہ کے نزدیک بھی مقصد پیشِ نظر ہے۔ اسی لیے مملکتِ اسلامی ایران میں ٹی۔وی پر ہلکی موسیقی بجائی جاتی ہے۔

★ البتہ دوسری قسم کی موسیقی کے جواز پر کوئی فتویٰ موجود نہیں۔

★ .... (مؤلف)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "گانے بجانے اور لہو ولعب کی محفل پر خدا لطف و مہربانی کی نگاہ نہیں ڈالتا۔ یہ محفلیں اسی آیت "لھو الحدیث" کی مصداق ہیں۔"

★ ..... (وسائل الشیعہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۸ باب التحریم الغناء)

★ غرض "لھو الحدیث" کے وسیع معنی ہیں۔ اس میں (۱) ہر وہ کام شامل ہے جو خدا اور آخرت، فرائض اور منکرات سے غافل کردے۔

(۲) انسان کو برائیوں کی طرف کھینچ لے جاتے۔

(۳) شہوتوں کو اُبھارنے والی آوازیں۔

(۴) خدا کی آیتوں کا مذاق اُڑانا (۵) ایمان کو کمزور کردینے والی باتیں (۶) ہوسناک عشقیہ اشعار۔ (۷) گندی فحش باتیں۔

★ .... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

★ قرطبی نے لکھا کہ: "عورتوں کے بارے میں عشقیہ اشعار جو اُن کے حسن و جمال اور عشق و معاشقے، چال ڈھال پر مبنی ہوتے ہیں اور جن میں شراب و کباب کی خوب خوب تعریفیں کی جاتی ہیں۔ اور موسیقی پر گاتے بجائے جاتے ہیں، تمام علماء کے نزدیک متفقہ طور پر مذموم، حرام اور لھوالحدیث کے مصداق ہیں۔

لیکن وہ اشعار جو عید یا شادی یا اور کسی خوشی کے موقع پر پڑھے جاتے ہیں اور جن کا مقصد ہوس رانی کے بجائے اداسی خوشی حاصل کرنا ہوتا ہے، جائز ہیں۔ جیسے جنگِ خندق کے موقع پر اشعار پڑھے جاتے تھے، یا قافلوں کو چلانے کے لیے (حُدی) حجۃ الوداع کے موقع پر اشعار پڑھے گئے تھے۔ مثلاً حُدی خوانی مخصوص آوازوں میں گایا کرتے تھے۔ یہ اشعار بھی اس میں شامل نہیں ہیں۔ ایسے اشعار مذہبی جلسوں اور جشنوں اور عزاداری کے موقع پر گائے جاتے ہیں، جائز ہیں۔

★...... (تفسیر قرطبی)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ہر باطل، جھوٹ، غلط بات بھی غنا ہے۔"

★ نیز فرمایا: "قولِ زُور سے مراد گانا ہے۔"

★...... (وسائل الشیعہ جلد ۱۲ صفحہ ۲۲۵)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "لھوالحدیث سے مراد راگ رنگ بھی ہے۔"

★...... (وسائل الشیعہ جلد ۱۲)

★ حضرت جابرؓ بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "شیطان ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے گانا گانا شروع کیا۔"

★...... (وسائل الشیعہ جلد ۱۲)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "گانا بجانا نفاق کو پروان چڑھاتا ہے

www.drhasanrizvi.com

فقر و فاقہ اور بدبختی و نحوست کو لاتا ہے۔

★...... (وسائل الشیعہ جلد ۱۲)

★ نیز فرمایا: "جس گھر میں گانا گایا یا سنا جاتا ہے، وہ گھر بلاؤں کا مسکن بن جاتا ہے اُس گھر میں دعاء قبول نہیں ہوتی، اور نہ فرشتے اُس گھر میں داخل ہوتے ہیں، اور وہ گھر خدا کی رحمتوں سے محروم رہتا ہے۔

★...... (وسائل الشیعہ جلد ۱۲)

★ نیز فرمایا: "جو شخص گانے بجانے والی عورت (یا مرد) کو اُجرت دیتا ہے یا اُس کی کمائی کھاتا ہے، ایسے سب لوگ ملعون ہیں، خدا کی رحمت سے دور ہیں۔

(وسائل الشیعہ)

سنّی مفسرین نے لکھا: جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "گانے والی عورتوں کو گانے بجانے کی تعلیم دینا جائز نہیں، ایسی کنیزوں کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں۔ جو چیز اِس کے بدلے میں کمائی جائے وہ حرام ہے۔

★...... (تفسیر درِ منثور)

★ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "گانا بجانا، راگ رنگ دل میں نفاق کو اس طرح پروان چڑھاتا ہے جیسے پانی سبزے کو۔"

★...... (تفسیر روح المعانی)

مگر "غنا" کے دو معنی ہیں (۱) عام معنی (۲) خاص معنی۔

(۱) عام معنی میں گانے بجانے سے مراد شہوت کو بھڑکانے والے فسق و فجور والی آوازیں اور سُر ہیں یہ حرام "غنا" ہے

(۲) غنا کے خاص معنی میں حلال غنا شامل ہے یعنی ایسی اچھی آوازیں جو فساد، فسق و فجور، شہوت رانی کو بیدار نہ کریں، مثلاً حماسی یعنی جنگی نغمے، ملّی نغمے، ان پر حرام کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔

★...... (تفسیر نمونہ جلد ۱۷)

www.drhasanrizvi.com

★ مگر اس میں کوئی اشکال نہیں ہے کہ جو اشعار یا موسیقی جنسی جذبات کو بھڑکائیں وہ یقیناً حرام ہیں۔
.... (تفسیر نمونہ)

غیر ملکی اخبارات

غیر ملکی اخبارات کی رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ:
"گانا بجانا انسان کو زناکاری، شراب خوری حتیٰ کہ قتل تک لے جاتا ہے۔
کسی محفل میں گانا ہو رہا تھا کہ جوانوں کے جذبات اس قدر بھڑک اٹھے کہ لڑکے، لڑکیوں پر بے قابو ہو کر ٹوٹ پڑے۔"
★...... (غیر ملکی اخبارات کی رپورٹ)

★ امیرالمومنین حضرت امام علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "ہر وہ چیز جو انسان کو خدا کی یاد سے غافل کر دے، قمار یا جوئے کے حکم میں ہے۔"
★...... (وسائل الشیعہ جلد ۱۲)

★ جو کتابیں انسانی اعصاب پر لکھی گئی ہیں، ان میں لکھا ہے کہ: "موسیقی باز اور موسیقی کے رسیا حرکتِ قلب بند ہونے کی وجہ سے مر سکتے ہیں۔" کچھ لوگ نفسیاتی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں، کچھ اپنی عقل کھو بیٹھتے ہیں۔ (غیر ملکی اخبارات کی رپورٹ)

★ آخری زمانہ میں سب سے بڑی چیز

جناب رسولِ خداؐ نے سلمان فارسیؓ سے فرمایا:
"اے سلمانؓ! آخری زمانہ میں سب سے بڑی چیز جو رونما ہوگی وہ قرآن مجید کو گا گا کر پڑھنا ہوگا۔"
نیز فرمایا کہ "قرآن مجید کو عربی لحن میں پڑھو علاوہ ازیں اُس صوت و لحن اور آواز میں نہ پڑھو جو لحن و صوت اہلِ فسق و فجور کا ہے، اس لئے کہ یہ گناہانِ کبیرہ میں سے ہے۔ ★ (عین الحیٰوۃ (فارسی)، علامہ مجلسیؒ)

شعر و شاعری

آنحضرتؐ نے فرمایا: "شبِ جمعہ اور روزِ جمعہ شعر مت پڑھو چاہے وہ اشعار حق ہی کیوں نہ ہوں، روزے میں، احرام میں، خانہ کعبہ میں بھی شعر نہ پڑھو، جو یہ گناہ کرے گا، اس کے نیک اعمال جو اُس دن اُس نے کیے ہیں ضائع ہو جائیں گے، اور نماز بھی قبول نہ ہوگی۔ اُس دن درود بکثرت پڑھو۔" مفاتیح الجنان، انوار النجف

وَاِذَا تُتۡلٰى عَلَيۡهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا كَاَنَّ فِىۡۤ اُذُنَيۡهِ وَقۡرًا‌ ۚ فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۷﴾

(۷) اور جب اُس کے سامنے ہماری باتیں، دلیلیں اور آیتیں پڑھی جاتی ہیں، تو وہ تکبر سے منھ پھیر لیتا ہے۔ گویا اُس نے سنا ہی نہ ہو، جیسے کہ اُس کے کان ہی بہرے ہیں، تو آپ اُس کو ایک سخت تکلیف دینے والی سزا کی خوشخبری سنا دیجیے۔

اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ جَنّٰتُ النَّعِيۡمِۙ ﴿۸﴾

(۸) مگر جن لوگوں نے ابدی حقیقتوں کو دل سے مان کر ایمان قبول کیا اور اچھے اچھے کام بھی کرتے رہے، اُن کے لیے نعمت بھرے جنت کے سرسبز و شاداب گھنے باغات ہیں۔

آیت کی تشریح: حق سے روگردانی کے کئی اسباب ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا سبب دُنیوی مفادات ہوا کرتے ہیں اور اس سے بڑا سبب تکبر ہوا کرتا ہے۔ یہ دونوں عظیم ترین گناہ ہیں۔ تکبر اور مفادات کی وجہ سے انسان حق کی باتوں کو سن کر اَن سُنی کر دیا کرتا ہے۔ ★ .... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝	(۹) جن میں وہ (ہمیشہ ہمیشہ) رہیں گے۔ یہ اللہ کا سچا پکّا اور حتمی وعدہ ہے، اور وہ زبردست طاقت والا، عزت والا اور گہری مصلحتوں کے مطابق، سمجھ بوجھ کے ساتھ، بالکل ٹھیک ٹھیک کام کرنے والا ہے۔
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا	(۱۰) (مثال کے طور پر) اُس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے پیدا کیا، جو تم خود دیکھ رہے ہو۔ پھر اُس نے زمین میں پہاڑوں کو رکھ دیا (قائم کردیا) تاکہ وہ تمھیں لیے ہوئے ڈانواں ڈول ہو کر لڑھک نہ جائے۔ پھر اُس نے زمین میں ہر قسم کے چلنے پھرنے والے (جانور)

www.drhasanrizvi.com

مِنۡ كُلِّ زَوۡجٍ كَرِيۡمٍ ﴿۱۰﴾ پھیلا دیے۔ پھر ہم نے آسمان سے پانی اُتارا اور اُس سے زمین میں قسم قسم کی عمدہ چیزیں اُگا دیں۔

★ آسمانوں کا بغیر کسی ستون کے قائم رہنا بھی خدا کی قدرت کا ایک نمونہ ہے۔

★ ...... (تفسیر ابن عباسؓ)

جدید علوم کی روشنی میں

★ اس آیت کی یہ تفسیر ہو گی کہ تمام عالمِ افلاک میں یہ بے حد و بے حساب عظیم الشان تارے اور سیارے اپنے اپنے غیر محسوس سہاروں سے قائم ہیں۔ کوئی تار یا ستون نہیں ہے کہ جس نے ان کو اٹھا رکھا ہو۔ صرف قانونِ جذب و کشش ہے جو اس پورے نظام کو تھامے، اُٹھائے اور سنبھالے ہوئے ہے، ہو سکتا ہے کہ علم کے اضافے کے بعد اس آیت کی کچھ اور تفسیر کی جا سکے۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

★ فرزندِ رسولِ خدا ؐ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "خداوندِ حکیم نے ارشاد فرمایا: "اُس نے بغیر ستون کے آسمانوں کو قائم کر رکھا ہے جن کو تم دیکھ نہیں سکتے"۔

پس معلوم ہوا کہ ستون ہیں مگر تم اُنھیں دیکھ نہیں پاتے"۔

★ ...... (تفسیر برہان)

خاص نکات

غور فرمائیں کہ جب تک آسمانوں، پہاڑوں اور زمین کی پیدائش کا ذکر تھا تو غائب کے صیغے میں بیان فرمایا، لیکن جب بارش کا ذکر تو متکلم کا صیغہ استعمال فرمایا کہ: "ہم نے آسمان سے پانی اُتارا اور ہم نے زمین سے نباتات اُگائی"۔ اس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ بارش کا برسنا اور نباتات کا اُگنا خدا کی خاص نعمت ہے۔ (۲) پھر نباتات میں جوڑوں کا بیان قرآن کے علمی معجزات میں سے ایک معجزہ ہے۔ عالمِ نباتات میں مادّے کا ہونا آج سائنس سے معلوم ہوا ہے۔ (۳) پھر آخر میں اگلی آیت میں مشرکوں سے یہ سوال کر کے کہ: "مجھے دکھاؤ کہ تمہارے خداؤں نے کیا پیدا کیا ہے"؟ شرک کی جڑ بنیاد کو کاٹ کر رکھ دی۔ (۴) اس طرح خدا نے ثابت کر دیا کہ خالق صرف ایک ہے، اب بھی صرف خدا کی ذات ہے، اور وہی مدبّرِ عالم بھی ہے۔

★ (تفسیر نمونہ۔ تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ (۱۱) یہ تو ہے اللہ کی تخلیق، اب تم مجھے
مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دکھاؤ کہ اُن دوسروں نے کیا کچھ پیدا کیا؟
دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ ظالم لوگ
فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۱﴾ کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ ع ۱/۱۱
وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ (۱۲) اور (دوسری مثال یہ ہے کہ) ہم نے
اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ لقمان کو حکمت عطا کی کہ اللہ کا شکر
یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ ادا کرتے رہو (کیونکہ) جو کوئی بھی خدا
لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ کا شکر ادا کرے گا وہ اُس کے اپنے
اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾ ہی فائدے کے لیے ہوگا، اور جس نے
کفرِ نعمت کیا (یا) خدا کی نعمتوں کا انکار یا ناشکری کی، تو یہ حقیقت ہے
کہ اللہ کو کسی چیز کی کوئی احتیاج نہیں (کیونکہ) وہ تو از خود قابلِ
حمد ہے۔ خواہ کوئی اُس کی حمد کرے یا نہ کرے، کائنات کا ذرہ ذرہ اُس کے کمال و جمال
کی ہمہ وقت حمد کر رہا ہے

حکمت سے مراد : (۱) علمِ صحیح اور عملِ صحیح ہے۔ ✦ (تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا ﷺ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"یہاں "حکمت" سے مراد (۲) "عقل و فہم" ہے۔"

★ ...... (تفسیر صافی صہ ۳۹۲، الکافی، تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ فرزندِ رسولِ خدا ﷺ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"حکمت" سے مراد (۳) اپنے زمانے کے امام کو پہچاننا بھی ہے۔"

★ ...... (تفسیر قمی)

★ نیز امام علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "ہر نعمت کا شکر ادا کرنا، خواہ وہ نعمت کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو، اللہ کی حمد کرنا ہے۔"

★ ...... (تفسیر صافی صہ ۳۹۲ بحوالہ کافی)

★ خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا: "ہم نے لقمان کو حکمت عطا فرمائی اور ان سے کہا خدا کا شکر ادا کرو" (۴) اس سے معلوم ہوا کہ حکمت یا عقلمندی یا گہری سمجھ کا اوّلین تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے خالق و مالک و رازق، نفع پہنچانے والے کا شکریہ ادا کرے کیوں کہ شکریہ ادا کرنے سے نعمتوں (۵) میں اضافہ بھی ہوتا ہے اور (ب) نعمتیں باقی بھی رہتی ہیں (ج) اور یہ فطرتِ سلیمہ کا عین تقاضا بھی ہے اور عین حکمت بھی (۶) اس کے علاوہ "حکمت" کے معنی ہیں "کائنات کو جاننا۔ اور (۷) حقائقِ قرآن کو پہچاننا بھی شامل ہے۔ (۸) خدا کی معرفت حاصل کرنا بھی "حکمت" ہے۔

یہ تمام چیزیں ایک دوسرے سے مختلف نہیں ہیں۔ نہ اِن میں کوئی تضاد ہے ایک کا تعلق دوسرے سے قائم ہے۔

نکتہ کی بات | یہ ہے کہ "شکر" مضارع کے صیغے میں استعمال ہوا ہے دوام اور استمرار کو بتاتا ہے۔ اور "کفر" ماضی کے صیغے میں استعمال ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک دفعہ بھی کفر کیا تو عذابِ الٰہی میں گرفتار ہو سکتا ہے جبکہ شکر کو ہمیشہ جاری رہنا چاہیئے اس لیے کہ خدا کی نعمتیں مسلسل آ رہی ہیں، اور شکر ادا کرنے سے انسان ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔

★ ...... (تفسیر نمونہ)

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ (۱۳) اور جب لقمانؑ نے اپنے بیٹے
وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ سے نصیحت کرتے ہوئے کہا اے
لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ میرے بیٹے! خدا کے ساتھ کسی کو شریک
الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ (۱۳) نہ کرلینا (کیونکہ) حقیقت یہ ہے کہ
شرک بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

★ فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ہے کہ: "جس شخص پر خدا نے نعمتیں اُتاریں اور اُس نے یہ بات دل سے پہچان لی کہ یہ نعمتیں خدا کی دین کی وجہ سے ہیں، تو گویا اُس نے اُس نعمت پر خدا کا شکر ادا کر دیا۔ ★ ..... (تفسیر نور الثقلین)

★ حضرت لقمانؑ کے بارے میں اختلاف ہے کہ وہ نبی تھے یا نہ تھے۔ یہ خیال بھی ہے کہ وہ صرف ایک دانشمند اور نیک انسان تھے۔ ★ (بقول ابن عباس۔ قتادہ، عکرمہ از تفسیر کبیر، تفسیر ابن عباس)

★ مگر خدا کا یہ کہنا کہ "ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی" اور پھر خدا کا ان سے مخاطب ہونا بتاتا ہے کہ وہ نبی تھے۔
★ ..... (فصل الخطاب) (ذاتی رائے)

ظلم کی قسمیں:

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "ظلم تین طرح کا ہوتا ہے۔
(۱) ایک ظلم ایسا ہے جسے خدا معاف کر دے گا۔ (۲) دوسرا ظلم وہ ہے جسے خدا ہرگز معاف نہ کرے گا۔ یہ شرک کرنا ہے۔
(۳) تیسرا ظلم وہ ہے جس سے خدا چشم پوشی نہ فرمائے گا۔ وہ لوگوں کے حقوق کے مارنا اور اُن پر ظلم کرنا۔ (اس کا حساب لے گا)
★ ..... (تفسیر صافی صفحہ ۳۹۳ بحوالہ کافی)

★ حضرت لقمانؑ نے شرک کو ظلم عظیم اس لیے فرمایا کہ:-
"ظلم کے معنی کسی چیز کو بے جگہ رکھنا ہوتا ہے۔" اب اس سے بڑھ کر ظلم کیا ہو سکتا ہے کہ ایک بے حقیقت چیز کو اُس ذات کی جگہ رکھ دیا جائے جو ہر چیز پر قادر اور ہر چیز کا خالق و مالک و پروردگار ہو۔ ★ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

جناب لقمانؑ کا تعارف

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لقمانؑ پیغمبر نہیں تھے۔ بلکہ وہ اللہ کے ایسے بندے تھے جو بہت غور و فکر کیا کرتے تھے۔ اسی لیے اُن (۲) کا ایمان یقین کے اعلیٰ درجے پر تھا۔ (۳) اسی لیے وہ خدا کو بہت دوست رکھتے تھے، اور اسی لیے خدا بھی اُن کو دوست رکھتا تھا۔ (۴) اسی لیے اللہ نے اُن کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کیا۔ اور اس شان بان سے اُن کا ذکر فرمایا۔"

٭۔۔۔۔۔۔ (تفسیر کبیر۔ تفسیر نمونہ، تفسیر نور الثقلین)

★ تاریخ کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب لقمانؑ مصر یا سوڈان کے رہنے والے سیاہ رنگ کے غلام تھے۔ چہرہ خوبصورت نہ تھا مگر روشن قلب و دماغ کے مالک تھے۔ شروع زندگی سے سچ بولنے والے، امانتدار، پاک و پاکیزہ انسان تھے، بے تعلق باتوں اور کاموں سے لاتعلق تھے۔

٭۔۔۔۔۔ (قصص القرآن۔ مجمع البیان۔ تفسیر نمونہ)

★ تفسیر مجمع البیان اور برہان میں فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ "حضرت لقمان کو اس لیے حکمت نہیں ملی کہ وہ کسی اونچے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے یا مالدار تھے، نہ اُن کو جسمانی قوت و حُسن کی بنا پر حکمت دی گئی، بلکہ وہ امرِ خداوندی کے بارے میں بہت مضبوط اور پرہیزگار انسان تھے۔ خاموش، باوقار، گہری نظر کے مالک اور حقائقِ اشیاء میں دوررس نگاہ اور فکرِ عمیق کے دلدادہ تھے۔

زندگی بھر دن کو کبھی نہ سوئے، مجلس میں کبھی تکیہ لگا کر نہ بیٹھے، نہ مجلس میں کبھی تھوکا، نہ بلا وجہ اپنے اعضاء کو حرکت دی، حاجتِ ضروریہ کے لئے اُن کو کبھی بیٹھا ہوا نہ دیکھا، نہ نہاتے دیکھا کہ وہ سَتر کے پابند، اپنے جسم کی نگہبانی میں بہت محتاط تھے، نہ کبھی ہنسے، نہ مزاح کیا، نہ غصّہ کیا تاکہ گناہ میں مبتلا نہ ہوں۔ دنیاوی فائدے سے کبھی خوش نہ ہوتے اور نقصان سے محزون نہ ہوتے۔ بہت سی شادیاں کیں کافی اولاد کے باپ بنے۔ دو لڑنے جھگڑنے والوں کے درمیان صلح کرادیا کرتے، جب تک کسی کی کوئی بات سمجھ میں نہ آتی تحقیق و تفسیر کیے بغیر نہ رہتے فقہاء و علماء کی مجلس میں اکثر جاتے تھے۔ واقعات سے عبرت حاصل کرتے تھے۔ وغیرہ وغیرہ

٭۔۔۔۔۔ (ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ ایک دفعہ حضرت لقمانؑ دوپہر کو آرام فرما رہے تھے، اچانک انھوں نے ایک آواز سنی کہ:
"اے لقمانؑ! آپ چاہتے ہیں کہ خدا آپ کو زمین میں اپنا خلیفہ بنا دے تاکہ آپ لوگوں کے درمیان صحیح فیصلے کریں؟"

★ حضرت لقمانؑ نے جواب دیا: "اگر میرا مالک مجھے اختیار دے دے تو میں عافیت کی راہ اختیار کروں۔"

★ فرشتے نے پوچھا: "اے لقمان! تم خلافت کو قبول کیوں نہیں کرتے؟"

★ انھوں نے جواب دیا: "لوگوں کے درمیان فیصلے کرنا بہت مشکل کام ہے اگر خدا ہی حفاظت کرے تو نجات پا سکتا ہے، اور اگر خطا کی تو جنّت کے راستے سے ہٹ جائے گا اور جس آدمی کا سر دنیا میں جھکا رہے اور آخرت میں بلند ہو جائے، وہ کہیں بہتر ہے اس بات سے کہ اُس کا سر دنیا میں اونچا ہو اور آخرت میں جھکا ہوا ہو۔ جو شخص دنیا کو آخرت پر ترجیح دے گا، وہ نہ دنیا ہی پا سکے گا اور نہ آخرت کا اجر و ثواب حاصل کر سکے گا۔"

★ فرشتے لقمانؑ کا یہ جواب سن کر حیران ہوئے۔ جب لقمانؑ سو گئے تو خداوندِ عالم نے لقمانؑ کے دل میں حکمت ڈال دی، تو اُٹھ کر وہ حکمت کی باتیں کرنے لگے۔
★..... (تفسیر مجمع البیان جلد ۸)

لقمانؑ کی حکمت کا ایک نمونہ

"اے فرزند! دنیا ایک گہرا سمندر ہے جس میں بہت سے دنیا والے غرق ہو چکے ہیں، اس سمندر میں تمھاری کشتی خدا کا تقویٰ (خوفِ خدا) ہونا چاہیے، اور سامانِ سفر ایمان ہونا چاہیے، تمھاری کشتی کا بادبان خدا پر بھروسہ ہونا چاہیے، تمھارا ناخدا عقل کو ہونا چاہیے اور تمھارا رہنما علم کو ہونا چاہیے، اور تمھاری کشتی کے چپّو، صبر کو ہونا چاہیے۔" ★ (تفسیر مجمع البیان)

حکیمانہ قصہ

لقمانؑ کے آقا نے اُن سے کہا کہ ایک بکرا ذبح کرکے اُس کے دو بہترین اعضاء پکا کر مجھے کھلاؤ۔ انھوں نے زبان اور دل پکا کر پیش کر دیے۔ دوسرے دن آقا نے کہا: آج دوسرا بکرا ذبح کرکے دو بدترین اعضاء پکا کر پیش کرو۔ انھوں نے پھر زبان و دل پیش کر دیے۔ آقا نے حیران ہو کر پوچھا تو کہا: "یہی دل اور زبان اگر پاک رہیں تو ان سے بہتر کوئی چیز نہیں، لیکن یہی غلط کار ہو جائیں تو ان سے بدتر کوئی عضو نہیں ہے۔" ★ ... (تفسیر بیضاوی، ثعلبی، مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾

(۱۴) نیز ہم نے انسان کو اُس کے ماں باپ کے حق کو پہچاننے کی ہدایت اور تاکید کی (کیونکہ) اُس کی ماں نے دُہری دُہری تکلیفوں پر تکلیفیں اُٹھا کر اُسے اپنے پیٹ میں اُٹھائے رکھا، اور دو سال تک (دودھ پلا کر) اُس کا دودھ چھڑایا (اس لیئے ہم نے اس کو تاکید کی کہ وہ) میرا بھی شکر ادا کرتا رہے اور اپنے ماں باپ کا بھی۔ (بالآخر) اُس کو میری ہی طرف پلٹنا ہے۔

★ شاہ عبدالقادر صاحب نے خوب لکھا کہ "باپ نے اللہ کا حق بیٹے کو بتایا، اور اللہ نے باپ کا حق (اُس کے) بیٹے کو تعلیم فرمایا۔" (حساب خبت برابر برابر)
(موضح القرآن)

والدین کے حق کی عظمت

اِس قدر عظیم ہے کہ اس کا عطف خود اللہ کے حق کی ادائیگی پر کیا گیا ہے۔ (یعنی اللہ کا حق اور ماں باپ کا حق ایک ہی لفظ کے ذریعہ بیان کیا گیا ہے) اور ماں کی تکلیفوں کو اس قدر بلیغ اور عفیر الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ حاملہ عورت کی تمام تکلیفیں اُس میں شامل ہو گئی ہیں۔

★ ..... (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

والدین کے معنی

جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا :

" تمھارے والدین تین ہیں : (۱) وہ جن کے سبب سے تمھاری ولادت ہوئی ۔ (نسبی وطبعی)

(۲) وہ جنھوں نے تم کو اپنی بیٹی دی ۔ (ساس اور سُسر)

(۳) وہ جنھوں نے تمھیں علم کے زیور سے آراستہ کیا ۔ (اساتذۂ کرام)

اور ان سب میں افضل و برتر والدین وہ ہیں جو تم کو علم سکھائیں * (الحدیث)

* پھر ارشاد فرمایا : " اَنَا وَعَلِیٌّ اَبَوَا هٰذِهِ الْاُمَّةِ "

یعنی : " میں اور علیؑ اِس اُمّت کے دو باپ ہیں ۔ " * (الحدیث)

* سارے علم کی حقیقت کا سرچشمہ جناب رسولِ خداؐ ہیں ، اسی لیے آپؐ نے فرمایا :

" اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ عَلِیٌّ بَابُهَا " (الحدیث)

(میں شہرِ علم ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں ۔)

* غرض والدین کی اعلیٰ ترین فرد جناب رسولِ خداؐ اور حضرت امام علی مرتضیٰؑ ہیں ۔

* پھر اِن کے بعد ائمۂ اہلِ بیتؑ ہیں ۔

* پھر علماء و صالحین ، صوفیاءِ متقین ، اور اساتذۂ کرام ہیں

* ان کے بعد طبیعی والدین ہیں ، پھر اُن کے بعد سُسرالی والدین کا مرتبہ ہے

* ...... (مؤلف)

ماں کا حق

علمی اعتبار سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مائیں حمل کے دوران کمزور اور سُست ہو جاتی ہیں ۔ کیوں کہ وہ اپنی جان کا شیرہ اور اپنی ہڈیوں کا گودہ اپنے بچّے کے لیے مخصوص کر دیتی ہیں ۔ اپنے وجود کے حیاتیاتی مواد کا بہترین حصّہ بچّے پر صرف کرتی ہیں ۔ خود دودھ جو ماں پلاتی ہے وہ عورت کی جان کا شیرہ ہوتا ہے ۔ غرض ماں ۳۳ ماہ اپنے بچّے کے لیے روحانی اور جسمانی ہر طرح کی

www.drhasanrizvi.com

خدمات اور قربانیاں پیش کرتی ہے ۔ اِسی لئے خدا نے باپ کی بجائے ماں کی خدمات کو بیان کیا

★ ...... (تفسیر کبیر - تفسیر نمونہ)

★ پھر یہ بھی ملاحظہ فرمائیں کہ ماں باپ کے حق کو بالکل خدا کے شکر کے ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے کہ : " میرا شکریہ ادا کرو اور اپنے والدین کا ۔ " (القرآن)

پھر اِس پر Warning بھی دے دی کہ : " تم سب کو میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے ۔ یعنی : اگر ماں باپ کے حق ادا کرنے میں کوتاہی کی تو پھر میں خود ہی تم سے نمٹ لوں گا ۔ اور سخت بازپرس کروں گا ۔ "

★ ..... (تفسیر کبیر)

اعتراض

یہ کیا جاتا ہے کہ والدین کے حق کی تو تاکید کی مگر اولاد کا حق اِس طرح نہیں بیان فرمایا ؟ وہ اِس لیے کہ خدا نے ماں باپ کے دل میں اولاد کا اتنا زبردست پیار پیدا کیا ہے کہ ماں باپ سے اس کا بہت کم امکان ہے کہ وہ اولاد کا حق فراموش کر دیں ۔ جبکہ والدین کے بوڑھے اور کمزور ہونے پر اولاد اکثر اُن کا حق بھلا دیتی ہے ۔

★ (تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۲)

والدین کے حقوق بعد الموت

ایک شخص نے حضرتِ رسالت مآبؐ سے دریافت کیا :

" والدین کے مرنے کے بعد کونسی نیکی ہے جو اُن کے لیے بجا لاؤں ۔ " ؟

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا : " اُن کے لیے (مغفرت کی) دعا کیا کرو اور اُن کے لیے اللہ سے بخشش طلب کیا کرو ۔ اُن کے وعدوں کو پورا کرو ۔ اُن کے دوستوں کی عزت کرو ۔ اُن کے قریبیوں کے ساتھ صلۂ رحمی کرو ۔ " اِسی بناء پر والدین کی قضا نمازیں و دیگر واجبات اولاد پر واجب الادا ہیں ۔

نیز نمازِ ہدیۂ والدین ، اولاد کے لیے مستحب ہے ۔ بعض اولاد والدین کی حیات میں اطاعت گذار ہوتی ہے لیکن اُن کی موت کے بعد اُن کے لیے کارِ خیر نہ کرے تو وہ عاق محشور ہوگی ، اور بعض اولاد حیات میں والدین کی نافرمان ہوگی لیکن ان کی موت کے بعد اُن کے لیے کارِ خیر کرے اور اُن کے حقوق و واجبات ادا کرے گی وہ اطاعت گذار محشور ہوگی ۔

(تفسیر انوار النجف جلد ۹ صفحہ ۳۱-۳۲)

www.drhasanrizvi.com

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى (۱۵) البتہ اگر وہ تجھ پر زور دیں کہ تو
اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ میرے ساتھ کسی ایسے کو شریک کر
لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا جس کا تجھے کوئی علم تک نہیں ہے،
وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا تو اُن کی یہ بات ہرگز نہ ماننا،
مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ لیکن پھر بھی دنیا میں اُن کے
مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ ساتھ اچھا سلوک کرتے رہنا، مگر
مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا پیروی اُس شخص کے راستے کی کرنا جس نے
كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾ مجھ سے لو لگا کر میری طرف توجہ کر رکھی ہے
(کیونکہ) پھر میری ہی طرف تم لوگوں کو پلٹنا بھی ہے
اُس وقت میں تمھیں بتلا دوں گا جو کچھ تم کرتے رہے ہو۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ (۱۶) (اور لقمان نے یہ بھی کہا) اے بیٹا! اگر کوئی
مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ (چھوٹی سے چھوٹی) چیز رائی کے دانے کے
فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي برابر بھی ہو اور وہ کسی چٹان کے اندر (چھپی) ہو

www.drhasanrizvi.com

۳۸۰۹

السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یا آسمانوں میں (چھپی) ہو، یا پھر
یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ زمین میں کہیں (چھپی) ہو، اللہ
لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ⑯ اُسے (ہر صورت میں) نکال لائے گا

یعنی اللہ کے علم اور گرفت سے کوئی چیز کسی طرح بچ نہیں سکتی، کیوں کہ) اللہ باریک نگاہ والا، چھوٹی سے چھوٹی چیز کا دیکھنے، جاننے اور محسوس کرنے والا بھی ہے۔ اور ہر چیز سے پوری طرح واقف بھی ہے۔

"خَرْدَلٍ" رائی کے دانے کو کہتے ہیں جو بہت ہی چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور چھوٹے ہونے کی وجہ سے حقیر سمجھے جاتے ہیں۔

★ . . . . (مفردات امام راغب)

★ فرزندِ رسولِ خدا، امام حضرت ابوجعفر امام محمّد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے گناہوں سے بھی بچتے رہو۔ کیوں کہ اُن کا بھی حساب ہو گا کیوں کہ خداوندِ عالم ارشاد فرمایا ہے کہ "اُنھوں نے جو بھی (عمل) آگے بھیجا ہے، اور اُن کے اثرات تک ہم نے لوحِ محفوظ میں محفوظ کر لیے ہیں۔" (القرآن)

پھر فرمایا: "اچھے بُرے کام رائی کے دانے کے برابر بھی ہوں، پتھر کے اندر ہوں یا زمین کے کسی حصّے میں، خدا ان سب کو حاضر کر دے گا۔" (الامالی) ★ (تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

www.drhasanrizvi.com

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۷

(۱۷) (اِس لیے) اے بیٹا! نماز کو پابندی سے ادا کرتے رہو۔ اچھے کاموں کی ترغیب دیتے رہو اور بُرے کاموں سے روکتے رہو، اور جو مصیبت پڑے اُس پر صبر کرتے رہو حقیقت یہ ہے کہ یہ (سب حکمتیں اُن) اہم باتوں میں سے ہیں جن کی بڑی تاکید کی گئی ہے (یا) یہ بڑے مضبوط حوصلے اور ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

★ کیوں کہ علمِ خدا میں گذر چکا تھا کہ آلِ محمدؐ مصیبتوں پر صبر کریں گے، اِسی لئے خدا نے آلِ محمدؐ ہی کو امام مقرر فرمایا۔
★ ...... (تفسیر صافی صہ ۲۹۲) بحوالہ تفسیر قمی

★ آیت کے مفہوم میں وسعت سے کام لیا جائے تو زمانۂ حال کی تمام ترقیاں اس کے تحت آجاتی ہیں۔

حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "لوگوں کو نیکی کی ترغیب دینے اور بُرائی سے روکنے میں جو تکلیف پہنچیں اُن کو برداشت کرلو۔" (کیوں کہ یہ اللہ کی سنت ہے۔ اِس سے رزق میں کمی نہیں آتی) (نہج البلاغہ)
★ ...... (تفسیر صافی، تفسیر مجمع البیان)

بڑی بڑی نیکیاں آیت میں سب سے پہلے نماز کا حکم دیا، اِس لئے کہ نماز کے ذریعہ سے انسان کا خدا سے تعلق قائم ہوتا ہے اور اِسی لیے نماز کے ذریعہ سے انسان کا دل روشن، روح صاف، ضمیر بیدار اور زندگی پاک ہوجاتی ہے، گناہوں کا اثر مٹنے لگتا ہے، دل ایمان کی روشنی سے منوّر ہونے لگتا ہے، انسان بُرائیوں سے بچنے لگتا ہے۔ (۲) خدا سے تعلق استوار ہونے کے بعد معاشرے کی اصلاح سب سے اہم نیک کام ہے، جو لوگوں کو نیکی کی ترغیب دینے سے اور بُرائیوں سے بچانے کے ذریعہ انجام پاتا ہے،

www.drhasanrizvi.com

وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّكَ (۱۸) (نیز یہ کہ) لوگوں سے منہ پھیر
لِلنَّاسِ وَلَا تَمۡشِ فِي پھیر کر (یعنی) اکڑ اکڑ کر بات نہ
الۡاَرۡضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ کرنا، اور نہ زمین پر اکڑ مکڑ کر اتراتے
لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخۡتَالٍ ہوئے چلنا (کیوں کہ) یہ حقیقت ہے کہ
فَخُوۡرٍ ۚ﴿۱۸﴾ اللہ کسی خود پسند اکڑنے والے اور
اتراتے ہوئے شیخی مارنے اور فخر کر کر کے اپنی بڑائی بیان کرنے والے کو
پسند ہی نہیں کرتا۔

★ "لوگوں کے سامنے اپنے رُخسار کو نہ جھکاؤ"

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
کی رو سے روایت ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ " مالداروں کے سامنے مال کی طمع میں ذلت نہ اختیار کرو۔"
★ ...... (تفسیر علی بن ابراہیم)

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ
" تکبر سے لوگوں کی طرف سے منہ نہ پھیرو اور کسی کی توہین کے لیے کسی کے بات کرنے پر اس کی تذلیل و
تحقیر نہ کرو۔"
★ .... (تفسیر صافی صفحہ ۳۹۳، تفسیر قمی، تفسیر مجمع البیان)

الفاظ کا مطالعہ

★ اصل میں "صعر" اونٹ کی ایک ایسی بیماری کو کہتے ہیں جس سے اس کی
گردن ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ اور ★ "مرح" غرور کی مستی کو کہتے ہیں۔ اور ★ "مختال" اور "فخور" میں یہ فرق ہے
کہ:

"مختال" اُس شخص کو کہتے ہیں جو دوسروں پر اپنی بڑائی جتاتا ہے۔ اور مختال "اُس تکبر کو کہتے ہیں جو دماغ میں خنّاس کی طرح پیدا ہوتا ہے۔

اور "فخور" متکبرانہ اعمال، حرکات وسکنات کو کہتے ہیں۔

★ ...... (مفردات امام راغب)

★ یہ سب بُرے اخلاق اور بُرے اعمال کا بیان ہے جن کی وجہ سے انسان کی "تذلیل" ہوتی ہے۔ معاشرتی تعلقات کٹ جاتے ہیں، اتحاد اور محبت ختم ہو جاتی ہے، نفرتیں اور عداوتیں جنم لیتی ہیں۔ اِس سلسلے میں سب سے اہم "تکبر" ہے۔ یعنی خودپسندی اور غرور۔ یہ خبط کہ میں دوسروں سے بہتر اور بلند مرتبہ ہوں۔ بقول ابلیس "اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ" (میں اس سے بہتر ہوں۔)

اصل میں یہ ایک نفسیاتی بیماری ہے اسی لیے قرآن نے "صعر" کا لفظ استعمال کیا ہے جو اونٹ کی ایک بیماری ہے۔ یہ عقل کی بے راہ روی ہے، روح اور نفس کا مرض ہے

★ ...... (تفسیر نمونہ)

کہتے ہیں جس کو کبر خلل ہے دماغ کا

★ حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: "بھلا اِس انسان کو "تکبر" سے کیا کام جس کی ابتدا "نطفہ" جیسی گندی چیز سے ہوئی ہے، اور جس کی انتہا "جیفہ" یعنی مردار بن جانا ہے۔"

(اَوَّلُهُ نُطْفَةٌ وَآخِرُهُ جِيفَةٌ)

★ .... (نہج البلاغہ)

★ جنابِ رسولِ خدا ص نے فرمایا: "جو شخص غرور اور تکبر کے ساتھ اکڑ اکڑ کر زمین پر چلتا ہے، تو زمین اور زمین کے اندر کی تمام چیزیں اُس پر لعنتیں بھیجتی ہیں۔" ★ (ثواب الاعمال، امالی شیخ صدوق، نورالثقلین، نمونہ)

★ نیز آنحضرت ص نے اکڑ کر چلنے کو سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔ اور فرمایا کہ: "اگر کوئی شخص اچھا لباس پہنے اور پھر اکڑے گا تو خدا اُس کو جہنم کے کنارے پر کھڑا کر کے اُس کنارے تک کو جہنم کے اندر دھنسا دے گا اور وہ قارون کے ساتھ مل جائے گا۔ اِس لیے کہ قارون ہی وہ پہلا شخص ہے جو اکڑا کرتا تھا۔ اُس کو زمین کے اندر دھنسا دیا گیا۔ اکڑنے والا خدا سے اُس کے جبروت کو چھین لینا چاہتا ہے۔" ★ (تفسیر صافی ص ۲۹۴ بحوالہ المحاسن ← (ثواب الاعمال، امالی شیخ صدوق، تفسیر نورالثقلین، اصول کافی)

www.drhasanrizvi.com

وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ (۱۹) (اس لیے) اپنی چال میں اعتدال
وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ یا میانہ روی اختیار کرو (یعنی ایک
اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ شریف آدمی کی طرح شریفانہ چال
لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ۟ ﴿۱۹﴾ چلو جس میں اکڑ مکڑ نہ ہو، اور اپنی آواز ع ۸ / ۱۱
کو دھیما رکھو۔ یقیناً سب سے زیادہ بُری آواز گدھے کی آواز ہوتی ہے۔
مطلب یہ نہیں ہے کہ کبھی زور سے بولا ہی نہ جائے بلکہ گدھے کی آواز کی تشبیہ دے کر
سخت و کرخت بے مقصد چیخ و پکار، دھونس جمانے والی تکبرانہ آواز نہ نکالو

★ اب یہ مثبت اخلاقی صفات کا بیان ہے۔ پہلا یہ کہ: چلنے پھرنے میں اعتدال ہونا چاہیے
بات کرنے میں بھی اعتدال سے کام لینا چاہیئے۔ دھیمے لہجے میں گفتگو کرنی چاہیئے۔ چیخ و پکار گدھوں کا
کام ہے۔ یہ صفات تکبر، خودپسندی یا بے ڈھنگے پن کی علامات ہیں۔

اصل میں چلنے میں اعتدال اور بات کرنے میں اعتدال کو مثال کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ مراد یہ ہے
کہ اپنے اندر انکساری پیدا کرو، جو کبر کی ضد ہے۔ انکساری حُسن ہے اور کبر قبیح ہے، اسی لیئے تکبرانہ آواز
کو گدھے کی آواز سے نسبت دی ہے۔ کہ گدھے کی آواز تمام آوازوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہوتی ہے۔
★ .... (تفسیر نمونہ)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "یہ آیت چیخ کر بولنے اور شور مچانے
کی مذمت میں اُتری ہے۔" ★ .... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

اعتدال کا فائدہ

جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"جس کی طبیعت میں اعتدال (میانہ روی) پیدا ہو جائے تو اُس کا مزاج خود بخود پاکیزہ ہو جاتا ہے۔ اور جس کے مزاج میں پاکیزگی راسخ ہو جاتی ہے، اُس کے اثرات نفس قوی ہو جاتے ہیں، اور جو اپنے نفس کے اثرات میں قوّت حاصل کر لیتا ہے، وہ انسانیّت کے منتہائے کمال پر بلند ہو جاتا ہے اور جو اِس معراجِ کمال پر پہنچ جائے تو وہ فضائلِ نفسانیہ سے آراستہ ہو جاتا ہے، اور جو فضائلِ نفس سے مزیّن ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ اُس میں تمام کمالاتِ انسانی موجود ہو جاتے ہیں اِس حالت میں ایسا انسان ملکوتی صفات (کا حامل) بن جاتا ہے۔ بس اِس سے زیادہ انسانی عروج کا تصوّر نہیں۔ (یہ انتہائے کمالِ انسانی ہے)" ★ (فلسفۃ التاریخ الاسلامی از دکتور استاد مصطفٰے جواد)

بات کرنے کا سلیقہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "خاموشی میں آرام و راحت ہے۔"
★ .... (وسائل الشیعہ جلد ۸)

★ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "عقل و فہم کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ انسان علم رکھتا ہو، بُردبار اور برداشت کرنے والا ہو، خاموش رہنا حکمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔"
★ ..... (وسائل الشیعہ جلد ۸)

★ نیز امام علیہ السلام نے فرمایا: "جن موقعوں پر بات کرنا ضروری ہو، وہاں مومن کو کبھی خاموش نہیں رہنا چاہیئے۔"

★ نیز فرمایا: "پیغمبروں کو بات کرنے کا حکم دیا گیا ہے، خاموش رہنے کا نہیں۔"

★ نیز فرمایا: "جنّت میں داخل ہونے اور نجات حاصل کرنے کا ذریعہ برمحل بات کرنا ہے۔"
★ .... (وسائل الشیعہ جلد ۸)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اپنے مسلمان بھائی سے کشادہ روئی اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کیا کرو۔"
★ .... (بحار الانوار جلد ۷۴)

www.drhasanrizvi.com

★ نیز آنحضرت صؐ نے فرمایا: "قیامت کے دن کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ قیمتی اور بہتر نہیں ہوگی۔"

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے: "نیک کام اور اچھے اخلاق گھروں کو آباد کرتے ہیں، اور عمروں کو بڑھاتے ہیں۔"

★ ۔۔۔۔ (اصولِ کافی جلد۲)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "جو چیز میری اُمّت کو سب سے زیادہ جنّت میں داخل کرنے کا سبب بنے گی وہ (۱) خدا کے خوف سے برائیوں سے بچنا۔ (۲) اور اچھا اخلاق ہوگا۔"

★ جنابِ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا: "شرافتِ انسانی کا معیار فروتنی اور تواضع (انکساری) ہے۔"

★ ۔۔۔۔۔۔ (بحارالانوار جلد ۷۵)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

"فروتنی، انکساری، جھک کر ملنا، دوسروں کی عزّت کرنا، سعادت اور خوش قسمتی کی جڑ ہے یہ ایک بہت بلند مقام اور مرتبہ ہے۔ اگر تواضع کوئی زبان ہوتی تو چھپے ہوئے راز اور پوشیدہ کاموں کے آخری نتائج کو بیان کرتی۔ جو شخص خدا کو خوش کرنے کے لیے لوگوں کے سامنے جھکتا (انکساری سے پیش) آتا ہے، اُن کا احترام کرتا ہے، خداوندِ کریم اُس کو بہت سی مخلوقات پر برتری عطا فرماتا ہے ہر عبادت جو قبول ہوتی ہے وہ فروتنی اور عاجزی وانکساری کی راہ سے داخل ہوتی ہے۔"

★ ۔۔۔۔۔۔ (بحارالانوار جلد ۷۵)

★ جنابِ رسولِ خداؐ کہیں سے گذرے تو دیکھا کہ لوگ جمع ہیں۔ پوچھا: آپ لوگ کیوں جمع ہیں؟ عرض کی: "ایک دیوانے کا تماشا دیکھ رہے ہیں۔" فرمایا: "کیا میں تمھیں حقیقی واقعی دیوانے کا تعارف کرادوں؟" عرض کی: "ضرور" فرمایا: "حقیقی دیوانہ وہ ہے جو غرور اور تکبّر سے کاندھے جھٹک کر چلتا ہے، ہمیشہ اپنے پہلوؤں اور لباس کو دیکھتا ہے، اور اپنے بازوؤں کو اپنے کندھوں کے ساتھ ہلا ہلا کر (مٹک مٹک کر) چلتا ہے کبر و غرور اُس کے پورے وجود سے ٹپکتا ہے ایسا شخص حقیقی دیوانہ ہے۔" جسے تم دیکھ رہے ہو، یہ تو اعصابی مریض ہے

★ ۔۔۔۔۔ (بحارالانوار جلد ۷۶)

www.drhasanrizvi.com

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰہَ سَخَّرَ لَکُمۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ وَ اَسۡبَغَ عَلَیۡکُمۡ نِعَمَہٗ ظَاہِرَۃً وَّ بَاطِنَۃً ؕ وَ مِنَ النَّاسِ مَنۡ یُّجَادِلُ فِی اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ وَّ لَا ہُدًی وَّ لَا کِتٰبٍ مُّنِیۡرٍ ﴿۲۰﴾

(۲۰) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے ہی کاموں میں لگا رکھا ہے تمام اُن چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں، اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی، کھُلی چھپی نعمتوں کو پھیلا دیا ہے؟ (مگر اس پر بھی کچھ لوگوں کا حال یہ ہے کہ) کچھ لوگ تو بغیر کچھ جانے بوجھے، اور بغیر کسی ہدایت اور روشنی دکھانے والی کتاب کے اللہ کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں۔

ظاہری اور باطنی نعمتیں

ظاہری نعمتیں تکوینی نعمتیں ہیں جن کا ادراک حواس سے ہوتا ہے۔ باطنی اور چھپی ہوئی نعمتیں، وہ نعمتیں ہیں جن کا ادراک آنکھوں سے نہیں بلکہ عقل سے ہوتا ہے۔ بقول ابنِ عباس: ظاہری نعمتیں وہ ہیں جو سب کو معلوم ہیں، اور سب اُن کو دیکھ سکتے ہیں اور باطنی نعمتیں وہ ہیں جو ہمارے حس و حواس بلکہ علم سے بھی باہر ہیں۔ ...... (تفسیر ابنِ عباس)

★ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "ظاہری نعمت (۱) اسلام ہے (۲) اور انسان کی خلقت کا

www.drhasanrizvi.com

درست ہونا بھی ہے۔ اور باطنی نعمت یہ بھی ہے کہ خدا ہمارے گناہوں کو چھپا لیتا ہے۔"
٭ ...... (تفسیر نور الثقلین)

٭ بعض مفسرین نے لکھا کہ ظاہری نعمتیں دنیا کی نعمتیں ہیں اور باطنی نعمتیں آخرت کی نعمتیں ہیں۔
ظاہری نعمتیں اعضاء و جوارح ہیں اور باطنی نعمتیں قرآن کی تاویل اور گہرے حقیقی معنی ہیں۔
٭ ...... (تفسیر کبیر)

٭ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "ظاہری نعمت جنابِ رسولِ خداؐ ہیں، کیوں کہ آپؐ ہی نے خدا کی معرفت کرائی ہے۔ اور باطنی نعمت آلِ محمدؐ کی ولایت و امامت ہے۔
(یعنی) ائمہ اہلِ بیتؑ کی محبت اور اطاعت کو قبول کرنا)

٭ علامہ طبرسیؒ نے لکھا کہ "ان تمام باتوں میں کوئی منافات نہیں۔ کیوں کہ یہ سب کی سب اللہ کی ظاہری اور باطنی نعمتیں ہیں۔
٭ .... (تفسیر مجمع البیان)

٭ جناب رسولِ خداؐ سے ابن عباس نے یہی سوال کیا تو آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:
"ظاہری نعمت اسلام ہے اور خدا کا ہمیں مکمل صحت مند پیدا کرنا اور رکھنا ہے، روزی ہے اور باطنی نعمت یہ ہے کہ خدا نے تمہارے بُرے کاموں کو چھپا رکھا ہے اور اُس کا لوگوں کے سامنے تم کو ذلیل نہ کرنا ہے۔
٭ ...... (تفسیر مجمع البیان)

٭ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "ظاہری نعمت اللہ کی معرفت اور توحید کا عقیدہ ہے، اور چھپی ہوئی نعمت ہم اہلِ بیتِ رسولِ خداؐ کی ولایت (سرپرستی کا قبول کرنا) اور ہماری دوستی کا عہد و پیمان باندھنا ہے۔" ٭ (تفسیر مجمع البیان)

٭ حضرت لقمانؑ مشرکوں سے سوال کیا کرتے تھے کہ: "جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب خدا نے تمہارے لیے مسخر کیا ہے یہ سب تو خدا کا پیدا کیا ہوا ہے، اب تم مجھے دکھاؤ کہ تمہارے بتوں نے کیا بنایا ہے"؟
٭ ...... (تفسیر کبیر، روح المعانی)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذَا قِيۡلَ لَهُمُ اتَّبِعُوۡا (۲۱) اور جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ
مَاۤ اَنۡزَلَ اللّٰهُ قَالُوۡا بَلۡ اُس چیز کی پیروی کرو جس کو اللہ
نَتَّبِعُ مَا وَجَدۡنَا عَلَيۡهِ نے اُتارا (نازل کیا) ہے، تو وہ کہتے
اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوۡ كَانَ الشَّيۡطٰنُ ہیں کہ (نہیں) بلکہ ہم تو اُس
يَدۡعُوۡهُمۡ اِلٰى عَذَابِ چیز کی پیروی کریں گے جس پر
السَّعِيۡرِ ﴿۲۱﴾ ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے
کیا یہ اُنہی کی پیروی کرتے رہیں گے خواہ
شیطان اُن کو بھڑکتی ہوئی (جہنم کی
آگ ہی کی طرف کیوں نہ بلا رہا ہو؟

وَمَنۡ يُّسۡلِمۡ وَجۡهَهٗۤ اِلَى (۲۲) اور جو شخص اپنے کو اللہ کے حوالے کر دے
اللّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ فَقَدِ اس حالت میں کہ وہ اچھے اچھے کام کرنے والا
اسۡتَمۡسَكَ بِالۡعُرۡوَةِ الۡوُثۡقٰى ؕ بھی ہو، اُس نے واقعاً ایک مضبوط
وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الۡاُمُوۡرِ ﴿۲۲﴾ بھروسے کے قابل سہارا تھام لیا،

www.drhasanrizvi.com

(یعنی اب اُسے اپنے انجام کی تباہی کا کوئی خوف نہ رہا، کیوں کہ) سارے کے سارے معاملات کا آخری فیصلہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

"عُروۃُ الوُثقٰی": مضبوط سہارا یا مضبوط رسّی

سے مراد "(۱) عقیدۂ توحید بھی ہے

(۲) جنابِ رسولِ خداؐ اور آلِ رسولؐ کی معرفت اور محبت بھی ہے۔

(۳) امام معصوم علیہ السلام کی اطاعت بھی ہے۔

★ یہ سب چیزیں ایک دوسری کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ جس نے امامِ برحق کی معرفت حاصل کرلی اُس نے توحید، رسالت، امامت، ولایت، قیامت سب کو سمجھ لیا۔ (یہی مضبوط رسّی سہارا ہے)

★ ...... (تفسیر مجمع البیان)

★ مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے آپ کو پوری طرح خدا کی بندگی میں دے دے اور اپنی کوئی بات خدا کی اطاعت سے الگ کر کے نہ رکھے، اور اپنے سارے معاملات اللہ کے سپرد کر دے، اور اللہ کے قانون کو ہی اپنی زندگی کا آئین، اصول اور طریقہ بنالے، تو پھر اُس کے لیے کوئی خطرہ اِس بات کا نہیں رہتا کہ اُسے غلط رہنمائی ملے گی۔ یا۔ اُس کا انجام خراب ہوگا۔

★ ...... (تفہیم القرآن مولٰنا مودودی)

★ خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا: "جو شخص اپنے وجود کو مکمل طور پر خدا کے حوالے کر دے، جبکہ وہ اچھے اچھے کام کرنے والا بھی ہو، تو اُس نے مضبوط دستہ یا وسیلہ پکڑ لیا۔" یعنی قابلِ اطمینان سہارے کا سہارا لے لیا۔ کیوں کہ انسان خدا تک پہنچنے اور اپنی تکمیل کے لیے کسی مضبوط سہارے کا محتاج ہے اور مضبوط سہارا مال و دولت، اولاد، عزت، کرسی، نام نمود، تعلقات نہیں ہیں، یہ سب زندہ رہنے کے وسائل ہیں، مقصدِ حیات اور تکمیلِ زندگی کا سامان نہیں ہیں۔ روحانیت اور حقیقی ترقی کا وسیلہ صرف دو ہیں

www.drhasanrizvi.com

(۱) اپنے مکمّل وجود اور ہستی کو اللہ کی اطاعت کے لیے وقف کر دینا۔

(۲) عملاً اللہ کی مرضی کے مطابق اللہ کی خوشی حاصل کرنے کے لیے اچھے اچھے کام کرنا۔

★ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "جب قیامت کا فتنہ برپا ہوگا تو صرف وہی لوگ نجات پائیں گے جو مضبوط دستہ (عروۃ الوثقیٰ) پکڑے ہوں گے"۔

★ لوگوں نے عرض کی: "یارسول اللہؐ! وہ مضبوط دستہ (سہارا) کیا ہے"؟

★ فرمایا: "سیدالاوصیاء کی ولایت (محبت اور اطاعت)

★ عرض کی: "یارسول اللہؐ! سیدالاوصیاء کون ہیں"؟

★ فرمایا: "امیرالمومنین، میرا بھائی علیؑ ابنِ ابی طالبؑ"۔

★ ..... (تفسیر برہان جلد۳ - تفسیر نمونہ بقول امام علی رضاؑ - بطریق اہلسنت)

★ اصل میں نبیؐ اور وصیِ نبیؐ کی محبت اور عملی اطاعت ہی کے ذریعے سے انسان خدا کی اطاعت کر سکتا ہے۔ اس کے بغیر خدا کی اطاعت ممکن ہی نہیں ہے۔ اس لیے کہ نبیؐ اور نبیؐ کا وصیؑ ہی خدا کی مرضی کا ترجمان ہوتا ہے۔ اسی لیے بیشمار روایات سے ثابت ہے کہ:

"عُروَۃُ الوُثقیٰ" یعنی: "مضبوط سہارا" سے مراد محمدؐ و آلِ محمدؑ کی ———

— یا — امام حسینؑ اور اُن کی اولاد کے اَئمہ اہلِ بیتؑ کی دوستی اور اطاعت ہے"۔

★ ..... (تفسیر برہان ص۲۷۸ بروایت ائمہ معصومینؑ)

★ یہی بات خود رسول اکرمؐ نے بہت واضح الفاظ میں بار بار فرمائی ہے کہ:

"میں تم میں دو قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، ایک خدا کی کتاب اور ایک میری اولاد اہلِ بیتؑ، جب تک تم اِن دونوں سے مضبوط تعلّق رکھو گے، ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں کبھی ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس نہ لوٹ آئیں"۔ ★.... (الحدیث از صحیح مسلم شریف)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ (۲۳) اب رہا وہ جو اس مٹھوس

كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ حقیقت کا انکاری ہے، تو آپؐ

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اُس کے اِس انکار پر غم نہ کریں، اُنھیں

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ لوٹ پلٹ کر تو بہر حال ہمارے ہی

الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ پاس آنا ہے، اُس وقت ہم اُنھیں

بتلا دیں گے کہ وہ کیا کچھ کیا کرتے تھے (کیوں کہ) یہ حقیقت ہے کہ اللہ تو سینوں کے اندر کی باتوں چھپے ہوئے رازوں کو خوب اچھی طرح سے جاننے والا ہے۔

★ عربی میں "نبا" اُس خبر کو کہتے ہیں جو اہم(۱) - مفید(۲) - واضح(۳) اور سچی(۴) ہو۔ ہر قسم کے جھوٹ سے خالی ہو۔

اِس سے معلوم ہوا کہ قیامت کے دن خدا لوگوں کے اعمال اِس طرح فاش اور ظاہر کردے گا کہ کسی کو کسی قسم کے اعتراض کرنے کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ رہے گی، بولتی بند ہو جائے گی۔ کیوں کہ اُن کا ہر عمل بالکل واضح ہوگا، بعینہٖ جیسا کہ وہ کیا کرتے تھے، سامنے آجائے گا ممکن ہے کہ ویڈیو چلادی جائے، اور یا کوئی اور واضح ترین طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہاں تک کہ انسان نے جو کچھ اپنے دل کی گہرائیوں سے سوچا یا ارادہ کیا ہوگا، وہ بھی بعینہٖ سامنے آجائے گا۔

ملہ.... (مفردات قرآن امام راغب، تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيلًا ثُمَّ (۲۴) ایسے لوگوں کو ہم (اتمامِ حجت کے لئے)

نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ تھوڑے سے دن مزے اڑانے کا

غَلِيظٍ ﴿۲۴﴾ موقع تو ضرور دے دیتے ہیں

پھر اُن کو بے بس کر کے زبردستی ایک بہت

ہی سخت سزا کی طرف کھینچ کرلے جائیں گے

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ (۲۵) اب اگر تم اُن سے پوچھو کہ آسمانوں

السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ اور زمین کو کس نے پیدا کیا ؟ تو یہ

لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے ۔ کہیے اللہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ کا شکر (ادا کرتا ہوں) مگر اُن میں کے

لَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۵﴾ اکثر لوگ (اتنی بات بھی) نہیں جانتے ۔

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا : "ہر بچہ فطرتِ اسلام پر پیدا ہوتا ہے ۔" یعنی فطرتاً وہ خدا کو ماننا پہچاننا چاہتا ہے ۔ اسی لیے خدا نے فرمایا : "اگر تم اُن سے پوچھو گے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ؟ تو یہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے ۔"

★..... (تفسیر صافی صـ۲۹۵ بحوالہ التوحید)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے روایت ہے کہ : "واحد (یعنی ایک خدا) وہ ہے جس کی یکتائی بیان کرنے میں بیشمار زبانیں یک زبان ہیں ۔"

★..... (تحف العقول)

www.drhasanrizvi.com

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ (۲۶) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ
وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بھی ہے وہ سب کا سب اللہ
هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿٢٦﴾ ہی کا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے
کہ اللہ کسی چیز کا محتاج نہیں (کیوں کہ) وہ اپنی ذات میں از خود
قابلِ حمد ہے (یعنی وہ ہماری تعریف کا بھی محتاج نہیں کیوں کہ
کائینات کا ذرّہ ذرّہ اُس کے کمال وجمال، اُس کی خلّاقی اور رزّاقی کا معترف
ہے۔ اور گواہ بھی، اِس لیے کسی کے نہ ماننے سے کیا ہوتا ہے

★ آخر میں بتایا گیا ہے کہ اگر یہ کفّار خدا کو نہیں مانتے تو اس سے خدا کا کچھ نہیں بگڑتا۔ کیوں کہ یہ ساری کائینات خدا کے اشاروں پر ناچ رہی ہے۔ چند سرپھروں کے نہ ماننے کی حقیقت ہی کیا ہے؟ خدا کو اُن کے ماننے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ کیوں کہ خدا بے نیازِ مطلق ہے۔

★ ..... (تفسیر مجمع البیان)

★ پچھلی آیت ۲۵ اور اس آیت ۲۶ میں توحید کی پوری حقیقت بیان ہوگئی۔ یعنی یہ کہ (۱) خدا ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ (۲) وہی ہر چیز کا مالک ہے، (۳) اور وہی پوری کائینات کا مدبر یعنی چلانے والا ہے۔ یعنی: توحید کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) توحیدِ خالقیّت (۲) توحید مالکیّت۔ (۳) توحیدِ ربوبیّت۔ یعنی خالق بھی ایک ہے، وہی ایک مالک بھی ہے، اور وہی ایک مدبرِ کائینات بھی ہے۔ اب جو ایسا ہوگا وہی قابلِ حمد ہوگا، وہی تمام عیوب سے پاک ہوگا اور وہی کسی کا محتاج نہ ہوگا

www.drhasanrizvi.com

وَلَوۡ اَنَّ مَا فِی الۡاَرۡضِ (۲۷) (یہاں تک کہ) زمین میں جتنے بھی
مِنۡ شَجَرَۃٍ اَقۡلَامٌ وَّالۡبَحۡرُ درخت ہیں، اگر وہ سب کے سب قلم
یَمُدُّہٗ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ سَبۡعَۃُ بن جائیں اور سمندر دوات بن
اَبۡحُرٍ مَّا نَفِدَتۡ کَلِمٰتُ جائیں جس میں سات اور سمندر
اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۲۷﴾ بھی شامل ہو جائیں، تب بھی اللہ کی
باتیں ختم نہیں ہو سکتیں (یا) تب بھی اللہ کے کلمات کی حکایت ختم نہ
ہوگی۔ حقیقتاً اللہ زبردست طاقت والا، عزت والا اور گہری مصلحتوں
اور حکمتوں کے مطابق سمجھ بوجھ کے ساتھ بالکل ٹھیک کام کرنے والا ہے۔

شانِ نزول

★ جب یہودیوں نے جناب رسولِ خدا ؐ سے روح کے بارے میں سوال کیا تو خدا نے یہ آیت بھیجی اور آنحضرت ؐ کو حکم دیا کہ: "کہدو: روح میرے مالک کا حکم ہے۔" (یعنی: خدا کے حکم سے پیدا ہوئی ہے) اور علم سے تمہارا حصہ بہت تھوڑا ہے۔" (القرآن)

یہ جواب یہودیوں کو ناگوار ہوا اور انھوں نے جناب رسولِ خدا ؐ سے دریافت کیا کہ: "کیا آپ ؐ کو بھی تھوڑا ہی سا علم دیا گیا ہے"؟ جبکہ آپ ؐ تو یہ کہتے ہیں کہ ہمیں قرآن دیا گیا ہے اور قرآن یہ کہتا ہے کہ جسے حکمت دی گئی ہے اُسے خیرِ کثیر یعنی بہت زیادہ فائدہ دیا گیا ہے؟

اس اعتراض کا جواب یہ دیا گیا کہ انسان کا علم جتنا بھی زیادہ کیوں نہ ہو، خیرِ کثیر ہی کیوں نہ ہو،

www.drhasanrizvi.com

قرآن ہی کیوں نہ ہو، خدا کے وسیع ترین علم کے مقابلے میں ایک بے مقدار ذرّے سے زیادہ نہیں ہے۔ کیوں کہ خدا کا علم لامحدود ہے۔ جو کچھ تمھارے نزدیک بہت زیادہ ہے خدا کے نزدیک بہت کم ہے۔

★...... (تفسیر برہان، تفسیر علی بن ابراہیم، تفسیر کبیر، تفسیر نمونہ)

★ سورۃ الکہف میں اِسی حقیقت کو یوں فرمایا: "زمین پر جتنے درخت ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں اور سارے سمندر سیاہی بن جائیں اور اس میں سات سمندر اور ملا دیے جائیں تاکہ وہ میرے پروردگار کے علم کی وسعت کو لکھ سکیں، تو یہ سب سمندر ختم ہو جائیں گے لیکن کلماتِ خدا (یعنی) خدا کے علم کی وسعت کا بیان ختم نہ ہوگا۔ (سورۃ الکہف[۱۸] آیت[۱۰۹] پارہ[۱۶])

کلماتِ الٰہی

یعنی: خدا کی باتوں کی تفسیر معلوماتِ الٰہی بھی کی گئی ہے۔ (فتح الرحمٰن)

(یعنی، علمِ الٰہی) دوسری تفسیر: "خدا کی قدرت کی باتیں" لکھی گئی ہیں۔ یعنی خدا کی قدرت کے عجائبات، حکمتیں، قدرتیں، اور خدا کا علم۔

★...... (تفسیر بیان)

★ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ: بعض قاریوں نے بحر کو منصوب اور بعض نے مرفوع پڑھا ہے۔ منصوب ہونے کی صورت میں اَنَّ کے اسم یعنی ما پر معطوف ہوگا اور اُس کی خبر محذوف ہوگی یعنی: وَالْبَحْرُ مِدَادُہٗ اور يَمُدُّهٗ جملہ فعلیہ اس سے حال ہوگا، اور مرفوع ہونے کی صورت میں جملہ مستانفہ قرار دیا جائے گا یعنی: اگر دنیا کے تمام درخت قلمیں، اور موجودہ تمام سمندر اُن کے ساتھ سات گنا اور ملاکر سیاہی بن جائیں تو یہ سب ختم ہو جائیں گے لیکن اللہ کی قدرت اور علم و حکمت و خلق و عجائباتِ صنعت ختم نہ ہو سکیں گی۔

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے مروی ہے: "نَحْنُ الْكَلِمَاتُ الَّتِي لَا تُدْرَكُ فَضَائِلُنَا وَلَا تُسْتَقْصٰى" یعنی: "ہم وہ کلمات ہیں جن کے فضائل کا ادراک نہیں کیا جا سکتا اور نہ ان کی انتہا معلوم کی جا سکتی ہے۔"

★...... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا (۲۸) تم سب کا پیدا کردینا اور پھر تمہارا
كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ دوبارہ زندہ کرکے اُٹھا دینا (خدا کےلئے)
سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ بس ایسا ہے جیسے ایک شخص کا (پیدا
کردینا اور مار کر زندہ کر اُٹھانا) حقیقتاً اللہ ہر
چیز کا سننے والا اور دیکھنے بھالنے والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ (۲۹) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ رات کو دن میں
فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ داخل کرکے لے آتا ہے اور دن کو رات
فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ میں (پروتا ہوا لے آتا ہے)؟ اُس نے چاند اور
وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى سورج کو کام میں لگا رکھا ہے۔ سب کے سب
اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا ایک مقررہ مدّت تک چلے جا رہے ہیں۔ حقیقتاً
تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اُس سے پوری طرح باخبر ہے۔

شانِ نزول آیت ۲۸

بعض مفسرین نے لکھا کہ مشرکین کو یہ اعتراض تھا کہ خدا نے دنیا میں تو ہم کو رفتہ رفتہ پیدا کیا، اور قیامت میں کہا جا رہا ہے کہ یکدم سب کے سب زندہ ہو جائیں گے۔ یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟ جواب میں یہ آیت اُتری۔ ...... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

آیت ۲۹ کی تشریح | عرفاء نے نتیجہ نکالا (۱) تمام تصرفاتِ تکوینی صرف خدا ہی کے اختیار میں ہیں۔
(۲) خدا کا علم کامل الاکمل اور ہمہ گیر، ہر چیز پر محیط ہے۔ (۳) دنیا کے موجودہ نظام کی مدت بس قیامت تک ہے۔ اُس کے بعد ایک دوسرے نظام کا دور شروع ہوگا۔ یہ بساط اُلٹ دی جائے گی۔ (۴) سیاہ رات روشن دن، چمکتا سورج سب خدا کی واحد ذات کے جلوے ہیں، اور اُس کی تخلیق ہیں۔ اِس لیے اس سے بڑی کوئی حماقت ممکن نہیں ہے کہ اِن مخلوقات کو خدا سمجھ کر اُن کی عبادت کی جائے۔
* ...... (تفسیر ماجدی)

* پھر یہ بھی دیکھیے کہ تمام نظامِ ایک جچے تُلے حساب شدہ، منظم نظام کے تحت چل رہا ہے، وہ اُس کو روک بھی سکتا ہے، ختم بھی کر سکتا ہے۔ اُسی نے ارشاد فرمایا: "اُس خدا نے اِس سورج اور چاند کو تمہارے لیے مسخر کیا ہے، اور ہر ایک معینہ وقت تک اپنی حرکت جاری رکھے ہوئے ہے۔"
* ...... (تفسیر نمونہ)

* چاند، سورج کا انسان کے لیے مسخر ہونے کا فی الحال مطلب یہی ہے کہ:
"یہ سب انسان کی خدمت کر رہے ہیں، فائدے پہنچا رہے ہیں۔ اِس طرح یہ سب کچھ اللہ کی نعمت احسان کی وسعت اور انسان کی عظمت کا بیان ہے، اور ساتھ ساتھ انسان کو شرم دلانا بھی مقصود ہے کہ خود دیکھ لے، تجھ سے کتنی بڑی بڑی مخلوقات، زمین و آسمانوں کی تمام موجودات حکمِ خدا کے آگے سر جھکائے رہتی ہیں، اور تو کتنا بے انصاف ہے کہ یہ سب تیری خدمت میں دن رات لگے رہتے ہیں، پھر بھی تو خدا کا فرماں بردار اور احسانمند نہیں بنتا۔ احسان فراموشی اور نافرمانی کی راہ چلتا رہتا ہے۔ * (تفسیر نمونہ)

* اور اِن تمام باتوں سے آخری نتیجہ آیت ۳۰ میں نکالا اور ساری بحثوں کو اِس طرح سمیٹا اور نتیجہ نکالا کہ: "یہ ساری کائنات کا منظم نظام اِس بات کی دلیل ہے کہ (۱) خدا کی ذات ایک سچی حقیقت ہے سراسر حق ہے (۲) اور خدا کے علاوہ، مشرک جن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں، وہ سراسر باطل، جھوٹ اور غلط ہے (۳) اور خدا بلند مقام والا، بزرگ اور عظیم ہستی ہے۔ کائنات کی ہر چیز کا خالق یکتا ہے۔"
* .... (تفسیر کبیر)

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾

(۳۰) یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اللہ ہی (کی ذات) حق ہے (یعنی حقیقی فاعلِ مختار اور مخلوقات پر حکومت کرنے والا خدا ہی ہے) اور جن جن چیزوں کو وہ خدا کے سوا یا خدا کو چھوڑ کر (خدا سمجھ کر) پکارتے ہیں وہ (سب) بے حقیقت ہے۔ حقیقتاً اللہ ہی سب سے بلند مقام والا، بزرگ و برتر شان والا ہے۔

ع ۱۲

محققین اور عرفا نے نتیجے نکالے کہ (۱) واجب الوجود صرف اور صرف خدا کی ذات ہے، (۲) وجودِ حقیقی صرف اور صرف خدا کا ہے (۳) باقی تمام مخلوقات صرف خدا کی وجہ سے ہیں۔ (۴) تمام صفاتِ عالیہ اور تمام کبریائی اور بڑائی صرف خدائے واحد کے لیے ہے۔ (۵) اس لئے صرف اور صرف وہی معبودیت، الوہیت اور حاکمیت کا مستحق ہے۔ ...... (تفسیر ماجدی)

★ گذشتہ آیتوں میں خدا کی خالقیت، مالکیت، لامحدود علم و قدرت کو ثابت کرنے کے بعد اب نتیجے نکالے جا رہے ہیں کہ (۱) سچی حقیقت صرف خدا کی ذات ہے۔ (۲) خدا کے علاوہ ہر چیز ختم ہونے والی ہے (۳) ہر چیز خدا کی محتاج ہے۔ (۴) خدا کے علاوہ کوئی خدا نہیں (۵) خدا کی ذات سب سے بلند و برتر حتیٰ کہ تعریف سے بلند و بالا ہے۔

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "خدا کی ذات کے بارے میں جو چیز بھی تمہارے ذہن میں آئے اُس کا انکار کر دو کہ جو تمہارے ذہن میں آیا ہے وہ خدا نہیں ہے۔" (الحدیث)

★ اس لیے کہ خدا کی ذات لا محدود ہے اور ہماری فکر بہر حال محدود ہے اس لئے جو کچھ بھی خدا کی ذات کے بارے میں تصور آتا ہے وہ خدا نہیں ہوتا۔ ~ وہ تصور میں بھی اِس خوف سے آجاتے ہیں ۔۔۔ جو تصور میں نہ آئے وہ خدا ہوتا ہے ★ ...... (مؤلف)

www.drhasanrizvi.com

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ الۡفُلۡكَ تَجۡرِىۡ (۳۱) کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کشتی سمندر

فِى الۡبَحۡرِ بِنِعۡمَتِ اللّٰهِ میں اللہ کے فضل و کرم سے چلتی ہے

لِيُرِيَكُمۡ مِّنۡ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِىۡ تاکہ وہ تمھیں اپنی کچھ نشانیاں دکھائے

ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ درحقیقت اس میں بہت سی دلیلیں

شَكُوۡرٍ ﴿۳۱﴾ اور نشانیاں ہیں، اُس شخص کے لیے

جو بڑا صبر اور شکر کرنے والا ہو۔ (صبر کی وجہ سے وہ توحید پر مضبوطی سے قائم رہے گا، اور شکر کی وجہ سے وہ توحید کی حقیقت تک پہنچ جائے گا۔)

★ جو چیز جتنی خدا سے وابستہ ہوگی، اتنی ہی ظاہر، موجود اور باقی ہوگی۔ ★ (تفسیر نمونہ)

صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ

یعنی: بہت صبر اور بہت شکر کرنے والے وہ لوگ ہیں جو خدا کی نشانیوں اور آیتوں پر بہت غور و فکر کرتے ہیں۔ خدا کی نعمتوں کو بہت یاد کرتے ہیں اور اُن کا شکر ادا کرنے کے لیے خود کو وقف کر دیتے ہیں۔

(تفسیر صافی صفحہ ۳۹۵)

★ اس سے ہر وہ شخص بھی مراد ہے جو فقر و فاقہ برداشت کرے اور ہر حالت میں خدا کا شکر ادا کرتا رہے۔

★ ..... (تفسیر قمی)

★ صبّار و شکور سے مراد مومن ہے۔ اس لیے کہ ایمان کے دو حصے ہیں۔ آدھا صبر ہے اور آدھا شکر ہے۔ ★..... (تفسیر مجمع البیان)

www.drhasanrizvi.com

سمندر میں کشتی کی مثال

جب انسان سمندروں کے درمیان ہوتا ہے اور سمندر کی عظیم موجیں ہر طرف سے اُس کو یوں گھیر لیتی ہیں جیسے بادلوں نے اُس پر ہر طرف سے سایہ کر لیا ہو۔ اُس وقت انسان خود کو بہت کمزور اور لاچار محسوس کرتا ہے۔ اُس وقت وہ صرف اس اُمید کے سہارے پر رہتا ہے کہ کوئی ذات ہے جو اُسے اب بھی بچا سکتی ہے۔ اُس وقت غفلت کے پردے ہٹ جاتے ہیں، اُس وقت خالص توحید انسان کا احاطہ کر لیتی ہے، اُس وقت وہ صرف اور صرف خدا کا غلام ہو کر خدا ہی سے طالبِ مدد ہوتا ہے۔

مگر جب وہ ان سمندری موجوں سے نجات پاتا ہے تو سوا صبر اور شکر کرنے والوں کے ہر چیز کو بھلا بیٹھتا ہے۔

★...... (تفسیر نمونہ)

★ مفسّرین نے لکھا کہ اس میں عکرمہ ابنِ ابوجہل کے واقعے کی طرف ارشاد فرمایا ہے۔

جنابِ رسولِ خداؐ نے اُس کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔ کیوں کہ اُس نے اسلام کے خلاف بڑی بڑی ریشہ دوانیاں کی تھیں، اور ہر جرم کیا تھا۔ مجبوراً فتحِ مکّہ کے موقع پر مکّہ سے بھاگا اور بحرِ احمر پہنچ کر کشتی پر بیٹھا۔ جب سمندر کے درمیان پہنچا تو سخت تیز ہوا چلی، سب کشتی والوں نے متفق ہو کر کہا کہ بتوں کو چھوڑ کر صرف اور صرف خدا سے بچنے کی دعائیں مانگو۔ کیوں کہ یہ بُت اب کچھ نہیں کر سکتے۔ عکرمہ نے دل میں کہا: "اے خدا! میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تو نے مجھے اس ڈوبنے کی مصیبت سے بچا لیا تو میں محمدؐ کے پاس جا کر اُن کے ہاتھ پر ایمان لے آؤں گا۔" بالآخر اُس نے نجات پائی اور جنابِ رسولِ خداؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔

★...... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر کبیر امام رازی، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۴)

★ آخر میں خدا کا مومن کو صابر و شاکر کہنا اس لیے بھی ہے کہ بحری سفر میں صبر کے بھی بیحد مواقع آتے ہیں اور شکر کے بھی۔

...... (تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ (۳۲) اور جب اُن پر سمندر کی موجیں
كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ سائے کی طرح چھا جاتی ہیں تو وہ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ اللہ کو پکارنے لگتے ہیں، اُس کا
فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ خالص اعتقاد رکھتے ہوئے۔ مگر
فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا جب وہ ؒ اُن کو خشکی کی طرف بچا
يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ کر پہنچا دیتا ہے تو اُن میں سے کچھ
خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ ہی ایسے ہیں جو اعتدال کے راستے پر
قائم رہتے ہیں، اور ہماری باتوں کا انکار تو بس وہی کرتے جو بدعہد غدار اور ناشکرے ہیں

"ختّار" ختر سے بنا ہے جس کے معنی مبالغہ کے ہیں۔ یعنی عہد باندھ کر بار بار توڑنے والا۔
کیوں کہ مشرکین بھی سخت مصیبتوں یا طوفانوں میں گھر جاتے تھے تو خوب خوب وعدے کرتے تھے اور کہتے تھے کہ "ہم خدائے واحد کے سوا کسی کی غلامی اختیار نہ کریں گے۔" اور بتوں کو بُرا بھلا کہنے لگتے تھے، مگر جب مصیبت بلا، یا طوفان کی زد سے بچ کر نکلتے، تو اپنے سارے وعدے بھول جاتے تھے۔ یہ اُن کا معمول تھا۔ اِسی لیے اُن کو عہد شکن کہا گیا، وہ بھی مبالغے کے صیغے کے ساتھ۔ کیوں کہ عہد شکنی اُن کا معمول تھا۔

* - - - - - - (مفردات امام راغب)

www.drhasanrizvi.com

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا (۳۳) (اس لئے) اے لوگو! بچو اپنے پالنے
رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا والے مالک کے غیظ و غضب اور ناراضگی
لَّا يَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ سے، اور ڈرو اُس دن سے جب نہ
وَّلَدِهٖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ کوئی اپنے بیٹے تک کو کوئی فائدہ
جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْئًا پہنچا سکے گا (یا) کوئی باپ اپنے بیٹے
اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا کی طرف سے کوئی بدلہ تک نہ دے سکے گا
تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وقفہ اور نہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو کسی قسم کا
وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ کوئی فائدہ پہنچا سکے گا۔ حقیقتاً

خدا کا وعدہ بالکل سچا ہے، پس تمہیں دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے، اور نہ کوئی دھوکے باز اللہ کے بارے میں تمہیں دھوکا دے کر چوٹ دے جائے۔

---

* فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

"دنیا دو طرح کی ہے: (۱) دنیا کا تصور وہ ہے کہ آخرت کی تیاری کے لیے دن گذار دیے جائیں۔

(۲) دوسری دنیا کا تصور یہ ہے کہ آخرت کو بھلا کر دائمی لعنت کو خرید لیا جائے۔"

* ..... (تفسیر صافی صہ ۳۹۵)

www.drhasanrizvi.com

"لَا تَجْزِیْ" یعنی جزا کا بار نہ اٹھانا۔ اِس کے دو معنی ہیں۔

(۱) بیٹا باپ کے جرم کی کوئی پاداش یا قیمت دینے کو تیار نہ ہوگا۔

(۲) قیامت کے دن بیٹا اپنے باپ کے لیے کوئی سزا یا جرمانہ برداشت نہیں کرے گا۔

یعنی سزا کے معاملے میں اُس کی جانشینی یا ذمّہ داری قبول نہیں کرے گا۔ اپنے باپ کی ذمّہ داری کی کفایت نہیں کرے گا۔ باپ سے اور اُس کے جرم دونوں سے لاتعلقی کا اعلان کر دے گا' اور کہے گا: "تم جانو تمھارا کام جانے' اپنے کیے کو خود بھگتو' میں کچھ نہیں جانتا۔ میں کچھ برداشت کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ بُرے کام کا بُرا انجام ہوتا ہے' اپنے انجام کو خود برداشت کرو' چلو ہٹو۔"

* ...... (تفسیر نمونہ۔ تفسیر کبیر)

* وہاں ہر شخص اپنے اعمال کی پاداش اور جرم میں خود ہی گرفتار' بے بس اپنی ہی فکر میں ہوگا' اپنے ہی گریبان کو جھانک رہا ہوگا۔

* سچ تو یہ ہے کہ انسان اگر اُس منظر کے تصوّر کو دل و دماغ میں اتارے تو ہر بے راہروی سے بچنے کی رغبت پیدا ہو جائے گی' شیطان کی تمام چالیں' مکّاریاں' دھوکے بازیاں بے اثر ہو کر رہ جائیں گی۔ انسان کو غور و فکر کرنے کے لیے قرآن نے بارہا دعوت دی ہے۔

* .... (مولّف)

* دنیا کے تمام دھوکے اِس ایک تصوّر سے مٹ سکتے ہیں۔ اِسی لیے:

امیرالمومنین حضرت امام علی علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا: "سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟"

فرمایا: "وہ شخص جسے دھوکے باز لوگ دھوکے نہ دے سکیں اور جو دنیا کی طرف اس قدر رغبت نہ کرے کہ دنیا کے فریب میں آجائے۔ یعنی دنیا کی رغبت اُس کو دھوکے میں نہ ڈال سکے۔"

* ..... (من لایحضرہ الفقیہ۔ تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

کھویا نہ جا صنم کدۂ کائنات میں ❊ محفل گداز، گرمیٔ محفل نہ کر قبول

(اقبال)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ (۳۴)

(۳۴) حقیقت یہ ہے کہ قیامت کے وقت کا (۱) علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ وہی بارش (۲) برساتا ہے اور وہی اُسے بھی جانتا ہے جو کچھ کہ ماؤں کے پیٹ میں ہے (۳) اور کوئی سانس لینے والا نہیں جانتا کہ کل وہ کیا عمل کرے گا؟ (۴) اور کوئی متنفّس (شخص) نہیں جانتا کہ کس سرزمین پر اُس کو موت آئے (۵) گی، حقیقتاً اللہ ہی سب کچھ جاننے والا، ہر چیز سے باخبر ہے۔

ع ۴ / ۱۲

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا:
"یہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن کو خدا کے سوا کوئی مقرب فرشتہ بھی نہیں جانتا۔ اور نہ کوئی نبی یا رسول جانتا ہے۔" ★ ..... (تفسیر صافی ص ۳۹۵)

★ امیرالمومنین حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السّلام نے فرمایا: "وہ علمِ غیب جس کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، وہ یہی پانچ چیزیں ہیں جن کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔"
★ ..... (نہج البلاغہ)

www.drhasanrizvi.com

★ مطلب یہ ہے کہ ان پانچ چیزوں کی تفصیلی خبریں خدا کے سوا کسی کے علم میں نہیں ہیں۔ البتہ اجمالی خبریں انبیاء کرامؑ اور ائمۂ اہلِ بیتؑ نے دی ہیں، وہ بھی خدا ہی کے عطا کیے ہوئے علم اور اجازت سے۔

(تفسیر صافی)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا: "غیب کی چابیاں پانچ ہیں جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا" پھر آپؐ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

★...... (تفسیر مجمع البیان)

★ ایک مرتبہ جناب امیرالمومنینؑ آئندہ ہونے والے واقعات کی تفصیلات بیان فرما رہے تھے بنی کلب کے ایک شخص نے حیران ہو کر دریافت کیا: "کیا آپ علمِ غیب رکھتے ہیں"؟

آپؑ نے مسکرا کر فرمایا: "یہ علمِ غیب نہیں ہے۔ یہ تو جنابِ رسولِ خداؐ سے حاصل کی ہوئی باتیں ہیں۔ (۱) خدا کے علم کے خزانے ہیں۔ علمِ غیب تو قیامت کا وقت ہے۔ اور اُن چیزوں کے جاننے کا نام ہے، جن کو خدا نے اِس آیت میں بیان فرمایا ہے۔ اور نبیؐ نے مجھے بتلایا ہے، اور میرے لیے دعا بھی فرمائی ہے کہ میرا سینہ ان کے تمام علوم کو اپنے اندر محفوظ رکھے، جیسے ترکش تیروں کو محفوظ رکھتا ہے۔

★...... (نہج البلاغہ) خطبہ ۱۲۸

★ البتہ بہیں بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انبیاءؑ، ائمۂ اہلِ بیتؑ اور اولیائے کرامؒ کو بھی موت کے وقت اور جگہ کا علم ہو جاتا ہے۔ لیکن اول تو یہ علم خدا کی عطا سے ہوتا ہے۔ نیز یہ علم اجمالی ہوتا ہے تفصیلی نہیں ہوتا۔ خدا جتنا علم چاہتا ہے، جب چاہتا ہے، جسے چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے

★...... (بمطابق احادیثِ ائمہؑ ا: اصولِ کافی)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "امامؑ علمِ غیب ذاتی طور پر نہیں جانتا، ہاں، امامؑ جب غیب کی کسی بات کو جاننا چاہتا ہے تو خدا اُسے آگاہ کر دیا کرتا ہے۔"

★ (اصولِ کافی جلد اول صفحہ ۲۰۲)

www.drhasanrizvi.com

سورۂ سجدہ کی خصوصیات

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سورۂ سجدہ اور سورۂ ملک کو سمجھ کر پڑھتا ہے وہ ایسا ہے جیسے اس نے پوری شبِ قدر عبادتِ خدا میں گذاری ہو۔"
★ ..... (تفسیر مجمع البیان)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سونے سے پہلے روزانہ اِن دونوں سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔
★ ...... (تفسیر انوار النجف)

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "جو شخص شبِ جمعہ میں اس سورۃ کو سمجھ کر پڑھے گا قیامت کے دن اس کا نامۂ اعمال اس کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا اور اس سے حساب کتاب بھی نہ لیا جائے گا اور وہ حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کے ساتھیوں میں سے ہوگا۔"
★ ...... (تفسیر مجمع البیان جلد ۸)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اس سورۃ کو خود لکھ کر اپنے پاس رکھے وہ جوڑوں کے درد، سر کے درد اور بخار سے محفوظ رہے گا۔" (تفسیر انوار النجف)

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص سورۃ الاحزاب کو سمجھ کر پڑھے اور اپنے گھر والوں کو اس سورۃ کی تعلیم دے تو وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا۔"
★ ...... (تفسیر مجمع البیان جلد ۸)

ضروری نوٹ (انتباہ)

یاد رکھیے کہ اس قسم کے تمام فضائل اور اعزازات و فوائد اُن لوگوں کے لیے مفید نہیں ہیں جو ان سورتوں یا قرآن کے دوسرے سوروں کو بلا سمجھے بوجھے طوطے کی طرح رٹ یا پڑھ لیتے ہیں۔ اس لئے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے: "ایسی تلاوت، تلاوت ہی نہیں ہے جس میں غور و فکر کا عنصر شامل نہ ہو" (نہج البلاغۃ) اس لئے فضائل کا حصول سمجھ کر، شوق و رغبت اور عمل کرنے کے ارادہ سے تلاوت پر منحصر ہے۔ ★ (تفسیر نمونہ)

رُکُوعَاتُهَا ۳	سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ	اٰيَاتُهَا ۳۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے مدد مانگتے ہوئے جو سب کو فیض اور فائدے پہنچانے والا، بے حد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ (۱) الف، لام، میم۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ (۲) اس کتاب قرآن کا اُتارا جانا بلاشبہ تمام جہانوں کے پالنے والے مالک کی طرف سے ہے۔

شانِ نزول یہ آیات ابوسفیان اور دوسرے کفر و شرک کے سرداروں کے بارے میں اتری ہیں۔ یہ لوگ جنگِ احد کے بعد جناب رسولِ خداؐ سے امان حاصل کرکے عبداللہ ابن اُبَی منافق کے ساتھ مدینہ آئے اور عرض کی: اے محمدؐ! آپ ہمارے بتوں کو بُرا کہنا چھوڑ دیں اور یہ بھی کہہ دیجیے کہ یہ اپنی پوجا پاٹ کرنے والوں کی شفاعت کریں گے۔ تو ہم لڑائی جھگڑے چھوڑ دیں گے۔ پھر آپ جتنی چاہیں اپنے خدا کی تعریف کریں، آزاد ہیں۔" اس پر آنحضرتؐ کو غصہ آیا۔ اُدھر خدا نے یہ آیتیں بھیج کر حکم دیا کہ ان کی پیشکش کو قبول نہ کریں۔ حضرت عمر اُن کو قتل کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آنحضرتؐ نے روک دیا اور فرمایا کہ ان کو امان دے چکا ہوں بس ان کو مدینہ سے باہر نکال دیا جائے۔ ... (تفسیر کبیر، تفسیر مجمع البیان، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

آیت کا مقصد یہاں یہ ہے کہ : یہ بات خوب اچھی طرح سے سمجھ لینا کہ یہ کلام یعنی قرآن کہاں سے آرہا ہے؟ جس طرح ریڈیو ، ٹی وی پر سب سے پہلے یہ بتایا جاتا ہے کہ ہم فلاں شہر یا فلاں اسٹیشن سے بول رہے ہیں ۔ اسی طرح شروع ہی میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ یہ کلام اور پیغام کائنات کے مالک اور خالق کی طرف سے آرہا ہے گویا قرآن سب سے پہلے یہ خبر دیتا ہے کہ یہ خداوند عالم کا کلام ہے۔(۱) اس کا پہلا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ اس بیان و کلام کے آگے سر جھکا دو کہ یہ غالب ، خالق ، مالک ، پالنے والے ، تمام جہانوں کے خالق کا کلام ہے۔

(۲) اس کا دوسرا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ اس کلام کا ہر ہر لفظ ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک و بالاتر ہے کہ یہ اس کا بیان ہے جس کا علم لامحدود ہے۔ جس کا سب سے واضح ثبوت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنی زندگیوں کو اس کلام کے تابع کیا ان میں زبردست انقلاب ، پاکیزگی ، شرافت اور انتہائی بلندی دکھائی دیتی ہے۔ ★..... (تفہیم القرآن)

عرفاء نے نتیجہ نکالا کہ : کیوں کہ قرآن تمام جہانوں کے پالنے والے مالک کی طرف سے اُتارا گیا ہے اس لیئے اِس کتاب میں جو حقائق بیان کیے گئے ہیں ، ان میں کسی قسم کا اشتباہ ، شک و شبہ کی کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔ اِس کے تمام مضامین سراسر سرمایۂ تسکین اور خزانۂ سکون ہیں۔ .... (تفسیر روح البیان)

★ **لَا رَیْبَ فِیْهِ** : یعنی : منصف طبع لوگوں کے لیے اِس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیوں کہ اِس میں جس لحاظ سے غور کیا جائے پتہ چلتا ہے کہ انسانوں کی دماغی وسعتیں ان مصالح و مفاسد کو نہیں گھیر سکتیں جن پر قرآن کا اسلوب حاوی ہے۔ پس یہ اس امر کی دلیل ہے کہ اِس کی آیات اللہ کی نازل کردہ ہیں۔ اگر کسی بندے کا بنایا ہوا ہوتا تو یقیناً دوسرے لوگ تنہا نہیں تو سب مل کر سارے کا نہیں تو بعض اجزاء کا مقابلہ کرنے میں عاجز نہ آتے۔

★ ..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ (۳) کیا وہ کہتے ہیں کہ اِس شخص نے
هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ اِسے از خود گھڑ لیا ہے، نہیں، بلکہ
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ یہ حق (یا) حقیقت ہے، آپ کے
مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ پالنے والے مالک کی طرف سے
لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝ (اُترا ہوا) تاکہ آپ بُرائی کے بُرے

انجام سے ڈرائیں اُس قوم کو جس کے پاس آپؐ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، تاکہ شاید وہ ہدایت حاصل کریں۔

★ اب کافروں کا یہ کہنا کہ قرآن خود رسولؐ نے گھڑ لیا ہے، بالکل جھوٹا دعویٰ تھا، اِس لیے کہ محمد مصطفیٰ ؐ کی پوری زندگی اُن کی آنکھوں کے سامنے تھی۔ وہ خود اقرار کر چکے تھے کہ یہ شخص نہایت سچا، کھرا، دیانتدار، پاک سیرت انسان ہے۔ بجائے نام کے خود آپؐ کو صادق اور امین کے نام سے پکارتے تھے۔

دوسرے یہ کہ وہ لوگ خوب اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اس دعوئے نبوّت سے ایک دن پہلے تک کسی نے اس شخص سے ایسی کوئی بات نہیں سُنی تھی۔

تیسرے یہ کہ وہ لوگ محمد مصطفیٰ ؐ کی زبان طرزِ بیان کو خوب جانتے پہچانتے تھے اور یہ بیان اُس طرزِ بیان سے قطعاً مختلف تھا۔ آج تک ہر عربی جاننے والا از خود پہچان لیتا ہے کہ یہ قرآن ہے، اور یہ رسولؐ کا بیان ہے۔ ایک ہی شخص اتنے دو مختلف انداز سے نہیں بول سکتا۔

www.drhasanrizvi.com

چوتھے یہ کہ وہ قرآن کی معجز بیانی اور اُس کے معجزانہ ادب کو خوب اچھی طرح سے پہچانتے تھے، اُس کا سارے ادیب شاعر اعتراف کر چکے تھے کہ ماھٰذا کلام بشر " یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔"

پانچویں یہ کہ عرب خود پہچانتے تھے کہ شاعروں، کاہنوں، جادوگروں، خطیبوں کا کلام اور اندازِ بیان کیسا ہوتا ہے؟ اُن کے موضوعات مبلغِ علم کیا ہوتا ہے۔ یہ کلام اُس سے بالکل مختلف اور بے انتہا بلند اور مفید ہے، نہایت بلند پایہ ہے جس میں خود غرضی کا ادنیٰ شائبہ یا دھبّہ قطعاً نظر نہیں آتا۔

چھٹے یہ کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ جو لوگ اِس قرآن سے متاثر ہوتے ہیں اُن کی زندگی کتنی پاک، بلند اور تبدیل ہو جاتی ہے۔ اِس لیے قرآن نے اُن کے سامنے مزید دلائل پیش نہیں کیے۔ اِس لیے کہ وہ خود اچھی طرح سمجھ رہے تھے کہ وہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

اِسی لیے قرآن نے صرف اتنا کہنا کافی سمجھا کہ: " بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ "

" نہیں۔ بلکہ یہ کلام سچی حقیقت ہے آپؐ کے پالنے والے مالک کی طرف سے۔"

اِس پر مزید دلیل دینا، بات کو مضبوط کرنے کی بجائے کمزور کرنا ہوتا۔ مثلاً اگر دن کے وقت سورج چمک رہا ہے اور کوئی ضدی جاہل یہ کہے کہ یہ اندھیری رات ہے، تو اُس کے سامنے بس اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ: ارے اِس کو رات کہہ رہا ہے، سامنے تو سورج چمک رہا ہے۔ اب اگر اِس پر مزید منطقی دلیلیں قائم کی جائیں گی تو جواب پُرزور ہونے کی بجائے کمزور ہو جائے گا۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

★ عیاں راچہ بیاں۔؟ جو بات واضح ہو اُس کو ثابت نہیں کرنا چاہیے۔

مقصدِ بیان یہ ہے کہ پوری قوم سخت گمراہی میں مبتلا رہے۔ اخلاقی پستی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے۔ اب اگر ایسے میں کوئی پیغمبر تمہاری ہدایت کو بھیجا جائے تو اِس پر تعجب کی کیا بات ہے۔؟

★ ...... (مولّف)

www.drhasanrizvi.com

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا : " اس قوم کو جس کے پاس آپؐ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔"

اِس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ عرب میں پہلے کوئی نبی کبھی نہیں آیا تھا۔

بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک طویل مدّت سے کوئی معصوم رہنما نمایاں طور پر نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا جو پہلے انبیاء کرامؑ کی تعلیمات کے محو شدہ نقوش تازہ کر دیتا۔ اِس طویل وقفے کے بعد اب جنابِ رسولِ خداؐ کو بھیجا جا رہا ہے۔

..... (فصل الخطاب)

؎ وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ؛ مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا ؛ اور اِک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

..... (حالی)

★ غرض آیت کے اِن الفاظ سے مراد یہ ہے کہ : دینِ ابراہیمیؑ و اسماعیلؑ کے آنے کے بعد جب یہ قومِ عرب کفر و شرک کے مرض میں مبتلا ہوئی، اُس وقت سے کوئی پیغمبر اُن میں نہیں آیا جس سے وہ ہدایت حاصل کرتے۔

..... (تفسیر کبیر امام رازی مطابق قول حضرت ابنِ عبّاس و تفسیر ابنِ عبّاس)

★ تاریخ کے اوراق اور دیگر ٹھوس شواہد سے ثابت ہے کہ حضرت محمد مصطفٰےؐ کے عہد سے بالکل قریب زمانے میں بہت سے لوگ اور علماء علی الاعلان توحید کو اصل دین سمجھتے تھے۔

مولانا مودودی صاحب نے تفہیم القرآن میں پچیس ۲۵ نام لکھے ہیں۔ (اُن میں حضرت ابو طالبؑ اور حضرت عبد المطلبؑ کا نام بھی لکھنا چاہیئے تھا) یہ لوگ شرک سے کھل کر لاتعلقی کا اظہار کرتے تھے۔

اِس کے علاوہ یمن میں چوتھی، پانچویں صدی عیسوی کے جو آثار ملے ہیں اُن میں ۳۷۸ء کا ایک کتبہ ملا ہے جو کے کھنڈر سے نکلا ہے جس میں لکھا ہے : یہ معبد "اللہ ذو سمری" کا ہے

www.drhasanrizvi.com

یعنی آسمان کے خدا کا ہے۔

۴۶۵ء کا ایک اور کتبہ ملا ہے جس میں لکھا ہے: "بِنَصْرِ وَ بِعَوْنِ الٰہُ رَبُّ السَّمَاءِ وَالْاَرض
یعنی: "آسمان اور زمین کے مالک کی مدد اور نصرت سے"

اسی دور کا ایک کتبہ ایک نہر سے ملا ہے جس میں لکھا ہے: "بنحیل رحمنن"
یعنی: "میں رحمان کی طاقت سے مدد طلب کرتا ہوں۔

شمالی عرب میں دریائے فرات پر زبد کے مقام پر ایک کتبہ ملا ہے جس پر لکھا ہے:

"بِسْمِ الْاِلٰہُ لَا عِزَّ اِلَّا لَہُ لَا شُکْرَ اِلَّا لَہُ

یعنی: اللہ کے نام سے مدد طلب کرتا ہوں جس کے سوا کسی کو عزت اور طاقت حاصل نہیں
سوائے اُس کے کسی کے لیے شکر نہیں۔"

یہ تمام شواہد صاف بتا رہے ہیں کہ جناب رسولِ خداؐ کے آنے سے پہلے پچھلے انبیاکرامؑ کی تعلیمات بالکل نہیں مٹ گئی تھیں۔ کچھ لوگ ضرور ایسے موجود تھے جو ایک خدا کے پرستار تھے البتہ یہ تعلیمات فرسودہ ہوکر تقریباً بھلا دی گئی تھیں۔ یہ اس لئے کہ بہت طویل عرصے سے عرب میں کوئی نبی نہیں بھیجا گیا تھا۔
*...... (تفہیم القرآن)

* خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "خدا کو چھوڑکر نہ تو تمھارا کوئی مالک یا حمایت کرنے والا مددگار ہے، اور نہ کوئی سفارشی ہے۔"

یعنی خدا کے سوا تمھارا کوئی مستقل Independent آزاد مددگار یا شفاعت کرنے والا نہیں ہے۔ جیسا کہ مشرکوں نے سمجھ رکھا ہے کہ بت یا فرشتے یا بزرگانِ دین، خدا سے الگ از خود اُن کی حمایت، مدد یا شفاعت کرسکیں گے۔ اور اُن کو ہر عذاب سے بچاسکیں گے مشرکوں نے

www.drhasanrizvi.com

جزاء و سزا کا تعلق خدا سے تقریباً توڑ کر اس کا تعلق بتوں یا فرشتوں، دیوتاؤں یا بزرگانِ دین سے جوڑ رکھا تھا۔ خدا سے تعلق برائے نام باقی رکھا تھا۔ قرآن نے واضح طور پر بتا دیا کہ: فیصلے کرنے والا، حکم نافذ کرنے والا، شفاعت کی اجازت دینے والا، دنیا میں بھی صرف اور صرف خدا ہے، اور آخرت میں بھی صرف اور صرف خدا ہی ہوگا۔

البتہ دوسری جگہ قرآن نے یہ بتلا دیا کہ کچھ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ بندے بھی ہوں گے جو خدا کی اجازت سے سفارش کر سکیں گے۔ یعنی جس طرح خدا نے دنیا میں اسبابُ وسائل کا سلسلہ خود پھیلا دیا ہے، اسی طرح آخرت میں انبیاء، اوصیا، صالحین شفاعت کریں گے۔ خداوند کریم و رحیم خود اُن کو شفاعت کرنے کی اجازت عطا فرمائے گا، اور خدا کی اجازت اور مرضی دیکھ کر وہ گناہگاروں کی سفارش فرمائیں گے۔ اس طرح خدا جس کے لیے چاہے گا اُن کو گناہگار مومنین کی مغفرت اور نجات کا ذریعہ بنا دے گا۔

...... (تفسیر ماجدی)

؎ رحمتِ حق بہا، نمی جوید ٭ رحمتِ حق بہانہ می جوید

یعنی: خدا کی رحمت قیمت نہیں مانگتی (بلکہ) رحمتِ خدا تو دراصل بہانہ تلاش کرتی ہے۔

آیت کا پیغام، تعلیمات اور نتائج

(۱) تمہارا اصلی خدا وہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے۔ مگر تم ایسے احمق ہو کہ کاٹھ کے الوؤں کو کائنات کا مالک اور کارساز سمجھ بیٹھے ہو۔ اس کائنات میں خدا کے سوا جو چیز بھی پائی جاتی ہے وہ اُس کی مخلوق ہے اور اُس کے سامنے بے بس ہے۔ (۲) یہ بتایا جا رہا ہے کہ خدا اس کائنات کو پیدا کر کے سو نہیں گیا ہے، بلکہ وہی یہاں کا حکمران، تخت نشین، فرماں روا ہے۔ (۳) اب تمہاری انتہائی حماقت یہ ہے کہ اصلی خدا کو خالق و مالک کو چھوڑ کر چند بے بس مخلوقات کو اپنی قسمتوں کا مالک سمجھ بیٹھے ہو، جبکہ اُن میں ہرگز ذرا سی قوت و اختیار نہیں ہے۔[۱] (وہ تو اصل میں پتھر تھے اور پتھر ہی ہیں تم نے اُن کو اپنے ہی ہاتھوں سے گھڑ لیا ہے۔)

[۱] (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ (۴) اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور
وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَهُمَا فِیۡ زمین اور اُن کے درمیان کی تمام چیزوں
سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی کو چھ دنوں مرحلوں (STAGES)
عَلَی الۡعَرۡشِ ؕ مَا لَکُمۡ مِّنۡ میں پیدا کیا اور اس کے بعد
دُوۡنِهٖ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیۡعٍ ؕ تخت شاہی 'عرش' پر جلوہ فرما
اَفَلَا تَتَذَکَّرُوۡنَ ۝۴ ہوا۔ اُس کو چھوڑ کر نہ تو تمہارا کوئی مالک و مددگار
ہی ہے اور نہ کوئی سفارشی ہے۔ پھر کیا تم ہوش
میں نہ آؤ گے؟

یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ مِنَ السَّمَآءِ (۵) وہی آسمان سے زمین تک دنیا کے تمام
اِلَی الۡاَرۡضِ ثُمَّ یَعۡرُجُ معاملات کی تدبیر یا انتظام کرتا ہے۔
اِلَیۡهِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُهٗۤ پھر اِس تدبیر کی تمام تفصیلات اوپر
اَلۡفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ ۝۵ اُس کے سامنے پیش کی جائیں گی ایک ایسے
دن جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال کے برابر ہے۔

www.drhasanrizvi.com

آیتؔ کی تشریح

علّامہ طبرسیؒ نے اِس آیت کا مطلب یہ لکھا ہے کہ:
"فرشتے آسمانوں سے خدا کے فیصلوں کو لے کر اُترتے رہتے ہیں اور خدا کے فیصلوں کو پہنچا کر اوپر چڑھ جاتے ہیں۔"
* ...... (تفسیر مجمع البیان)

* حضرت ابنِ عباس نے فرمایا: "یہاں "تدبیرِ امر" سے مراد خدا کے قضا و قدر کا نظام ہے۔"
* ...... (قرطبی ۔ معالم)

* خداوندِ عالم کا فرمانا: "ایک ایسے دن جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق ایک ہزار سال ہے۔" اِس کا مطلب یوں سمجھیے کہ ہمارے سالوں اور دنوں کے حساب سے جتنا عرصہ ایک ہزار سال میں ہوتا ہے، اتنا عرصہ مراد ہے۔

* ڈاکٹر مشابلی کی تحقیق کے مطابق "فضا میں ایک مرکزِ نور ہے جس کے چاروں طرف تمام سورج چکر کاٹ رہے ہیں۔ ان تمام سورجوں کا ایک چکر تیس کروڑ سال میں ختم ہوتا ہے۔ گویا ہمارے تیس کروڑ سال، ان سورجوں کے ایک سال کے برابر ہیں، اور اُس کا ایک دن ہمارے تیس کروڑ دنوں کے برابر ہے۔ یعنی اُن کا ایک دن ہمارے آٹھ لاکھ اکیس ہزار نُو سو دو سال کے برابر ہے۔ اب کیونکہ آسمانوں میں نظامہائے شمسی کی تعداد کی کوئی انتہا نہیں ہے، اور ہر سورج کی گردش اپنے مرکز کے گرد دوسرے سورجوں سے مختلف ہے، اِس لئے ہر نظامِ شمسی میں دنوں اور مہینوں کی مدتیں مختلف ہیں۔"
* ...... (دُرِ قرآن)

* خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "اللہ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ اُن کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا ہے۔" اصل بات یہ ہے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے، وہ اگر چاہے تو ساری کائنات کو ایک لمحہ میں پیدا کر دے، اور اگر اُس کی حکمت کا تقاضا ہو تو چیزوں کو بتدریج پیدا کر دے۔ جیسے انسان کا بچہ ۹ ماہ میں شکمِ مادر میں پیدا (مکمل) ہوتا ہے، اور حضرت آدمؑ کو خدا نے ایک اشارہ میں پیدا کر دیا تھا۔
* ...... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "خداوندِ قدیر و حکیم مطلق نے کائینات کو چھ مرحلوں میں اِس لیے پیدا کیا، تاکہ ملائکہ اُس کی تخلیقات کو دیکھ سکیں اور اِس کی گواہی دے سکیں کہ یہ تمام چیزیں خدا نے اُن کے سامنے پیدا کی ہیں۔ (الحدیث)

★ اور خدا کا فرمانا: "ثُمَّ اسْتَوٰی" (یعنی) پھر اُس نے عرش پر حاوی ہو کر تمام کائینات کا انتظام فرمایا۔ "عرش" سے مراد کوئی لکڑی وغیرہ کا بنا ہوا تخت نہیں ہے۔ کیوں کہ خدا کسی مکان یا جگہ کا پابند نہیں ہے۔ جس طرح آجکل کرسی سے مراد "حکومت" ہوتی ہے۔

مقصد یہ ہے کہ پھر خدا کا اقتدار، حکومت، حکم یا نظم و ضبط ساری کائینات پر قائم ہوا۔
★...... (تفسیر کبیر۔ مجمع البیان، انوار النجف)

آیت کا پیغام اور خلاصہ

یہ ہے کہ تمھارے نزدیک جو ایک ہزار سال کی تاریخ ہے، وہ اللہ کے ہاں گویا، بس ایک دن کا کام ہے۔ یہ تمھارے ایک ہزار سال کی روداد خدا کے ہاں ایک دن میں پیش ہو جاتی ہے۔ اصل میں یہ آیت جواب ہے عربوں کے اُس اعتراض کا کہ عرب کے کفار کہتے تھے کہ: محمد مصطفیٰ ص کو نبوّت کا دعویٰ کرتے اتنے سال ہو چکے ہیں، وہ بار بار کہتے ہیں کہ اگر تم میری باتیں قبول نہ کرو گے تو تم تباہ و برباد ہو جاؤ گے، حالانکہ کئی سال سے ہم پر تو کوئی عذاب نہیں آیا۔
★..... (تفہیم القرآن)

★ اِسی بات کو سورۃ الحج میں یوں فرمایا: "یہ لوگ خدا کے عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں، اللہ ہرگز اپنے وعدے خلاف نہ کرے گا، مگر اصل بات یہ ہے کہ تمہارے مالک کے پاس تم لوگوں کے ہزار سال ایک دن کے برابر ہوا کرتے ہیں۔" (سورۃ الحج آیت ۴۷ پارہ ۱۷)

حاصلِ کلام

خداوندِ عالم کے فیصلے دنیا کی گھڑیوں اور جنتریوں کے لحاظ سے نہیں ہوا کرتے ایسا نہیں ہوا کرتا کہ آج گناہ کیا اور کل سزا مل گئی۔ اعمال کے نتائج کے ظاہر ہونے کے لیے دن، ماہ سال تو کیا چیز ہیں، صدیاں بھی کم ہوتی ہیں۔ ★... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ (۶) (غرض) وہی ہے ہر چھپی ہوئی
وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ اور ظاہری، دیکھی اور اَن دیکھی تمام
چیزوں کا جاننے والا، زبردست طاقت و عزت
والا اور بیحد مسلسل رحم کرنے والا۔

الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ (۷) جس نے جو چیز بھی بنائی بہت
خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ ہی اچھی بنائی۔ اُسی نے انسان
مِنْ طِيْنٍ ۝ کی پیدائش گیلی مٹی سے شروع کی۔

آیت ۶ کی تشریح: یہاں پر خدا نے خود کو "عزیز" یعنی ہر چیز پر غالب فرما کر بتا دیا کہ خدا ایسی عظیم طاقت ہے کہ اُس کے ارادے کے سامنے کوئی رکاوٹ کھڑی نہیں کرسکتا۔ کوئی اُس کے ارادے کو روک ٹوک نہیں سکتا۔ کیوں کہ کائنات کی ہر چیز اُس کی محکوم ہے اور کوئی چیز اُس کے ارادے کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

★ اور آخر میں خود کو خدا نے رحیم فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ اس قدر طاقتور ہونے کے باوجود خدا ظالم نہیں ہے، بلکہ اپنی مخلوقات پر رحیم و شفیق ہے۔ (جو عدل سے بھی آگے کا مقام ہے۔) × (تفہیم القرآن، تفسیر کبیر)

آیت ۷ الفاظ کی تشریح:

اَحْسَنَ : اسمِ تفضیل کا صیغہ ہے۔ یعنی: سب سے اچھا

بَدَاَ : یعنی: ابتداء یا شروع۔ انسان کی پیدائش کی ابتداء، گیلی مٹی سے کی۔

www.drhasanrizvi.com

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ (۸) پھر اُس کی نسل "نطفہ
سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ﴿۸﴾ (یعنی) ایک ذلیل، بے قدر پانی کے
نچوڑ سے چلائی۔ (کمزور پانی کے جوہر سے چلائی)

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ (۹) پھر اُس کے جسم کو تیار کیا اور
مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ اُس میں اپنی روح کا ایک حصہ
السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ پھونک دیا۔ اور تمھیں سننے کی طاقت
قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۹﴾ دی۔ (دیکھنے) نگاہیں دیں، اور
(سوچنے سمجھنے) دل و دماغ دیے۔ (مگر) تم ہو کہ بہت ہی کم شکر
ادا کرتے ہو۔

آیت ۹ کی تشریح : خداوندِ عالم کا فرمانا "سَوّٰىهُ" پھر ہم نے کائنات کو درست کیا۔" ✶ اس کا مطلب یہ ہے کہ پوری کائنات میں کوئی ایک چیز بھی ایسی نہیں ہے جو بے ڈھنگی اور بے تکی ہے۔ ہر چیز اپنا الگ ہی ایک حسن و جمال و کمال رکھتی ہے ہر چیز متناسب اور موزوں ہے۔ جو چیز جس مقصد کے لیے بنائی گئی ہے، وہ اپنے مقصد کو انجام دینے کے لیے بالکل مناسب اور ٹھیک ہے۔ تم خدا کی بنائی ہوئی کسی چیز کے نقشے میں کسی قسم کی کوتاہی، نقص یا کمی نہیں دکھا سکتے، نہ اُس میں کسی قسم کی تبدیلی یا ترمیم

www.drhasanrizvi.com

کا نقشہ پیش کر سکتے ہو۔

اس لیے اتنی پیچیدہ نازک، حکمتوں سے لبریز تخلیقات کو ایک حادثہ یا اتفاق قرار دینا انتہائی غیر سائنٹفک ہوگا۔ پھر اگر یہ مان لینا زبردست عقلمندی ہے کہ زندگی کا پہلا جرثومہ اتفاقاً حادثہ کے طور پر وجود میں آیا تو یہ بات مان لینا کتنا سائنٹفک ہوگا کہ ہر نوعِ حیات کا پہلا فرد خدائے حکیم کے تخلیقی عمل سے پیدا ہوا ہے۔ پھر اُن کی نسل کے چلنے سے مختلف صورتیں بنتی چلی آرہی ہیں۔ اِس دوسری بات کو مان لینے سے وہ تمام گتھیاں سلجھ جاتی ہیں جو ڈارون اور اُس کے ماننے والوں کی احمقانہ شاعری سے حل نہیں ہو سکتیں۔ * (تفہیم القرآن)

(بندر)

کہا منصور نے خدا ہوں میں ⁂ ڈارون بولا بوزنہ ہوں میں
سُن کے کہنے لگے مرے اک دوست ⁂ فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست
*..... (اکبر)

* خدا کا فرمانا کہ: "پھر خدا نے انسان کے جسم میں اپنی روح کا ایک حصّہ پھونک دیا۔"
یہاں پر خدا کا اپنی روح فرمانا، یعنی انسان کی روح کو اپنی طرف نسبت دینا، یا اپنی روح کہنا اضافتِ تشریفی ہے۔ یعنی انسان کی تعظیم کو ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ جیسے خدا نے کعبہ کو بیت اللہ۔ یعنی خدا کا گھر فرمایا ہے۔ یہ کعبہ کو عزت دینے کے لیے ہے۔ ورنہ معاذ اللہ خدا کعبے میں رہتا نہیں۔
*..... (تفسیر کبیر امام رازی)

روح سے مراد صرف زندگی کا سرچشمہ نہیں ہے، بلکہ وہ طاقت مراد ہے جو جسم کی مشین کو چلاتی ہے۔ وہ جوہرِ خاص مراد ہے جو انسان کے اندر فکر و شعور، عقل و تمیز، فیصلہ کرنے کی طاقت اور اختیار عطا کرتا ہے۔ اس کی وجہ سے انسان خدا کا خلیفہ مجازی بن جاتا ہے اسی لیے خدا نے روح کو اپنی طرف نسبت دے دی۔ کیوں اسی روح کی وجہ سے انسان کے اندر

www.drhasanrizvi.com

خدا کے صفات پیدا ہوجاتے ہیں۔ کیوں کہ روح کا سرچشمہ مادّہ یا اُس کی کوئی ترکیب نہیں ہے بلکہ روح کو براہِ راست خداوندِ عالم نے از خود اپنے حکم سے پیدا کیا ہے۔ اِس لیے اللہ کے اپنے حکم سے روحِ انسانی کو عقل و بصیرت کی روشنی اور اختیار بھی ملا ہے اور خدا طلبی کا جذبہ بھی۔

...... (تفہیم القرآن)

نکتہ کی بات یہ ہے کہ روح پھونکنے سے پہلے انسان کا ذکر صیغہ غائب میں کیا جا رہا ہے یوں فرمایا گیا کہ: "اُس کی تخلیق کی، اُس کی نسل چلائی، اُس کو درست کیا، اُس کے اندر روح پھونک دی۔" گویا اب تک وہ اِس لائق نہ تھا کہ اُس کو مخاطب کیا جائے۔ پھر جب اُس میں روح پھونک دی، تو اب اُس کو مخاطب کرکے کہا جا رہا ہے کہ: "تم کو کان دیے، تم کو آنکھیں دیں، تم کو دل دیے۔" گویا خدا کی طرف سے روح ملنے کے بعد اب انسان اِس قابل ہوگیا کہ خدا اُس سے مخاطب ہو" (گفتگو کرے)" سبحان اللہ العظیم وبحمدہ)

..... (تفسیر کبیر، کشاف)

آیت کا پیغام یہ ہے کہ: اے انسان! تجھے یہ کان حقائق کو سننے کے لیے دیے گئے تھے، نہ کہ بہرہ بنے رہنے کے لیے، دل و دماغ اِس لیے دیے گئے تھے، تاکہ حقیقتوں پر غور و فکر کرو اور صحیح راہ اور فکر و عمل اختیار کرو۔

ان عطاؤں کے باوجود کفر و شرک اور گناہ کی زندگی اختیار کرنے کے معنی یہ ہوئے کہ تم گویا خدا سے یہ کہہ رہے ہو کہ ہم اِن نعمتوں کے لائق نہ تھے، ہم کو انسان کے بجائے بندر، بھیڑیا، کتّا، بلّی، مگرمچھ (یا حشرات الارض میں سے سانپ، بچھو، نیولا وغیرہ) بنانا چاہیے تھا۔

...... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝١٠

(۱۰) پھر انھوں نے کہا کہ جب ہم زمین میں کھو جائیں گے، تو کیا ہم پھر نئے سرے سے پیدا کیے جائیں گے؟ اصلی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے پالنے والے مالک سے ملاقات ہی کے منکر ہیں۔

★ عقلی سوال یہ ہے کہ جو ذات ہمیں پہلے جسم کا مکان عطا کر سکتی ہے، کیا وہ دوبارہ بھی یہی جسم کا مکان بنا کر نہیں بسا سکتی؟ جو چیز ایک دفعہ ہو سکتی ہے وہ دوبارہ کیوں نہیں ہو سکتی! جو خدا ہر چیز پر قادر ہے، وہ دوبارہ زندہ کیوں نہیں کر سکتا؟

پھر فرمایا گیا کہ: اصل بات یہ نہیں ہے کہ یہ دوبارہ زندہ ہونے کی بابت نہیں سمجھ سکتے، بلکہ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ خدا سے ملاقات ہی کے منکر ہیں۔ یعنی دوبارہ پیدا ہونے کے امکان کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ وہ خدا سے ملاقات کو ماننے کو تیار نہیں ہیں تاکہ وہ آزاد رہیں اور کھل کر گناہ اور بدکاریاں کر سکیں۔ اُن کو اگلی آیت ۱۱ میں دو ٹوک الفاظ میں بتایا جا رہا ہے کہ دنیا کی مہلت عمل ختم ہوتے ہی خدا کی طرف سے بھیجا ہوا موت کا فرشتہ آئے گا اور تمھیں تمھارے اس جسم خاکی سے نکال کر پورا پورا تمھیں اپنے قبضے میں کر لے گا، تمھارا کوئی ادنٰی سا حصہ بھی تمھارے جسم میں نہ چھوڑے گا، تمھیں پورا پورا اپنی حراست (Custody) میں لے لے گا، اور تمھارے مالک کے سامنے پیش کر دے گا۔

.... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

قُلۡ يَتَوَفّٰىكُمۡ مَّلَكُ الۡمَوۡتِ الَّذِىۡ وُكِّلَ بِكُمۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمۡ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۱۱﴾

(۱۱) ان سے کہہ دیجیے کہ تمھاری زندگی کی مدت کو موت کا فرشتہ پورا کرتا ہے جو تم پر متقرر ہے، پھر تم اپنے پالنے والے مالک کی طرف پلٹ کر واپس جاؤ گے۔

ع ۱۱ ۱۴

ملک الموت کی آمد

تفسیر مجمع البیان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ: بیماریاں اور درد وغیرہ موت کے پیغامبر ہیں، جب اجل آتی ہے تو ملک الموت خود حاضر ہو جاتا ہے اور کہتا ہے "اے انسان! کتنی خبریں ہیں جن کے بعد دوسری خبروں کی توقع کی جاتی ہے، اور کس قدر پیغامبر ہیں کہ ان کے بعد دوسرے پیغامبروں کا انتظار ہوتا ہے، اور اسی طرح ایلچی کے بعد ایلچی کی آمد کی اُمید ہوتی ہے لیکن میں وہ خبر ہوں جس کے بعد کوئی خبر نہیں، اور میں وہ قاصد ہوں جس کے بعد کوئی قاصد نہیں، اے انسان! میں تیرے رب کی دعوت لے کر پہنچا ہوں، اسے چار و ناچار قبول ہی کرنا پڑے گا۔

جب وہ روح قبض کر لیتا ہے اور گھر والے چیختے چلاتے ہیں تو وہ کہتا ہے: "کس چیز پر چیختے ہو اور کیوں روتے ہو، خدا کی قسم! میں نے اس کی اجل میں ظلم نہیں کیا، اور نہ میں نے اس کا رزق چھینا ہے، اس کو تو اس کے رب کی طرف سے دعوت پہنچی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ رونے والا اس کی موت پر رونے کی بجائے اپنے نفس کی فکر میں رو دے۔ کیوں کہ میں تو بار بار آنے والا ہوں، مجھے تو بار بار پلٹنا ہے۔ حتّی کہ تم میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔" (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ مروی ہے کہ ملک الموت کے ساتھ اس قدر فرشتے مددگار مقرر کیے گئے ہیں کہ اُن کی تعداد کو سوائے پروردگارِ عالم کے کوئی نہیں جان سکتا۔ اگر اُن کو اجازت دی جاتے تو اُن میں سے ایک ہی فرشتہ پورے چودہ ۱۴ کے چودہ ۱۴ طبقوں کو ایک ہی لقمہ (نوالہ) بنا سکتا ہے۔ اور موت کا ایک گھونٹ تلوار کی ایک میں ہزار ضربوں سے زیادہ تکلیف دہ ہوتا ہے۔

.... (تفسیر انوار النجف)

حضرت امام علیؑ کی عظمت

عبد اللہ بن عمر سے مروی ہے کہ ایک دن جناب رسولِ خداؐ منبر پر تشریف فرما تھے تو حضرت امام علیؑ کو اپنی دائیں جانب کھڑا کیا اور پھر آپؐ نے حضرت امام علیؑ کے ہاتھ پکڑ کر اس قدر بلند فرمایا کہ دونوں بغلوں کی سفیدی نظر آ رہی تھی۔ پھر فرمایا:

"اے لوگو! بتحقیق، اللہ تمہارا پروردگار ہے اور محمدؐ تمہارا نبی ہے، اسلام تمہارا دین ہے اور یہ علیؑ تمہارا ہادی ہے، اور میرا وصی ہے اور میرے بعد میرا جانشین و خلیفہ ہے۔"

پھر فرمایا: اے ابوذرؓ! علیؑ میرا زور بازو اور وحیِ پروردگار پر میرا امین ہے۔ اور اللہ نے مجھے جس قدر فضائل عطا فرمائے ہیں، علیؑ کو بھی اُسی قدر عطا فرمائے ہیں۔

اے ابوذرؓ! شبِ معراج جب میں عرش تک پہنچا تو میں نے سبز زبرجد کا ایک حجاب دیکھا۔ پس ندا سنی کہ: "پردہ اُٹھاؤ" جب میں نے پردہ اُٹھایا تو دیکھا کہ ایک عظیم الشان فرشتہ موجود ہے تمام دنیا اس کے سامنے ہے اور ایک تختی کا مطالعہ کر رہا ہے۔ میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ ملک الموت ہے۔ میں نے اُس کو سلام کیا تو اُس نے خاتم الانبیاءؐ کے لقب سے خطاب کر کے جوابِ سلام دیا اور میرے ابنِ عم علیؑ کی مزاج پرسی کی۔ میں نے دریافت کیا: کیا تم علیؑ کو جانتے ہو؟ اُس نے کہا: "بھلا میں ایسے شخص کو کیوں نہ جانوں پہچانوں، مجھے اُس ذات کی قسم! جس نے آپؐ کو برحق نبی بنایا ہے اور اپنا رسول نامزد فرمایا ہے، میں علیؑ کو آپؐ کا وصی سمجھتا ہوں جس طرح آپؐ کو برحق نبی سمجھتا ہوں۔ اور یہ اس لیے کہ

www.drhasanrizvi.com

خداوندِ کریم نے مجھے تمام خلائق کی ارواح کو قبض کرنے پر مامور فرمایا ہے سوائے آپؐ کے اور آپؐ کے وصی و خلیفہ علیؑ کے ۔ کیوں کہ اِن کو خداوندِ عالم اپنی مشیّت سے خود ہی قبض کرے گا ۔"

★ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (تفسیر انوار النجف جلد ۱۱ ص ۱۴۰)

★ کیوں کہ ملک الموت کو خداوندِ عالم ہی نے روح قبض کرنے پر مامور و معیّن فرمایا ہے ، اِس لیئے موت دینے یا روح کو اپنے قبضے میں لینے کی نسبت ملک الموت کی طرف دی گئی ہے ۔ حالاں کہ اصل موت دینے والا اور روحوں کو اپنے قبضے میں لینے والا خود خداوندِ علیم ہی ہوتا ہے ۔

★ پس محققین نے نتیجہ نکالا کہ کسی فعل کو ذرائع اور واسطوں کی طرف نسبت دینا شرک نہیں ہوتا ، بشرطیکہ یہ بات مانی جائے اور سمجھی جائے کہ فعل کا اصل فاعل خدا کی ذات ہے ۔ بالکل اِسی طرح خداوندِ عالم کو اصل مددگار اور طاقت کا اصل سرچشمہ مان لیا جائے ۔ یہ مان کر ہم لوگوں یا اسباب یا اولیاءِ خدا سے مدد طلب کر سکتے ہیں ۔ وہ بھی اُن کو وسیلہ یا اسباب سمجھ کر ، اصل مددگار خدا کو سمجھ کر ۔ اِس طرح کسی سے مدد طلب کرنا شرک نہیں ہوتا ، کیوں کہ ہم مددگار کو خدا یا خدا کا شریک ہرگز نہیں سمجھتے ۔ اِسی طرح خود قرآن میں نماز اور صبر کے لیے فرمایا : "وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ ۔" (یعنی) "صبر اور نماز سے مدد طلب کرو ۔" (سورۃ البقرۃ آیت ۴۵ پ ۱)

★ اِسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا : " مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ " (یعنی) " اللہ کے لیے میری مدد کون کرے گا " ؟ (القرآن) (آلِ عمران آیت ۵۲ پ ۳) ★ ۔ ۔ ۔ ۔ (فصل الخطاب)

★ اِسی طرح خود اللہ نے اپنے بندوں سے مدد طلب کی اور فرمایا :

" يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ "

یعنی : " اے مومنو ! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمھاری مدد کرے گا ، اور تمھیں ثابت قدم بنا دے گا ۔" (سورۃ محمدؐ آیت ۷ پارہ ۲۶)

www.drhasanrizvi.com

★ جناب رسولِ خدا نے ارشاد فرمایا: "معراج کی رات جب میری ملاقات ملک الموت سے ہوئی تو اُس نے مجھ سے کہا: "خدا کی قسم اگر میں ایک مچھر کی جان بھی اپنی مرضی سے لینا چاہوں تو یہ بات میرے بس اور اختیار میں نہیں ہے جب تک کہ خدائے بزرگ و برتر کا حکم نہ ہو میں مچھر کی جان تک لینے پر قادر نہیں ہوں۔"

★ ...... (تفسیر ابن کثیر از ابن حاتم)

نتائج اور تعلیمات

(۱) حاصلِ بیان یہ ہے کہ زندگی اس طرح ختم نہیں ہوتی جیسے ایک گھڑی چل رہی ہو، اُس کی چابی یا بیٹری ختم ہو جائے اور وہ چلتے چلتے رُک جائے، بلکہ ہوتا یہ ہے کہ خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ جو روح قبض کرنے پر مقرر ہے، اور انسان کے پورے کے پورے وجود کو اپنے قبضے میں لے لیتا ہے، اور پھر اُس کو خدا کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ نیز یہ کہ اُس فرشتے کا برتاؤ ہر انسان سے اُسی طرح کا ہوتا ہے جیسا تعلق اُس نے خدا سے قائم کیا ہوتا ہے۔ یعنی اگر کوئی شخص مومن صالح ہوتا ہے تو موت کا فرشتہ اُس کی روح احترام اور آرام سے نکال کر اپنے قبضے میں لے لیتا ہے، اور اگر مجرم، کافر، سرکش، باغی ہوتا ہے تو اُس کی روح پر اور طرح سے قبضہ کرتا ہے۔ سورۃ النساء آیت ۹۷، سورۃ الانعام آیت ۹۳، سورۃ النحل آیت ۲۸، سورۃ الواقعہ آیت ۸۳ سے ۹۴ تک۔ ملاحظہ فرمائیں۔

★ ...... (تفہیم القرآن)

فرشتہ موت کا چھوتا ہے گو بدن تیرا ⁂ تیری حیات کے مرکز سے دور رہتا ہے
(اقبال)

★ زیرِ بحث آیت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مرتے وقت جس چیز پر ملک الموت کا قبضہ ہوتا ہے وہ انسان کا جسم یا حیوانی زندگی نہیں ہوتی، بلکہ اُس کی روح، خودی، انا یا ego ہوتا ہے جسے انسان "ہم" یا "میں" سے تعبیر کرتا ہے۔ یہی انا پوری کی پوری، جوں کی توں intact جسم سے نکال لی جاتی ہے۔ یہی چیز موت کے بعد اپنے مالک و خالق کی طرف پلٹ جاتی ہے۔ آخرت میں اِس چیز کا دوبارہ جسمِ انسانی سے تعلق قائم کر دیا جائے گا، پھر اُس کا حساب کتاب ہوگا اور اُس کے بعد ایمان و عمل کے مطابق اُس کو جزا و سزا دی جائے گی۔ (تفہیم، تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ (۱۲)　　اور کاش تم دیکھتے جس وقت

نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ　　یہ مجرم گناہگار لوگ سر جھکائے

عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا　　ہوئے اپنے مالک کے سامنے کھڑے

وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ　　ہوں گے　اور گڑگڑا گڑگڑا کر کہہ رہے

صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝۱۲　　ہوں گے) " اے ہمارے مالک !

ہم نے اچھی طرح دیکھ لیا اور سن لیا۔ اب آپ ہمیں دوبارہ (دنیا میں) پلٹا دیجیے، تو ہم اچھے اچھے (نیک) اعمال کریں گے (کیونکہ اب تو ہمیں یقین آگیا ہے۔

★ مرنے کے بعد جب انسان تمام حقیقتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے، تو اُس کی عقل کا امتحان ختم ہو چکا ہوتا ہے، اب اگر وہ یہ کہے کہ " میں دنیا میں جا کر نیک کام کروں گا کیوں کہ اب مجھے حقیقتوں کا یقین آگیا، میں نے اپنی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیا ہے، جہنم کا یقین آگیا وغیرہ وغیرہ تو اِس بکواس کا وہاں قطعاً کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یہ بے وقت کی راگنی ہوگی۔ اسِ لیے خداوند عالم حقیقتوں کو نگاہوں سے اوجھل رکھ کر، تمہارے حواس سے مخفی رکھ کر، تمہاری عقل کا امتحان لینا چاہتا تھا۔ اب جب جہنم کو بے نقاب براہِ راست، بلا عقل استعمال کیے دیکھ لینے کے بعد، اُن کو ماننے سے کوئی فائدہ نہیں، ان کو بے نقاب دیکھنے سے پہلے عقلی علامتوں، دلیلوں اور بصیرتوں کو دیکھ کر تم یقین کرتے تو فائدہ ہوتا

(تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾

اور اگر ہم یہی چاہتے (کہ ہر شخص زبردستی ہماری اطاعت کرے) تو ہم ہر شخص کو پہلے ہی تمام پوشیدہ حقائق آنکھوں سے دکھا کر، بغیر عقل و اختیار دیے اور بغیر عمل کا امتحان لیے) ہدایت دے دیتے، مگر (امتحان کے ذریعے سے) میری وہ بات پوری اور سچی ہو کر ہی رہی کہ میں جہنّم کو (سرکش) جنّوں اور انسانوں سے بھر دوں گا۔

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "ہم ہر شخص کو ہدایت کر دیتے" یعنی اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو جبراً صحیح راستے پر لگا دیتے، یا حقائق پر سے نقاب اُٹھا کر پہلے ہی سے دکھا دیتے، اس طرح سب لوگ ایمان لے آتے اور کوئی شخص گناہ نہ کرتا، مگر اس طرح ہمارا یہ مقصد پورا نہ ہوتا کہ ہم اُن کی عقلوں کا امتحان لیں اور اُن کی عقلی فکری بنیاد پر کیے ہوئے اعمال کی جزا یا سزا دیں۔ ★ . . . (تفسیر علی ابن ابراہیم)

★ ہم چاہتے تو تمام انسانوں کو کوئی ایسا اپنا معجزہ دکھا دیتے کہ سب کے سب زبردستی ایمان لے آتے، مگر اس طرح کا ایمان لانا ہمیں مقصود نہ تھا ہمیں عقل و فکر کے استعمال پر لانے والے ایمان اور عمل مطلوب ہیں۔
(تفسیر مجمع البیان)

★ غرض یہ تمام صورتیں اللہ کے قانون، امتحان اور حکمتِ تخلیق کے خلاف ہوتیں۔ اس لیے خدا نے ایسا نہیں کیا۔ ★ . . . . (تفسیر ماجدی)

www.drhasanrizvi.com

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ (۱۴) پس اب تم (اس جرم کی سزا)
يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ چکھو کہ (تم ہم سے) اس دن کی
وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ ملاقات کو بھولے بیٹھے تھے، تو اب
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ ہم نے بھی تم کو بھلا دیا اور اب تم ہمیشہ
ہمیشہ کے عذاب کا مزہ بھی چکھو، اُن کاموں کی وجہ سے
جو تم (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "اب ہم نے بھی تم کو بھلا دیا"

خدا کے بھلا دینے کا مطلب یہ ہے کہ "ہم نے تمھیں اپنی رحمتوں اور نعمتوں سے محروم کر دیا
اِن الفاظ کے حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی معانی لیے جائیں گے۔

★ ...... (تفسیر ماجدی، تفسیر کبیر)

خداوندِ عالم کا فرمانا: "تم بھول گئے اُس دن کی حاضری کو"

یعنی: تم نے اِس طرح دنیا میں بد اعمالیاں کیں جس طرح کہ یوم جزاء و سزا کو
بالکل ہی فراموش کر دیا ہو۔ چنانچہ اب ہم بھی تم کو اُسی طرح ہی بدلہ دیتے ہیں
گویا: ہم نے بھی تم کو اپنی رحمت کے دفتر سے کاٹ دیا ہے۔ جس طرح کسی چیز
کو بھلا دیا جائے۔ (یعنی) تم دنیا کے جھمیلوں میں پھنس کر آخرت کو بھول گئے تھے
تو آج ہم بھی تم کو اپنی رحمت کے ذائقہ سے محروم کرتے ہیں)

★ ... (تفسیر انوار النجف)

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا (ف ۱) غرض ہماری باتوں، دلیلوں،
الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا نشانیوں اور آیتوں پر تو بس وہی
خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا لوگ دل سے مان کر ایمان لاتے
بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ہیں کہ جب اُنھیں اِن (آیتوں) کو
وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۩ (۱۵) السجدة سُنا سُنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو

وہ سجدے میں گر گر پڑتے ہیں اور اپنے پالنے والے مالک کی حمد (تعریف) کرتے ہوئے اُس کی تسبیح کرتے ہیں، اور وہ تکبّر بالکل نہیں کرتے۔

★ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ایمان لانا بیکار ہوگا۔ مومن تو اصل وہ ہیں جو دنیا میں خدا کی نشانیاں دیکھ کر عقل سے کام لے کر ایمان لائیں۔ حکمِ سجدہ اِس لیے دیا گیا کہ ہم سجدہ کرکے اپنے ایمان لانے کا ثبوت دنیا میں فراہم کردیں کہ ہم تو وہ ہیں آپ کی آیتوں سے متاثر ہوکر آپ کی بارگاہ میں سربسجود ہیں۔ (فصل الخطاب)

حاصلِ مطلب | یہ ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو غلط خیالات کو چھوڑ کر خداوندِ عالم کی بندگی و اطاعت کرنے کو اپنی شان سے گری ہوئی بات نہیں سمجھتے۔ یعنی نفس کی کبریائی اُنہیں حق بات کے سامنے سر جھکانے سے نہیں روک سکتی، اور خدا کی عملاً اطاعت کرنے سے نہیں روک سکتی۔ ★ (تفہیم القرآن)

مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند ٭ تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے ٭ ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات
(اقبال)

www.drhasanrizvi.com

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ (١٦) اُن کی پیٹھیں اور پہلو بستروں

الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ سے الگ رہتے ہیں (کیوں کہ) وہ

خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا اپنے پالنے والے مالک کو ڈرتے، سہمتے

رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿١٦﴾ اور اُس سے اچھی اچھی اُمیدیں اور توقعات

باندھے، اُسے پکارتے رہتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے اُنھیں دیا ہے، اُس میں سے وہ خیرات کرتے رہتے ہیں۔

★ فرزندِ رسولِ خدا، امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "(اولین معنی میں) اِس آیت کے مصداق امیرالمومنین حضرت امام علی علیہ السلام اور اُن کے پیروکار ہیں۔ یہ لوگ اوّل رات میں سوتے ہیں، جب دو تہائی رات یا جتنی رات خدا کو منظور ہوتی ہے گذر جاتی ہے، تو یہ لوگ اُٹھ کر اپنے پالنے والے مالک کے سامنے ادب سے کھڑے ہو کر گڑگڑاتے ہیں۔ اِس حالت میں وہ خدا کی رحمتوں کے اُمیدوار بھی ہوتے ہیں، اپنے گناہوں کے نتائج کا خوف بھی کھاتے ہیں۔ انہی لوگوں کو خدا نے اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دی ہے، اِن کو اپنی خاص جنتوں میں داخل کر لیا ہے، اِن کو آخرت کے ہر خوف سے امن عطا فرمایا ہے، اور لوگوں کا خوف ان کے دلوں سے نکال دیا ہے۔ ★.... (تفسیر صافی ص ٣٩٦، علل الشرائع)

★ مطلب یہ ہے کہ دن بھر کی محنتوں کی تکان انہیں راتوں کو ناچ گانے، شراب، کھیل تماشے، تفریحات پر مجبور نہیں کرتی، اِس کے بجائے اِن کا حال یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیا کے تمام کام کاج سے فارغ ہو کر، کچھ آرام کر کے اپنی بقیہ راتیں اپنے مالک کے سامنے ادب سے کھڑے ہو کر گذارتے ہیں، اُس کے سامنے اپنے گناہوں پر لرزتے کانپتے ہیں اور اُسی سے اپنی ساری توقعات باندھتے ہیں۔ ★.. (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

نمازِ شب (تہجّد) ترک نہ کرو

★ جنابِ رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:

★ "نمازِ شب (تہجّد) ترک نہ کرو۔ یہ تم سے پہلے نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔

★ اور رات کے وقت اُٹھ کر نماز پڑھنا اللہ کی قُربت کا ذریعہ ہے۔

★ نمازِ شب گناہوں سے رکاوٹ

★ بُرائیوں کا کفّارہ

★ اور جسمانی بیماریوں کی روک تھام کا ذریعہ بھی ہے۔"
...... (تفسیر انوار النجف، تفسیر مجمع البیان)

★ نیز آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

"اسلام کی اصل (بنیاد، جڑ) نماز ہے

(اسلام کی) فرع (شاخ)... زکوٰۃ ہے

(اسلام کی) چوٹی ...... جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

★ ایک شخص نے آپؐ سے نیکیوں کے دروازے دریافت کیے؟

آپؐ نے ارشاد فرمایا: "★ [1] روزہ ڈھال ہے (دوزخ سے بچنے کی)

★ [2] صدقہ گناہوں کا کفّارہ ہے۔

★ [3] اور شب میں اپنے پروردگار کی عبادت کے لیے کھڑا ہونا، کہ انسان تنہائی میں اپنے پالنے والے مالک سے مناجات کر رہا ہو"
..... (تفسیر برہان، تفسیر انوار النجف)

(یہ سب خیر و برکت کے دروازے ہیں)

www.drhasanrizvi.com

فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ (۱۷) تو کوئی آدمی نہیں جانتا اُس کی
اُخۡفِیَ لَهُمۡ مِّنۡ قُرَّةِ آنکھوں کو ٹھنڈا رکھنے والے
اَعۡیُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا (بے انتہا خوبصورت اور پُر لذّت)
كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۷﴾ سامان کو جو اُن کے کاموں کے
صلہ میں اُن کے لیے چھپا کر رکھا گیا ہے۔

مومن کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان

بروایت ابنِ بابویہؒ

فرزندِ رسولِ خدا امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ: جناب رسالت مآبؐ نے امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام سے فرمایا: "اے علیؑ! شبِ معراج میں نے جنت میں ایک نہر دیکھی جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں اور تیر سے زیادہ سیدھی تھی۔ اُس کے کناروں پر آسمان کے ستاروں کے برابر پیالے رکھے ہوئے تھے، اُس کے پاس یاقوتِ سرخ اور دُرِ سفید کے گنبدنما کمرے تھے، اور اے علیؑ! اُس پروردگار کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ جنت کا درخت جب پروردگارِ عالم کی تسبیح کرتے ہوئے جھومتا ہے تو ایسی پُرکشش آواز پیدا کرتا ہے کہ اوّلین و آخرین نے ایسی آواز نہ سُنی ہوگی اور اناروں کی قسم کا پھل اُس کی شاخوں پر لگتا ہے اور وہ درخت خود مومن کی طرف اپنا پھل گرائے گا۔ جب مومن اُس پھل کو کاٹے گا تو ستّر قسم کے حُلّے (لباس) اُس سے نکلیں گے۔ اُس دن مومنوں کے چہرے نورانی ہوں گے۔ اور اے علیؑ! تم اُن مومنوں کے امام ہو گے۔ اور مومنوں کے جوتوں کے تسمے بھی نورانی ہوں گے" تاکہ وہ جس طرف کو رُخ کر کے چلیں گے اُن تسموں کی

روشنی راستے کو روشن و منور کرتی جائے گی، اور جنّت میں سیر کرتے ہوئے ایک بالاخانہ سے اُس کی عورت (زوجہ حور) جھانک کر اُسے یہ مژدہ و خوش خبری سنائے گی کہ آج آپ کی حکومت ہم پر ہے۔ پس مومن اُس سے دریافت کرے گا: "تم کون ہو؟"

وہ کہے گی: "میں آپ کے لیے وہی "قُرَّۃ عین" آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں جس کا قرآن میں تذکرہ ہے")۔

پھر آنحضرتؐ نے فرمایا: "مجھے اُس ذات کی قسم ہے جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے ہر روز ستر ہزار فرشتے اُس کا اور اُس کے باپ کا نام لے کر اُس مومن کی زیارت کے لیے حاضر ہوں گے۔

★ ...... (تفسیر انوار النجف)

★ ایک دوسری روایت میں فرزندِ رسول خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ: "جب اللہ تعالیٰ کے دوست کی طرف اُس کی زوجہ (حور) دیکھے گی تو اُس کے نور سے تمام قصور و محلّاتِ جنّت روشن ہو جائیں گے اور وہ آواز دے گی "اب وہ وقت قریب ہے کہ آپ ہمارے اوپر تصرّف کر سکیں۔"

★ مومن پوچھے گا کہ: "تم کون ہو؟"

★ حور کہے گی کہ: میں وہی ہوں جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاۤءُوْنَ... الخ (سورۂ [illegible] آیت ۳۰ پ ۲۴)

پس مومن اُس سے ہمبستری کرے گا، اور اُس وقت مومن میں ستر جوانوں کی طاقت کے برابر طاقت ہوگی، اور ستر سال کی مدّت کے برابر اُس حور کے ساتھ معانقہ کرے گا، اور اُس کے جسم میں سے جس حصّہ پر نگاہ کرے گا، اُس کی صفائی اور لطافت کی وجہ سے اُس کو اپنا چہرہ نظر آسکے گا۔

پھر ایک دوسری عورت (حور) اُس مومن کی طرف نگاہ کرے گی، جو پہلی سے بھی حسین تر اور پاکیزہ تر ہوگی اور وہ بھی کہے گی کہ اب وہ وقت قریب ہے کہ آپ مجھے اپنے تصرّف میں لا سکیں۔ مومن پوچھے گا: تم کون ہو؟ وہ کہے گی کہ میں وہ ہوں جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ ★ ... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن (۱۸) تو بھلا کیا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو مومن
كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ۱۸ خدا اور رسولؐ کو دل سے مانتا ہے، وہ اُس
شخص جیسا ہو جائے جو "فاسق" بدکار ہو؟ یہ
دونوں (ہرگز) برابر نہیں ہو سکتے۔

أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا (۱۹) اب جو لوگ خدا اور رسولؐ کو
الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ یا ابدی حقیقتوں کو دل سے مان کر ایمان
الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا لائے اور نیک کام بھی کرتے رہے، اُن
يَعْمَلُونَ ۱۹ کے لیے ہمیشہ رہنے کے آرام دہ جنتوں کے
سرسبز و شاداب گھنے باغات ہیں، وہ بھی
بطور مہمانی کے، اُن کے اُن کاموں کے بدلے
میں جو وہ (دنیا میں) کیا کرتے تھے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ (۲۰) اب رہے وہ جو بُرے کام کرنے والے
النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا "فاسق" ہیں، تو اُن کا ٹھکانا جہنم کی بھڑکتی

www.drhasanrizvi.com

مِنۡهَاۤ اُعِيۡدُوۡا فِيۡهَا وَقِيۡلَ لَهُمۡ ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّذِىۡ كُنۡتُمۡ بِهٖ تُكَذِّبُوۡنَ ۝۲۰

دہکتی آگ ہے۔ وہ جب بھی اُس میں سے نکل بھاگنا چاہیں گے، تو اُن کو دوبارہ اُسی میں پلٹا کر دھکیل دیا جایا کرے گا، پھر اُن سے کہا جایا کرے گا کہ لو اب چکھو اُسی آگ کا مزہ جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔

وَلَـنُذِيۡقَنَّهُمۡ مِّنَ الۡعَذَابِ الۡاَدۡنٰى دُوۡنَ الۡعَذَابِ الۡاَكۡبَرِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ۝۲۱

(۲۱) نیز ہم انھیں اُس بڑی سزا "عذابِ اکبر" سے پہلے قریب کا چھوٹا عذاب (دنیا) کا مزہ ضرور چکھائیں گے "تاکہ شاید وہ اپنے بُرے کاموں سے پلٹ آئیں (یا) بُرے کاموں سے باز آجائیں۔

شانِ نزول آیت ۱۸

اَفَمَنۡ كَانَ مُؤۡمِنًا ... ایک دن ولید بن عقبہ، حضرت امام علی علیہ السلام پر اپنی برتری جتانے لگا کہ میں آپ سے بولنے میں بھی زیادہ طرار ہوں اور نیزہ بازی اور جنگی فنون میں بھی زیادہ مہارت رکھتا ہوں۔" آپ نے صرف اتنا فرمایا: "اے فاسق! خاموش رہ۔" اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ: کیا مومن اور فاسق بھی برابر ہو سکتے ہیں۔؟ نیز یہ کہ

www.drhasanrizvi.com

حضرت امام علی علیہ السلام نے یہ آیت اپنی شان میں اُس وقت بھی پڑھی جب حضرت عمر کے بنائے ہوئے شوریٰ میں آپ مندوبین سے کلام فرما رہے تھے۔ آپ نے فرمایا "اِس آیت کا اوّلین مصداق میرے علاوہ کوئی ہے تو اُس کا نام بتاؤ۔"

★..... (تفسیر انوار النجف)

★ احتجاج طبرسیؒ سے منقول ہے کہ دربار معاویہ میں جب حضرت امام حسن علیہ السلام اور بعض درباریوں کے درمیان بات چیت ہوئی تو امام حسنؑ نے ولید بن عقبہ سے فرمایا کہ علیؑ کی تنقیص کرنے میں، میں تجھے ملامت اِس لیے نہیں کرتا کہ انھوں نے تجھے شراب نوشی کی سزا میں اسّی تازیانے مارے تھے۔ اور جنگ بدر میں تیرے باپ کو بھی انھوں نے قتل کیا تھا، اور قرآن مجید کی دس آیتوں میں خدا نے اُن کو مومن کا خطاب عطا فرمایا ہے... الخ..... اور تو اپنی اصل کے بارے میں اپنی ماں سے پوچھ لے۔

★..... (تفسیر انوار النجف)

آیت ۲۱ کی تشریح: | مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی: "چھوٹے عذاب" سے مراد زمانۂ رجعت میں تلوار کا عذاب ہے

★..... (تفسیر صافی بحوالہ تفسیر قمی)

★ فرزند رسول خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "چھوٹے یا قریبی عذاب (سزا) سے مراد قبر کی سزا ہے۔"

★ (تفسیر مجمع البیان)

★ امام رازی نے لکھا کہ خداوند عالم نے دونوں عذابوں یا سزاؤں کی خصوصیات کو اس طرح بیان فرمایا ہے کہ خوفِ الٰہی دل میں بیٹھ جاتا ہے اگرچہ دنیا یا قبر کے عذاب کو قیامت کے عذاب سے ہلکا کہا ہے مگر قریب کے لفظ میں بلا کا خوف ہے کہ وہ عذاب اتنا قریب ہے کہ بس آیا ہی چاہتا ہے۔ رہا عذابِ آخرت، تو وہ آج نہیں مگر کل آئے گا، مگر اس قدر شدید ہوگا کہ اللہ کی پناہ۔ اِس لیے دنیا (یا قبر یا رجعت) کے عذاب کو قریب سمجھ لو اور آخرت کے عذاب کو شدید سمجھو، اس طرح دل کو خوف عذاب شدید طرح سے متاثر کرے گا۔

★..... (تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ (۲۲) اور بھلا اُس سے زیادہ ظالم گناہگار
بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ اور کون ہوگا جسے اُس کے پالنے
عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ والے مالک کی باتوں یا آیتوں کے ذریعہ
مُنْتَقِمُوْنَ ۲۲ اُس کی بھلائی چاہتے ہوئے نصیحت ع ۲ ۱۱ ۱۵
کی جائے، مگر وہ اُن سے اپنا منھ پھیر لے۔ یہ حقیقت ہے کہ ایسے
مجرم گناہگاروں سے ہم لازمی طور پر انتقام لے کر ہی رہیں گے۔

★ خدا کی نشانیوں سے مراد (۱) زمین اور آسمانوں کی تخلیق (۲) انسان کی اپنی پیدائش (۳) انسان کا اپنا لاشعور، تحت الشعور اور اخلاقی تصورات (۴) انسان کی تاریخ کے تجربات (۵) زمین اور آسمان پر آفتوں کا نزول (۶) رات، دن، زندگی، موت، آرام اور تکلیف۔ (۷) انبیاء کرامؑ اور آسمانی کتابیں۔ (تفسیر کبیر۔ تفہیم) (۸) انبیاء کرامؑ کے اوصیاءؑ یعنی ائمہؑ جو خدا کی منھ بولتی دلیلیں ہیں۔ حضرت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: "خدا نے ہم سب ائمہ معصومینؑ کو اپنی حجت (دلیل، نمائندہ) بنایا ہے اس سے بڑی خدا کی نشانی کون ہو سکتا ہے۔" (تحف العقول)

★ تمام نشانیاں یہی پیغامات دے رہی ہیں کہ (۱) کوئی خدا ضرور ہے جو نظام ہستی چلا رہا ہے (۲) خدا ایک ہے۔ کیونکہ کائنات اور تمام تخلیقات کی ہم آہنگی بتا رہی ہے یہ سب ایک خالق کا کام ہے۔ (۳) انسان آزاد اور ذمہ دار ہے۔ (۴) انسان کا دوبارہ زندہ ہونا مشاہدہ اور منطق سے ثابت ہے (۵) حساب کتاب اور قیامت کا آنا عقلاً ثابت ہے۔ ★ (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ (۲۳) اور یہ حقیقت ہے کہ ہم (اس سے پہلے)
فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ موسٰیؑ کو کتاب دے چکے ہیں۔ لہٰذا اب
لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى اُسی (جیسی) چیز کے ملنے پر تمھیں
لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۲۳ کوئی شک نہ ہونا چاہیے۔ اُس
کتاب کو بھی ہم ہی نے بنی اسرائیل کے لیے (ذریعۂ) ہدایت بنایا تھا۔

★ حضرت ابنِ عباس نے فرمایا: "آیت کی ضمیر تو حضرتِ موسٰیؑ کی طرف پھرتی ہے مگر جنابِ رسولِ خدا ختمی مرتبتؐ سے کہا جا رہا ہے کہ آپؐ کو اس میں کوئی شک نہیں ہونا چاہیے، کیوں کہ آپؐ شبِ معراج موسٰیؑ سے ملے تھے۔"

★..... (تفسیر تبیان)

★ پھر بعد میں جو غیر معیّن تخاطب فرمایا اُس کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو بھی شبِ معراج میں جنابِ رسولِ خداؐ اور حضرت موسٰیؑ کی ملاقات میں شک نہیں کرنا چاہیے۔

★..... (تفسیر ماجدی)

★ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ ضمیر کتاب کی طرف پھرتی ہے۔

★..... (موضح القرآن)

★ اللہ نے اپنے حبیبؐ سے وعدہ کیا کہ "میں آپؐ کی ملاقات موسٰیؑ سے کراؤں گا، اور اس میں ہرگز شک نہ کرنا۔" چنانچہ اس وعدے کی ایفا شبِ معراج میں ہوگئی۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے حضرت موسٰیؑ کو دیکھا کہ ان کا قد لمبا، شکل (چہرہ) گندمی رنگ کا اور بال گھنگھریالے تھے۔ ★.. (تفسیر انوار النجف)

★ قرآن کا اترنا کوئی نرالی بات نہیں ہے۔ اس سے قبل بنی اسرائیل کے لیے موسٰیؑ پر بھی کتاب اُتاری گئی، تم خواہ مخواہ شبہات میں پڑتے ہو۔ (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَجَعَلۡنَا مِنۡهُمۡ اَئِمَّةً (۲۴) نیز یہ کہ اُن میں سے ہم نے امام (یعنی)
یَّهۡدُوۡنَ بِاَمۡرِنَا لَمَّا پیشوا، رہبر، نمونۂ عمل بنائے جو ہمارے
صَبَرُوۡا ؕ۟ وَكَانُوۡا بِاٰيٰتِنَا حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے جب کہ
یُوۡقِنُوۡنَ ﴿۲۴﴾ اُنھوں نے صبر کیا اور ہماری باتوں دلیلوں

اور آیتوں پر پورا یقین کرتے تھے۔ (کتاب کے فوراً بعد امام بنانے کا ذکر بتاتا ہے کہ ہدایت کے لیے کتاب کافی نہیں۔ نیز معلوم ہوا کہ امام بنانا خدا کا کام ہے۔ اجماع یا شوریٰ کے ذریعے سے امام نہیں بنتا۔ امام کا کام فتوحات یا حکومت کرنا نہیں ہوتا، بلکہ خدا کے حکم اور اجازت سے ہدایت کرنا ہوتا ہے۔ اور امام اُس کو بنایا جاتا ہے جو صبر یعنی کمالِ عمل اور یقین یعنی کمالِ علم پر فائز ہوتا ہے۔

حضورِ اکرمؐ نے فرمایا: "میں شہرِ علم ہوں اور علیؑ اُس کا دروازہ ہیں" (الحدیث)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ، سیدالشہدا، حضرت امام حسین علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "کیوں کہ علمِ خدا میں یہ گزر چکا تھا کہ آلِ محمدؐ پر مصیبتیں پڑیں گی اور وہ اُن مصائب پر کمالِ صبر کے ساتھ صبر کریں گے۔ اِسی لیے خدا نے اُن کو امام مقرر فرمایا۔" ★ .... (تفسیرِ صافی صـ۳۹۷، تفسیرِ قمی)

★ امام حسین علیہ السلام کے صبر اور شجاعت کے بارے آپؑ کے ایک خطبے کے حوالے سے

www.drhasanrizvi.com

میرانیسؒ نے یوں فرمایا کہ امام حسین علیہ السلام نے عاشورا کی صبح یہ خطبہ ارشاد فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے آج کے دن تمھارے اور میرے قتل ہونے کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ لہٰذا تمھارا فرض ہے کہ ثابت قدمی کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیّار ہو جاؤ۔"

★ میرانیس نے ان الفاظ کو اِس طرح نظم کیا:-

ہاں غازیو! یہ دن ہے جدال و قتال کا
یاں آج خوں بہے گا محمدؐ کی آل کا
چہرہ خوشی سے سرخ ہے زہراؑ کے لال کا
گذری شبِ فراق، دن آیا وصال کا

ہم وہ ہیں، غم کریں گے مَلک جن کے واسطے
راتیں تڑپ کے کاٹی ہیں اِس دن کے واسطے
(انیسؒ)

حضرت موسیٰؑ اور حضرت محمدؐ کے احوال میں شباہت

★ (۱) حضرت موسیٰؑ کو توریت عطا ہوئی اور حضرت محمدؐ کو قرآن عطا ہوا۔ (۲) اُن کو جہاد کا حکم ہوا تھا، آنحضرتؐ کو بھی۔ (۳) اُنھوں نے خدا سے درخواست کی، کہ میرے بھائی ہارونؑ کو میرا وزیر و جانشین بنا دیجیے۔ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ کو اپنا وزیر و جانشین بنانے کی درخواست کی، (۴) اُن کو فرعونیوں پر فتح حاصل ہوئی، آنحضرتؐ کو کفارِ قریش وغیرہ پر۔ (۵) اُن کی زوجہ صفورا نے، حضرت یوشعؑ بن نون سے جنگ کی، اور آنحضرتؐ کی زوجہ حضرت عائشہ نے حضرت علیؑ سے جنگِ جمل لڑی۔ (۶) اُن کے بارہ نقیب ہوئے جنھوں نے توریت کے ذریعہ ہدایت کا فریضہ ادا کیا، اور آنحضرتؐ کے لیے خدا نے بارہ امامؑ ہدایت کے لیے مقرر فرمائے جنھوں نے قرآن کے ذریعہ ہدایت فرمائی۔ نیز اُن کے علماء اور آنحضرتؐ کے علماء، اُن کی اُمت اور آنحضرتؐ کی اُمت میں بھی یکساں شباہت موجود ہے
(حاشیہ مولانا فرمان علی صفحہ ۴۹۷)

www.drhasanrizvi.com

حضرت موسیٰؑ کی اُمت کے علماءِ یہود اور حضرت محمدؐ کی اُمت کے علماء

★ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا

" عوام یہود و نصاریٰ جو خود کتاب کا علم نہ رکھتے تھے، اُن کا دین اپنے علماء سے سُنی سُنائی چیزوں کے تابع تھا، اور خداوندِ عالم نے اُن عوام کی اِسی لئے مذمت فرمائی ہے کہ وہ اپنے علماء کی تقلید کرتے تھے۔ پس جب اُن کے لیے علماء کی تقلید حرام تھی، تو ہمارے عوام کے لیے علماء کی تقلید کیسے جائز ہے ؟

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ: ہمارے عوام اور علماء اور یہود کے عوام و علماء میں فرق بھی ہے اور ایک لحاظ سے مساوات و مشابہت بھی ہے۔

عوامِ یہود کو معلوم تھا کہ اُن کے علماء جھوٹ بولتے ہیں، حرام کھاتے ہیں، رشوت لیتے ہیں، اور سفارشوں، رشتہ داریوں، رواداریوں کی بناء پر احکامِ خدا کو تبدیل کر دیتے ہیں، جن لوگوں پر ناراض ہوں، اُن کو حقوق سے محروم کر دیتے ہیں، اور جن پر راضی ہوں اُن کو ناحق اموال دلواتے ہیں وغیرہ۔ لہٰذا خداوندِ عالم نے اُن کی اس اندھا دھند تقلید کی مذمت فرمائی ہے اسی طرح ہمارے عوام بھی اگر اپنے علماء کو فاسق، کنبہ پرور، مالِ دنیا کے طالب اور حرام خور پائیں کہ جس پر راضی ہوں اُس کو ناحق مال دلوائیں اور جس پر ناراض ہوں اُس کو اُس کے جائز حق سے بھی محروم کر دیں، غرضیکہ بد دیانت ہوں تو ایسے علما کی تقلید کرنے میں ہمارے عوام اور یہود کے عوام میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن فقہاء میں سے جو اپنے نفس کو حرام سے بچانے والا، دین کا نگہبان، خواہشِ نفس کا مخالف، اور اپنے مولیٰ کے فرمان کا مطیع ہو پس عوام کے لیے اُس کی تقلید کرنا جائز ہے، اور اِس صفت سے ہمارے بعض شیعہ فقہا متصف ہیں، سب نہیں۔"

★ ۔۔۔ (تفسیر انوار النجف جلد ۲ صفحہ ۱۳۸)

www.drhasanrizvi.com

حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب میری اُمت میں بدعتیں پھوٹ پڑیں تو عالم کی ذمّے داری ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے (اور بدعتوں کو روکے) اور جو ایسا نہ کرے اُس پر خدا کی لعنت ہو۔"

* (اصولِ کافی جلد ۱ صفحہ ۵۴ بحوالہ گفتار دلنشین صفحہ ۱۳)

"جب علماء، (بادشاہ) سلطان کی پیروی کرنے لگیں تو اپنے دین (کی حفاظت) میں اُن سے پرہیز کرو۔"

(کنز العمال حدیث ۲۸۹۵۲، اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۴۶)

"میں اپنی امّت کے بارے میں نہ کسی مومن سے خوف کھاتا ہوں، اور نہ کسی مشرک سے۔ اِس لیے کہ مومن کا ایمان اُمّت کو نقصان نہ پہنچائے گا اور مشرک کا کفر خود اُس کی ذلّت و رُسوائی کا سبب ہوگا۔ البتّہ اُس منافق کے نقصان پہنچانے سے ڈرتا ہوں جو چرب زبان ہو، (زبان دراز) (کیوں کہ وہ) جن چیزوں کی خوبی کو تم جانتے ہو اُس کو زبان سے بیان کرے گا، اور جن سے تم کو نفرت ہے عملاً اُنہی کو انجام دے گا۔"

* (بحار الانوار جلد ۲ صفحہ ۱۱۰)

"میری اُمّت پر ایک زمانہ ایسا بھی آئے گا جب علماء کی پہچان اچھے لباس سے ہوگی، قرآن کی پہچان خوش الحانی سے ہوگی اور عبادت صرف ماہِ رمضان میں ہوگی۔ جب ایسا ہوگا تو اُس وقت خداوندِ عالم میری اُمّت پر ایسے بادشاہ کو مسلّط کردے گا جس کے پاس نہ علم ہوگا، نہ حلم، نہ رحم ہوگا۔"

(بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۴۵۴)

www.drhasanrizvi.com

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ (۲۵) اور تمھارا پالنے والا مالک

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لازمی طور پر قیامت کے دن

فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۲۵﴾ اُن تمام باتوں کا فیصلہ کرے گا

جن میں وہ (بنی اسرائیل کے لوگ) ایکدوسرے

سے اختلاف کیا کرتے تھے۔

★ "قیامت کے دن فیصلے" سے مراد عملی واضح فیصلہ ہے۔ ورنہ دلائل و شواہد کے لحاظ سے تو حق و باطل کا فیصلہ ہو چکا، البتہ قیامت میں اُس کا عملی فیصلہ اِس طرح ہوگا کہ مومنین جنت میں بھیجے جائیں گے اور کافر جہنم رسید ہوں گے۔"

...... (تفسیر ماجدی)

★ فرزند رسول خدا امام حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "امام دو قسم کے ہوتے ہیں۔

(۱) ایک وہ جو خدا کے حکم سے ہدایت فرماتے ہیں۔ جس طرح حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل میں مبلّغ اور دین موسوی کے صحیح نمائندے تھے۔ لیکن چوں کہ قرآن قیامت تک کے لیے ہادی کتاب ہے لہٰذا اِس کی تاویل قیامت تک جاری رہے گی، اور موسیٰؑ کے بعد عیسیٰؑ کی شریعت کے مبلّغ اِسی آیت کے تاویلی مصداق بنتے رہے۔ اور آنحضرتؐ کے بعد حضرت امام علیؑ سے لے کر حضرت امام مھدی علیہ السلام تک اِس آیت کے تاویلی مصداق ہیں۔

...... (تفسیر برہان، تفسیر انوار النجف، تفسیر نور الثقلین)

www.drhasanrizvi.com

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

(۲۶) کیا یہ (تاریخی واقعات) اُن کی ہدایت کے لیے کافی نہیں کہ ہم اُن سے پہلے کتنی نسلوں اور قوموں کو ہلاک و برباد کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مکانوں میں (آج) یہ چلتے پھرتے ہیں۔ اس میں صاف اور بڑی دلیلیں حقیقتیں اور نشانیاں ہیں تو کیا وہ سنتے نہیں ہیں۔

★ مطلب یہ ہے کہ تاریخ کے اس مسلسل متواتر تجربے سے بھی انسانوں نے کوئی سبق نہ سیکھا کہ جس قوم کے پاس خدا کا کوئی رسول آیا اُس قوم کی قسمت کا فیصلہ اُس قوم کے رؤسا کے ساتھ معلق ہو گیا۔ جیسا سلوک اُس قوم نے اپنے رسولؐ سے کیا۔ اکثر اُس نے رسولؐ کو جھٹلایا، تو پھر وہ قوم خدا کے عذاب سے نہ بچ سکی۔ اگر بچے بھی تو صرف وہی لوگ جو نبیؐ پر ایمان لائے۔ انکار کرنے والے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سامانِ عبرت بن کر رہ گئے۔ ..... (تفہیم القرآن)

"یَمْشُوْنَ" اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک[1] یہ کہ اُن پر اچانک عذاب آپہنچا کہ وہ اُس وقت اپنے گھروں میں کام کاج کرتے ہوئے چل پھر رہے تھے۔ اور دوسرا[2] یہ کہ تم لوگ اُن کے گھروں کو اپنے پاؤں سے چل پھر کر دیکھ چکے ہو اور دیکھتے رہتے ہو پس اُن کے انجام سے عبرت حاصل کرو۔
..... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ (۲۷) اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

کیا اُنھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم ایک بنجر خشک زمین تک پانی کو (بہا کر یا اُڑا کر) لے جاتے ہیں، اور پھر اُسی زمین سے ایسی فصل اُگاتے ہیں جس سے اُن کے جانور بھی غذا حاصل کرتے ہیں اور وہ خود بھی (اُسی سے) کھاتے ہیں؟ کیا وہ دیکھتے سمجھتے نہیں؟

سبقِ عبرت

★ اگر سیاق و سباق پر غور کر لیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ یہاں ذکر حیات بعد الموت کا نہیں ہو رہا ہے، بلکہ اِس آیت میں ایک لطیف اشارہ ہے کہ جس طرح ایک بنجر (خشک) زمین کو دیکھ کر آدمی کو یہ خیال ہوتا ہے کہ بھلا ایسی مُردہ زمین کبھی زندہ ہو کر لہلہا سکتی ہے؟ مگر خدا کی بھیجی ہوئی بارش کا ایک چھینٹا اِس زمین کا رنگ ہی نہیں بلکہ سب کچھ ہی بدل کر رکھ دیتا ہے۔

بالکل اِسی طرح اسلام کی تحریک شروع شروع میں بالکل چلتی دکھائی نہ دیتی تھی، مگر خدائے واحد کی قدرت کی عظمت نے ایک ہی کرشمے سے اسلام کو ایسا پروان چڑھا کر پھیلا دیا کہ آج پوری دنیا حیرانِ و ششدر ہو کر رہ گئی۔ ... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا (۲۸) اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ آخر یہ فتح
الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ کب ہوگی؟ اگر تم سچے ہو؟ (تو بتاؤ)

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ (۲۹) اُن سے کہدیجیے کہ اس فتح یا فیصلے
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِيْمَانُهُمْ کے دن ایمان لانا اُن لوگوں کو
وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ کوئی فائدہ نہ دے گا جنھوں نے خدا و رسول کا
انکار کیا (کیونکہ) اُس وقت اُن کو کوئی مہلت دی جائے گی۔

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ (۳۰) پس آپ اُن سے (اُن کے حال پہ
اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ (چھوڑ کر) بے اعتنائی برتیئے اور ع ۳/۸ ۱۲
انتظار کیجیے حقیقتاً وہ بھی انتظار ہی کر رہے
ہیں۔

———— * * * ————

آیت ۲۹ کی تشریح | ائمۂ اہل بیت ع کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح دن ظہور امام مہدی ع
کا دن ہوگا۔ * .... (تفسیر علی ابن ابراہیم)

* دوسری تفسیر یہ ہے کہ یہ فتح کا دن قیامت کا دن ہوگا۔ * .... (تفسیر جلالین)

* بعض مفسرین نے فتح کا دن عذابِ الٰہی کے اُترنے کے دن کو قرار دیا ہے۔ (تفسیر جلالین)

www.drhasanrizvi.com

★ مگر یہ بات مسلّم ہے کہ صرف اور صرف وہی ایمان فائدہ پہنچائے گا جو اختیاراً عقل کو استعمال کرنے سے حاصل ہوا ہوگا۔ ورنہ قیامت میں (یا رجعت کے موقع پر) جب تمام غیبی حقیقتیں آشکار ہو چکی ہوں گی، تو ضدی سے ضدی کافر بھی ایمان لے آئے گا، مگر وہ ایمان اُن کے لیے کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ ★ .... (تفسیر ماجدی)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "یوم الفتح" سے مراد "یوم قیامت" ہے۔"

★ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "اُس دن کافروں کا ایمان لانا کوئی فائدہ نہ دے گا ★ .... (تفسیر انوار النجف)

★ حاصلِ مطلب یہ ہے کہ بھلا یہ عذابِ خدا بھی کوئی ایسی چیز ہے کہ جس کے لیے تم تڑپ رہے ہو۔ ارے خدا کا عذاب اگر آگیا تو پھر تم سنبھل کر چوں تک بھی نہ کر سکو گے۔ تم اِس مہلتِ عمل کو بہتر جانو کہ جو تمھیں اِس وقت ملی ہوئی ہے۔ پھر جب خدا کا عذاب آنکھوں کے سامنے آگیا، تو پھر ایمان لانا کچھ کام نہ آئے گا۔

★ ★ ★

آیت ۳۰ کی تشریح عارفین اور محققین نے لکھا کہ: "جو لوگ عرفاء، علماء اور سالکین کا مذاق اُڑاتے ہیں اور اُن کی عظمتوں کے منکر ہیں اور حقائق کو سمجھنے، سُننے کو آمادہ ہی نہیں ہوتے، اُن سے علیحدگی اختیار کر لینی چاہیئے۔ کیوں کہ ایسے لوگ حقیقتاً عذابِ خدا میں گرفتار ہوتے ہیں۔ اُن سے دور رہنے میں ہی خیریت اور بہتری ہوتی ہے۔" ★ .... (مرشد تھانوی)

★ ★ ★ ★ ★

★ **یَارَبَّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَ اٰلِ مُحَمَّدٍ** ★ یہ دعائے کشائش پڑھتے وقت اپنے دائیں ہاتھ سے داڑھی پکڑیئے اور بائیں ہاتھ کو آسمان کی جانب پھیلایئے پھر سات مرتبہ اِس دعاء کو پڑھیے۔ انشاء اللہ مشکل آسان ہو گی۔ (از مفاتیح الجنان) ★ (★ ۲ محرم الحرام ۱۴۲۱ھ / ۲۸ مارچ ۲۰۰۰ء بروز منگل چہارشنبہ)

www.drhasanrizvi.com

سورۃ الاحزاب کی خصوصیات

★ ★ ★

★ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص سورۃ الاحزاب کو خود پڑھے اور اپنے گھر والوں، نوکروں، کنیزوں کو اس کی تعلیم دے تو وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہتا ہے۔"

★...... (تفسیر مجمع البیان)

★ فرزندِ رسولِ خدا، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جو شخص سورۃ الاحزاب کو کثرت سے پڑھے گا وہ روزِ محشر حضرت محمدؐ و آلِ محمدؐ کا پڑوسی ہوگا۔"

★...... (تفسیر انوار النجف)

★ جو شخص اِس سورۂ مجیدہ کو لکھ کر ایک ڈبیہ میں بند کر کے اپنے گھر میں رکھے گا تو لوگ اُس کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کرنے (یا) اُس کی بیٹوں سے رشتہ کرنے کے لیے خود آگے بڑھیں گے، اگرچہ وہ مالی لحاظ سے فقیر و مسکین ہی کیوں نہ ہو۔ (باذن اللہ)

★...... (خواص القرآن)

www.drhasanrizvi.com

رکوعاتہا ۹	سورۃ الاحزاب مدنیۃ	آیاتہا ۷۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے مدد مانگتے ہوئے جو سب
کو فیض اور فائدے پہنچانے والا بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

* * *

یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ (۱) اے نبیؐ! اللہ کی ناراضگی
وَ لَا تُطِعِ الۡکٰفِرِیۡنَ سے بچتے رہیئے اور کافروں اور
وَ الۡمُنٰفِقِیۡنَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ منافقوں کا کہنا نہ مانیئے حقیقت
کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا ۙ﴿۱﴾ میں ہر چیز کا جاننے والا اور گہری
مصلحتوں کے مطابق بالکل ٹھیک کام کرنے والا تو خدا ہے۔

شانِ نزول

تفسیر مجمع البیان میں اِس آیت کی شانِ نزول کے بارے میں منقول ہے
کہ جنگِ اُحد کے بعد ابوسفیان، عکرمہ اور ابوالاعور اسلمی مدینے میں آئے اور عبداللہ بن اُبی کے ہاں مہمان رہے

www.drhasanrizvi.com

اور جناب رسالت مآبؐ سے امان چاہی اور تبادلۂ خیالات کی اجازت چاہی۔ چنانچہ وہ عبداللہ بن ابی عبداللہ بن سعد بن ابی السرح وغیرہ کے ہمراہ بارگاہِ رسالت پناہ میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ آپؐ ہمارے خداؤں (لات و عزّیٰ و منات) کا ذکر چھوڑ دیں اور ان کے عبادت گذاروں کے لیے اُن کی شفاعت کا اقرار کرلیں اور ہم آپؐ کا اور آپؐ کے رب کا ذکر چھوڑ دیں گے۔ تو آپس میں جنگ و جدال نہ ہوگی۔ آنحضرتؐ کو یہ بات بہت ناگوار گذری حضرت عمر بن الخطاب نے اُن کو قتل کر دینے کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا: میں نے اِن کو امان دی ہے۔ ان کو فوراً مدینہ سے نکال دیا جائے۔ اس پر یہ آیت اُتری۔

★ دوسری روایت میں ہے کہ قبیلۂ ثقیف کے چند آدمی حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: "ہمیں صرف ایک سال لات و منات کی عبادت کے لیے واگذار کیا جائے بعد میں ہم مسلمان ہو جائیں گے تاکہ قریش کے کفّار پر ہماری برتری قائم ہو جائے اور وہ یہ سمجھ لیں کہ رسولِ خداؐ ہماری بات مان لیتے ہیں"۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ قطعاً کسی کافر و منافق کی کوئی بات نہ مانو، وہی کرو جو حکمِ خداؐ ہے۔

★...... (تفسیر انوار النجف)

★ یہ آیتیں اُس وقت اُتریں جب حضرت زید نے حضرت زینب کو طلاق دے دی تھی۔ اُس وقت خداوندِ عالم نے اپنے رسولؐ کو یہ حکم دیا کہ رشتوں کے معاملوں میں جاہل عربوں کی غلط فہمی کو دور کرنے کا یہ بہترین موقع ہے۔ اور رسولِ خداؐ کو حکم دیا کہ وہ اپنے منھ بولے بیٹے حضرت زید کی مطلّقہ حضرت زینب سے نکاح کریں، تاکہ جاہلیت کی یہ رسم 'کہ منھ بولے رشتے اصلی رشتوں کی طرح نہیں ہوا کرتے'، ہمیشہ کے لیے باطل ہو جائے۔ آنحضرتؐ حضرت زینب سے نکاح کرتے ہوئے اس لیے ہچکچا رہے تھے کہ کہیں اس نکاح سے منافقوں کو بدنام کرنے کا موقع نہ مل جائے، اور اس طرح اسلام کی بڑھتی ہوئی تحریک کو زک نہ پہنچ جائے اور بہت سے کمزور عقل و ایمان والے اس بات سے شکوک و شبہات میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ رسم و رواج کو توڑنا کوئی آسان کام نہیں ہوتا۔ اس آیت نے آنحضرتؐ کے تمام اندیشوں کو رفع کر دیا، خاص طور پر خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ ہم علیم و حکیم ہیں یعنی: ہمارے دین کا فائدہ کس چیز میں ہے ہمیں خوب معلوم ہے۔

★... (تفسیر کبیر، تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَّاتَّبِعۡ مَا یُوۡحٰۤی اِلَیۡکَ (۲) اِس لیے، آپ تو اُس خدائی پیغام

مِنۡ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ کی پیروی کیجیے جو آپ کے پالنے والے

بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرًا ۙ﴿۲﴾ مالک کی طرف سے آپ کو وحی کیا

جاتا ہے۔ حقیقتاً اللہ اُس سے اچھی طرح واقف ہے، جو تم کرتے ہو۔

شانِ نزول

★ بعض اصحابِ رسولؐ جو صلح حُدیبیہ کے خلاف تھے اور رسولؐ پر بار بار زور دے رہے تھے کہ جو لوگ آپؐ سے بات چیت کرنے کے لیے مکّے سے آئے ہیں اُن کو قتل کر دیں"۔ اُن کے جواب میں یہ آیت اُتری کہ: اے رسولؐ! آپ خدا کی بھیجی ہوئی وحی کی پیروی کریں غلط مشوروں پر عمل نہ فرمائیں۔

★ ...... (تفسیر مجمع البیان)

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "کامل کسی حالت میں بھی ایسے مقام پر نہیں پہنچ سکتا کہ تکلیفاتِ شرعیہ اُس سے ساقط ہو جائیں، جیسا کہ بعض غالی صوفیوں کا خیال ہے

★ ...... (مرشد تھانوی)

نتائج و تعلیمات

(۱) جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہ اللہ کا حکم ہے تو انسان کو وہی کام کرنا چاہیئے۔

(۲) جو شخص خدا کی اطاعت کے لیے دشمنوں کے طنز و طعن کو برداشت کرے گا تو اللہ سے اُس کی یہ وفادارانہ خدمت چھپی نہ رہے گی، اِس لیے کہ خدا فرما رہا ہے کہ: "اللہ ہر اُس بات کو خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔" اِس لیے اللہ کی اطاعت کرنے میں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔

(تفہیم)

www.drhasanrizvi.com

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ وَكَفٰى (۳) اور آپ اللہ ہی پر بھروسہ رکھیے
بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ③ (کیوں کہ) اللہ تمام کاموں کو بنانے کے
لیے بہت کافی ہے۔

اللہ پر بھروسہ کرنا یقین کی علامت ہے

* جب آدمی کو یہ یقین ہو جائے کہ فلاں حکم خدا کا ہے، پھر اُس کو بالکل مطمئن ہو جانا چاہیئے کہ ساری مصلحتیں اور فائدے اُسی حکم کی تعمیل میں ہیں۔ پھر مصلحتوں کا دیکھنا مومن کا کام نہیں رہتا۔ مومن کو بس خدا پر بھروسہ کر کے خدا کی اطاعت کرنی چاہیئے۔ اس لیے کہ مومن کے لیے سب سے زیادہ مناسب طریقۂ کار یہی ہے کہ وہ اپنے سارے معاملات کو خدا کے حوالے کر دے۔ پھر خدا اُس کی مدد کے لیے بہت کافی ہے۔
*...... (تفہیم القرآن)

مومن تو فقط حکمِ الٰہی کا ہے پابند ∴ تقدیر کے پابند نباتات و جمادات
*..... (اقبال)

* قرآن نے فرمایا: "وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ" (القرآن) (سورۃ الطلاق آیت ۳ پ ۲۸)

یعنی: "اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ اُس کے لیے بہت کافی ہو جاتا ہے۔"

* مومن کا طریقۂ زندگی یہ ہوتا ہے کہ: "وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ" (یعنی) "میں اپنے تمام معاملات کو اللہ کے حوالے کر رہا ہوں کہ وہ یقیناً اپنے غلاموں کی دیکھ بھال خود کرنے والا ہے۔" (القرآن) (سورۃ المومن آیت ۴۴ پ ۲۴)

www.drhasanrizvi.com

مَا جَعَلَ اللّٰہُ لِرَجُلٍ مِّنۡ (۴) اللہ نے کسی آدمی کو اُس کے سینے میں

قَلۡبَیۡنِ فِیۡ جَوۡفِہٖ ۚ وَمَا دو دل نہیں بنائے (یعنی ایک آدمی بیک وقت

جَعَلَ اَزۡوَاجَکُمُ الّٰٓـِٔیۡ مومن، منافق، یا سچا جھوٹا یا نیک یا برا

تُظٰہِرُوۡنَ مِنۡہُنَّ اُمَّہٰتِکُمۡ ۚ نہیں ہوسکتا کہ ایک دل سے تو خدا کو بھی مانے

وَمَا جَعَلَ اَدۡعِیَآءَکُمۡ اور دوسرے دل سے خدا کو نہ مانے، یا کسی اور

اَبۡنَآءَکُمۡ ؕ ذٰلِکُمۡ قَوۡلُکُمۡ خدا کو خدا مانے، ایک ہی وقت میں خدا

بِاَفۡوَاہِکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ یَقُوۡلُ سے خلوص رکھے اور ساتھ ہی ساتھ دوسرے

الۡحَقَّ وَہُوَ یَہۡدِی السَّبِیۡلَ ﴿۴﴾ دل سے خدا سے بیخوف اور لاپرواہ رہے

خدا والوں سے محبت بھی کرے اور اُن کے دشمنوں کا بھی دوست ہو، نہ ممکن نہیں)

خدا نے تم لوگوں کی اُن بیویوں کو جن سے تم لڑتے جھگڑتے ہوئے ظہار کر دو

(یعنی) اُن کو غصّہ میں اپنی ماں کہدو، تو ہم نے اُن بیویوں کو تمھاری ماں نہیں

بنا دیا ہے۔ اور نہ ہی تمھارے منھ بولے بیٹوں کو تمھارا حقیقی بیٹا بنایا ہے

یہ سب تو وہ باتیں ہیں جو تم اپنے منھ سے (بغیر سوچے سمجھے) کہدیا کرتے ہو

www.drhasanrizvi.com

مگر اللہ بالکل سچی، صحیح اور حق بات کہتا ہے، اور وہی سیدھے، صحیح راستے اور طریقے کی ہدایت بھی کرتا ہے۔ (۴)

شانِ نزول

زمانۂ جاہلیت میں جمیل بن معمر بڑا ذہین تھا، وہ دعویٰ کرتا تھا کہ میرے پہلو میں دو دل ہیں۔ اُن میں ہر ایک محمدؐ کی سوچ سے زیادہ سمجھدار ہے۔ (معاذ اللہ)

جنگِ بدر میں جب کفار کا لشکر شکست کھا کر بھاگا تو اس کا حال یہ تھا کہ ایک جوتہ اِس کے پیر میں تھا اور دوسرا ہاتھ میں۔ ابوسفیان نے جب اِس کو اِس حال میں دیکھا تو بہت ہنسا اور کہنے لگا: او احمق! تیرا تو یہ دعویٰ تھا کہ میرے پہلو میں دو دل ہیں۔ یہ تیری کیا درگت بنی ہوئی ہے؟ اگر تیرے دو دل ہوتے تو پھر تُو کیوں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا؟ .... * یہاں دل سے مراد عقل ہے

*..... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر قرطبی، تفسیر کبیر)

★ امیر المومنین حضرت امام علی علیہ السلام نے اِس آیت کے ذیل میں فرمایا:

"ہماری محبت اور ہمارے دشمنوں کی محبت ایک دل میں نہیں سما سکتی۔ کوئی شخص ہمارے ساتھ ساتھ ہمارے دشمنوں سے بھی محبت نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ خدا نے کسی کو دو دل نہیں دیے ہیں کہ ایک دل تو ہم سے محبت کرے اور دوسرے دل سے ہمارے دشمنوں سے محبت کرے۔ ہر شخص اپنے دل کو آزمالے، اگر اُس کے دل میں ہماری محبت کے ساتھ ساتھ ہمارے دشمنوں کی بھی محبت ہے، خواہ تھوڑی سی بھی ہو۔ تو اُس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں، نہ ہمارا اُس سے کوئی تعلق اور خداوندِ عالم، جبرئیلؑ و میکائیلؑ سب اُس کے دشمن ہیں۔

*..... (تفسیر مجمع البیان، تفسیر علی ابن ابراہیم، تفسیر نور الثقلین جلد ۴، تفسیر انوار النجف)

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "اللہ نے کسی آدمی کو اُس کے سینے میں دو دل نہیں دیے"

اِس کا مطلب حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے یوں فرمایا کہ: "یہ بات ممکن ہی نہیں ہے کہ انسان، خدا،

www.drhasanrizvi.com

یا خدا والوں سے محبت کرے اور ساتھ ساتھ خدا کے دشمن یا خدا والوں کے دشمنوں سے بھی محبت کرے۔"

..... (تفسیر مجمع البیان)

★ پچھلی آیتوں کے حوالے سے اِس آیت کا مطلب یہ ہے کہ:

" یہ بات خلافِ فطرت ہے کہ انسان کسی اور کی اولاد ہو اور محبت کسی دوسرے سے کرے اس لئے دوسرے کی اولاد کو اپنی اولاد قرار دینا غلط ہے۔"

..... (القرآن المبین)

★ صوفیاء نے نتیجہ نکالا کہ: "انسان کا نفس (دل) ایک ہی وقت میں دو طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔"

..... (مرشد تھانوی)

حاصلِ مطلب

یہ ہے کہ ایک آدمی بیک وقت مومن، منافق، سچا، جھوٹا، نیک اور بد مسلمان اور کافر نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اُس کے سینے میں دو دل نہیں ہیں کہ ایک دل ایمان و اخلاص کے لیے ہو، اور دوسرا کفر و نفاق کے لیے وقف ہو۔ اِس لیے ایک وقت میں ایک آدمی کی ایک ہی حیثیت ہو سکتی ہے۔ یا وہ مومن ہوگا یا منافق، یا وہ مسلمان ہوگا یا کافر۔

اسی بناء پر عربوں کی ایک زبردست غلط فہمی کو بھی دور کیا گیا ہے۔ عربوں کا دستور تھا کہ اگر کبھی غصہ میں اپنی بیوی کو یہ کہہ دے کہ: "تیری پیٹھ میرے لیے میری ماں کی پیٹھ جیسی ہے۔" تو سمجھ لیجیئے کہ اب اُس کی بیوی اُس کی ماں ہو گئی۔ اِس لیے ہمیشہ کے لیے اُس پر حرام ہو گئی۔

یہاں یہ بتایا جا رہا ہے کہ ماں، ماں ہوتی ہے، بیوی، بیوی ہوتی ہے۔ تمھارے کہنے سے تمھاری بیوی تمھاری ماں نہیں بن جاتی۔

..... (تفہیم القرآن)

★ قرآن نے اِس قسم کے "ظہار" کے الفاظ یا کسی کو اپنا بیٹا کہہ دینے کے الفاظ کو بے وقعت اور بے معنی الفاظ قرار دیا ہے۔ ان الفاظ سے بیوی، ماں نہیں بن جاتی، دوسرے کا بیٹا اپنا سگا بیٹا نہیں بن سکتا۔

..... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اُدۡعُوۡهُمۡ لِاٰبَآئِهِمۡ هُوَ (۵)	منھ بولے بیٹوں کو اُن کے باپوں
اَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ	کی طرف نسبت دے کر پکارا کرو۔
لَّمۡ تَعۡلَمُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ	یہ بات اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک
فَاِخۡوَانُكُمۡ فِی الدِّیۡنِ	اور منصفانہ ہے۔ اب اگر تمھیں یہ معلوم
وَمَوَالِیۡكُمۡ ؕ وَلَیۡسَ	ہی نہ ہو کہ اُن کے باپ کون ہیں تو
عَلَیۡكُمۡ جُنَاحٌ فِیۡمَاۤ	آخر وہ تمھارے دینی بھائی اور
اَخۡطَاۡتُمۡ بِهٖ ۙ وَلٰكِنۡ	دوست تو ہیں۔ البتہ تم پر کوئی گناہ
مَّا تَعَمَّدَتۡ قُلُوۡبُكُمۡ ؕ	نہیں، اُس میں جو تم نے غلطی سے
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ۵	کہدیا ہو۔ لیکن جو بات تمھارے

دلوں نے ارادتاً، جان بوجھ کر کہی ہو گی (اُس پر تمھاری پکڑ دھکڑ ضرور ہو گی، ورنہ) اللہ تو بہت معاف کرنے والا بھی ہے، اور بے حد مسلسل رحم کرنے والا بھی۔

شانِ نزول	جناب رسالت آبؐ نے زید بن حارثہ کلبی کو بازارِ عکاظ سے خرید کر اپنا غلام

www.drhasanrizvi.com

بنایا تھا۔ اور جب آپؐ نے اعلانِ رسالت فرمایا تو زید نے اسلام قبول کر لیا۔ جب اس کا باپ مکہ میں آیا تو اُس نے بارگاہِ نبوت میں درخواست کی کہ یا تو میرے بیٹے کو مجھ پر فروخت کیا جائے اور یا اُسے آزاد کر دیا جائے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا: "میری طرف سے زید آزاد ہے"۔ لیکن حضرت زید نے جناب رسالت مآبؐ سے جدا ہونا گوارا نہ کیا۔ تو اُس کے باپ حارثہ نے قریش کی بھری محفل میں کہدیا کہ "میں تم سب کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔"

آنحضرتؐ نے فوراً فرمایا: تم سب گواہ رہو کہ یہ میرا فرزند ہے"۔ پس اُس دن سے اُسے زید بن محمدؐ پکارا جانے لگا۔ پھر جب حضور اکرمؐ نے زید کی مطلقہ زینب بنتِ جحش سے شادی کی یہود و منافقین نے طعن شروع کر دیا کہ: دیکھو! محمدؐ نے بہو (فرزند کی مطلقہ بیوی) سے شادی رچالی ہے حالاں کہ وہ دوسروں کو منع کرتے ہیں۔ پس اس آیتِ مجیدہ نے اُن کے قول کی تردید کی۔

تفسیر مجمع البیان میں ابنِ عمر سے مروی ہے کہ ہم ہمیشہ زید بن محمدؐ کہہ کر ہی پکارا کرتے تھے اور اِس آیت کے نزول کے بعد اُسے زید بن حارثہ پکارنے لگے۔ اور قرآن مجید نے کسی شخص کو اُس کے باپ کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کی طرف منسوب کر کے پکارنے کو منع فرمایا ہے۔ البتہ ماضی میں جو غلطی ہو گئی اُس کو اپنے دامنِ غفران میں جگہ دے دی۔ اور جو شخص عمداً کسی شخص کو اُس کے باپ کے سوا کسی دوسرے آدمی کی طرف منسوب کرے وہ سخت گنہگار ہے۔ اِسی طرح وہ شخص بھی سخت گنہگار ہے جو خود اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے کی طرف منسوب ہونا پسند کرے۔

٭...... (تفسیر انوار النجف) ملخص

٭ اِس حکم پر، کہ: "منھ بولے بیٹے کو اُس کے اصلی باپ کی نسبت سے پکارو"؛ اصحاب کرام نے زید کو زید ابنِ محمدؐ کہنے کے بجائے زید بن حارثہ کہنا شروع کر دیا۔

٭.... (بروایت عبداللہ ابنِ عمر۔ از بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)....٭

٭ پھر جناب رسولِ خداؐ نے اِس بات کو حرام قرار دے دیا کہ کوئی شخص اپنے اصلی باپ کے سوا کسی اور

www.drhasanrizvi.com

کا بیٹا کہلائے۔ جبکہ وہ یہ جانتا ہے کہ وہ اُس کا بیٹا نہیں ہے، اُس پر جنت حرام ہے۔"
★...... (بخاری، مسلم، ابوداؤد بروایت سعد ابن ابی وقاص)

★ اِس بات کو انصاف کے خلاف قرار دیا گیا کہ انسان اپنا نسب خواہ مخواہ اُس سے ملائے جس سے اُس کا نسب نہ ملتا ہو۔
★...... (مؤلف)

★ پھر آخر میں خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "انجانے کی بات پر گرفت نہ ہوگی۔"
یعنی: کسی کو پیار سے بیٹا کہہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح بھائی، بہن، ماں، باپ کے الفاظ ادباً، اخلاقاً، محبتاً استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ مگر ان کو اصلی رشتہ بنانا اور اصلی رشتوں کے حقوق ادا کرنا جائز نہیں۔

★ پھر آخر میں فرمایا: "وہ معاف کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔" کا مطلب یہ ہے کہ ...... "اب تک یہ بات نہ جانتے ہوئے جو غلطیاں ہوئی ہیں، اللہ اُن کو معاف کر دے گا۔"

★ دوسرا مطلب یہ بھی نکلا کہ خدا انجانے میں کسی غلط کام پر سزا نہیں دیا کرتا۔

★ تیسرا مطلب یہ نکلا کہ خدا صرف فعل کی ظاہری شکل نہیں دیکھا کرتا۔ وہ فاعل کی نیت کو دیکھتا ہے۔

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "اللہ تمہارے اعمال کو نہیں دیکھتا، بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔"★ (الحدیث)

★ تفسیر مجمع البیان میں منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "مَنِ انْتَسَبَ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ اَوِ انْتَمٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْہِ فَعَلَیْہِ لَعْنَۃُ اللّٰہِ"
یعنی: "جو شخص اپنے باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب ہو یا اپنے اصلی آقا کے علاوہ کسی دوسرے آقا کی طرف منسوب ہو تو اُس پر اللہ کی لعنت برستی ہے۔"
★...... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ اَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ ؕ وَ اُولُوا الۡاَرۡحَامِ بَعۡضُہُمۡ اَوۡلٰی بِبَعۡضٍ فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ وَ الۡمُہٰجِرِیۡنَ اِلَّاۤ اَنۡ تَفۡعَلُوۡۤا اِلٰۤی اَوۡلِیٰٓئِکُمۡ مَّعۡرُوۡفًا ؕ کَانَ ذٰلِکَ فِی الۡکِتٰبِ مَسۡطُوۡرًا ﴿۶﴾

(۶) پیغمبرؐ مومنین پر خود اُن سے زیادہ، اُن پر اختیار رکھتے ہیں، اور پیغمبرؐ کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔ اور کتاب و قانونِ خدا کے اعتبار سے مومنین و مہاجرین کے رشتہ دار ایک دوسرے کی وراثت کے زیادہ حقدار ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ کچھ (دے کر) بھلائی کرنا چاہو، تو کر سکتے ہو۔ یہ حکم خدا کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

★ محققین نے لکھا کہ اِس آیت سے معلوم ہوگیا کہ کسی نبیؐ کا اپنی اُمت سے کتنا گہرا تعلق ہوتا ہے۔ انسان کا نفس تو اُس کا دشمن یا بدخواہ ہوسکتا ہے، مگر خدا کا بھیجا ہوا رسولؐ خود ہمارے نفس سے بھی کہیں زیادہ ہم سے محبت کرتا ہے۔ اِس لیے اُن سے کبھی کسی قسم کی بدخواہی کا کوئی امکان بھی نہیں ہوتا۔ ★ . . . . (تفسیر بیضاوی)

www.drhasanrizvi.com

پیغمبرؐ کا حق مومنین پر

★ خداوندِ کریم کا یہ فرمانا کہ: "پیغمبرؐ مومنین پر تو دُ اُن سے زیادہ ان پر اختیار رکھتے ہیں۔"

★ اِس کا مطلب یہ ہے کہ رسولؐ کو مومنین کے تمام معاملات میں اُن کی اپنی ذات سے بھی زیادہ تصرّف کا حق ہے۔

(۲) دوسرے یہ معلوم ہوا کہ رسولؐ اُمّت کو اُن چیزوں کا بھی حکم دے سکتا ہے جن کو وہ اپنی اُمّت کے لیے پسند کرتا ہے۔

(۳) نبیؐ کا ہر حکم اُمّت کی بھلائی، فائدے اور خیر و خوبی کے لیے ہوتا ہے۔

(۴) مومنین پر واجب ہے کہ رسولؐ سے محبّت کریں۔

(۵) اور اپنے نفس سے زیادہ رسولؐ کا حکم مانیں۔

(تفسیر صافی ص۲۹۸) ..... ★

★ خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "یہ اور بات ہے کہ تم اپنے دوستوں کے ساتھ کچھ حسنِ سلوک کرو۔" اِس کا مطلب یہ ہے کہ میراث تو رشتہ داروں ہی کو ملے گی۔ اب رہے ذاتی تعلّقات، پسند اور ناپسند، تو تم اپنی کل مالیت سے تہائی حصّہ کی حد تک وصیّت کر سکتے ہو یا تحفہ کے طور پر کسی کو دے سکتے ہو۔"

(القرآن المبین) ...★

نتیجہ

اِس آیت سے معلوم ہوا کہ جو تعلّق رسولؐ کو مسلمانوں سے ہے، وہ تمام تعلّقات سے افضل اور اعلیٰ ہے۔ کوئی رشتہ اِس رشتے سے بلند نہیں۔ کیوں کہ جنابِ رسولِ خداؐ مومنین پر اُن کے ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق اور مہربان ہیں۔ اور اُن سے کہیں زیادہ مومنین کے خیر خواہ ہیں۔ ماں باپ، بیوی بچّے پھر خود غرضی کی وجہ سے نقصان پہنچا سکتے ہیں

www.drhasanrizvi.com

غلطیاں کرا سکتے ہیں، جہنم رسید کر سکتے ہیں، مگر جناب رسولِ خداؐ مومنین سے وہی کچھ کہیں گے جس میں اُن کی حقیقی اور واقعی یقینی کامیابی ہو گی۔ اِس لیے مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ وہ آنحضرتؐ کو اپنے ماں باپ، بیوی، اولاد، بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھیں۔ دنیا کی ہر چیز سے بھی زیادہ اُنؐ سے محبت کریں۔ آپؐ کی رائے کو اپنی رائے پر فوقیت دیں آپؐ کے فیصلے کو اپنے فیصلوں پر ترجیح دیں، آپؐ کے ہر حکم کے آگے تسلیم خم کر دیں۔

---------* (تفہیم القرآن)

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست ؛ اگر باُو نرسیدی، تمام بولہبی است (اقبال)

یعنی (خود کو محمد مصطفیٰؐ کی اطاعت اور محبت تک پہنچاؤ۔ اگر تم اُن کی اطاعت نہیں کرو گے تو سراسر کفر ہی کفر ہے۔)

* جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے ماں باپ اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔" ....* (بخاری، مسلم)

* اسی بناء پر رسولِ خداؐ کی بیویاں مومنین کی مائیں قرار دی گئیں۔ اس سے آنحضرتؐ کا احترام مقصود ہے۔

مگر خود ازواجِ رسولؐ کے لیے بھی یہ ضروری قرار دیا گیا کہ وہ رسولِ خداؐ کی اطاعت فرمائیں، ورنہ وہ بھی اس عزت و احترام کی مستحق نہ رہیں گی۔ کیوں کہ اُن کا احترام اور مقام صرف رسولِ خداؐ کی بیوی ہونے کی وجہ سے ہے۔ اِس لیے اُن پر خدا اور رسولِ خداؐ کی اطاعت بھی لازم ہے (ورنہ حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی بیویاں اُن کی نافرمانی کی وجہ سے قابلِ عبرت ہیں) اسی لیے جناب رسولِ خداؐ نے حضرت امام علیؑ سے فرمایا تھا کہ: "اے ابوالحسنؑ! یہ شرف تو صرف اُسی وقت تک ہے، جب تک لوگ اللہ کی اطاعت پر قائم رہیں اِس لئے میری بیویوں میں سے جو بھی میرے بعد تمہارے خلاف خروج کر کے اللہ کی نافرمانی کرے، تم اُسے طلاق دے دیجیو۔ اور اُس کو اُمہات المومنین کے شرف سے ساقط کر دیجیو۔"

(احتجاج: از ابو منصور احمد ابنِ ابوطالب طبرسی رہ، تفہیم القرآن مولنٰا مودودی)

www.drhasanrizvi.com

★ مولانا مودودی صاحب نے اِس روایت پر سخت تنقید فرمائی ہے۔ اور اس کو جناب رسولِ خداؐ کی توہین قرار دیا ہے۔ حالاں کہ قرآن مجید میں حضرت لوطؑ پیغمبر کی بیوی کی سخت مذمت کی گئی ہے کہ اُن کی بیوی نے اُن کی اور خدا کی اطاعت نہ کی۔ حضرت نوحؑ کے بیٹے کو غرق ہوتے ہوئے دکھایا ہے، اور حضرت نوحؑ کو اُس کی شفاعت تک سے روک دیا۔ بیوی کتنی ہی عزیز ہو بیٹے سے زیادہ تو عزیز نہیں ہو سکتی۔ یاد رہے کہ ہر شرف کا دارومدار خدا اور رسولؐ کی اطاعت پر ہے۔ اور سورۃ التحریم آیت ۴ میں رسولِ خداؐ کی دو ازواج کے بارے میں فرمایا کہ: بیشک تم دونوں کے قلوب ٹیڑھے ہو گئے ہیں پس تم اگر رسولؐ کے خلاف گٹھ جوڑ کرتی رہیں تو اللہ، جبرئیل اور صالح المومنین رسولؐ کے دوست ہیں۔" الخ۔ اِسی طرح آیت ۱۰ میں حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ کی دونوں بیویوں کی مذمت میں فرمایا کہ: "پس دونوں نے اُن دونوں سے خیانت کی، اور وہ دونوں اپنی دونوں بیویوں کے ذرا بھی کام نہ آسکے اور اُن دونوں عورتوں کو جہنم میں داخل ہونے کو کہا گیا۔۔۔"

..... (مولف)

★ "اَولیٰ بالمومنین" بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیٰ سے مراد حکومت ہے۔ اصل میں یہ اولیٰ ہونے کی ایک شاخ ہے۔ (از اصول کافی و علل الشرائع، تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اِس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: "یہ آیت میراثِ اموال ہی سے متعلق نہیں ہے، اور نہ یہ صرف حکومت اور ولایت کے بارے میں ہے، بلکہ یہ آیت فرزندانِ امام حسینؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔" ★ ... (تفسیر نمونہ جلد ۱۷، صـ ۱۲۸)

★ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی بھی ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اُس کی ہر خواہش اُن احکامات کی تابع نہ ہو جائے جو میں لے کر آیا ہوں۔" ★ (تفسیر کبیر، تفسیر فی ظلال)

★ نیز فرمایا: "کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں دنیا اور آخرت کے معاملات میں اُس کے نزدیک خود اُس کی نسبت اَولیٰ نہ ہو جاؤں۔" ★ ... (تفسیر فی ظلال، صحیح بخاری، مسند احمد بن حنبل جلد ۲)

www.drhasanrizvi.com

اُولُوا الاَرحَامِ کا شانِ نزول

"تفسیر مجمع البیان" میں اس کا شانِ نزول اس طرح منقول ہے کہ: "جب مومنین میں سے دو آدمیوں کے آدمیوں کے درمیان حضور اکرمؐ نے صیغۂ اُخوت جاری فرمایا تو اُس کا نتیجہ یہ تھا کہ اُن میں سے جب ایک کا انتقال ہوجاتا تھا تو دوسرا اُس کی وراثت کا مالک ہوتا تھا۔ پس اِس آیت مجیدہ نے اِس حکم کو منسوخ کر دیا۔

نیز مروی ہے کہ سابق دور میں ہجرت بھی موجبِ وراثت تھی۔ پس ہجرت نہ کرنے والا مسلمان ہجرت کرنے والے کا وارث نہیں بن سکتا تھا خواہ رشتہ میں کتنا ہی قریب کیوں نہ ہو۔ پس یہ آیت ہجرت اور اُخوت کے قانونِ وراثت کی ناسخ ہوگئی۔ اور سیاقِ آیت میں چوں کہ نبیؐ کو اُمت کا باپ اور نبیؐ کی ازواج کو اُمت کی مائیں قرار دیا گیا تھا، اور اِس لحاظ سے تمام مومنین کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا تھا اِس سے یہ احتمال ہوسکتا تھا کہ ممکن ہے کہ اِس روحانی و ایمانی رشتہ کا وراثت پر اثر پڑے۔ پس اِس کی صراحت سے نفی کردی گئی: "نبیؐ کی بیویاں اگرچہ اُمت کی مائیں ہیں، اور اِس لحاظ سے نبیؐ تمہارا باپ ہے، اور مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن اِس سے نسب ثابت نہیں ہوگا۔ اور یہ رشتہ موجبِ وراثت نہ ہوگا، بلکہ قانونِ وراثت میں "اولوا الارحام" یعنی رحم کی وساطت سے جو رشتہ دار ہیں اُن میں سے بعض، بعض کے قریب ہیں۔ اور قریب کی موجودگی بعید کے لیے مانعِ وراثت ہوگی، خواہ وہ مہاجر مسلمان نہ مہاجر ہوں یا انصار ہوں۔ البتہ معروف اور احسان پر کوئی پابندی نہیں۔

اب اگر کوئی مرنے والا احسان اور معروف کے طور پر کسی اپنے بھائی کے لیے اپنے مال میں سے کچھ دینے کی وصیت کر جائے تو وہ نافذ العمل ہوگی، اور اِس وصیت کی بھی حد معین ہے۔ یعنی وہ متوفی کے ترکہ کی تہائی سے زیادہ نہ ہو۔

★ .... (تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ (۷) اور جب ہم نے سب پیغمبروں

مِيْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ سے عہد و پیمان لیا، تم سے بھی اور

نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى نوح، ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ

وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۠ وَ ابنِ مریم سے بھی۔

اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غرض اُن سب سے ہم نے

غَلِيْظًا ۙ مضبوط عہد لیا۔

خداوندِ حکیم نے سب سے عہد و میثاق لیا

اللہ تعالیٰ نے پہلے تمام انبیاءؑ کا فی الجملہ ذکر فرمایا کہ اُن سب سے عہد لیا گیا۔ پھر پانچ نبیوں کا علی الخصوص نام لے کر ذکر کیا، اِس لیے کہ یہ اولوالعزم اور صاحبانِ شریعت ہیں۔ اُن میں (۱) حضرت محمّد مصطفےٰؐ (۲) حضرت نوحؑ (۳) حضرت ابراہیمؑ (۴) حضرت موسیٰؑ اور (۵) حضرت عیسیٰؑ ابنِ مریمؑ ہیں۔ اور حضرت محمّد مصطفےٰؐ تمام انبیاءؑ کے سرور و سردار ہیں۔

★ "علی ابنِ ابراہیم" "تفسیر برہان" میں فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: لیا جانے والا عہد "اللہ کی ربوبیت، محمّدؐ کی رسالت اور حضرت امیرالمومنینؑ اور آپؑ کی اولادِ طاہرینؑ کی امامت کے متعلق تھا۔ پس اللہ نے عالمِ ذر میں تمام مخلوق سے سوال کیا۔ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ وَمُحَمَّدٌ نَّبِيُّكُمْ وَعَلِيٌّ اِمَامُكُمْ وَالْاَئِمَّةُ الْهَادِيْنَ اَئِمَّتُكُمْ قَالُوْا بَلٰى الخ ... یعنی: کیا میں تمہارا رب نہیں؟

www.drhasanrizvi.com

کیا محمدؐ تمھارے نبی نہیں ؟ کیا علیؑ تمھارے امام نہیں ؟ اور (علیؑ کی اولاد) ہادیان برحق تمھارے امام نہیں ؟ تو سب نے مل کر جواب دیا کہ "بے شک ہم اس کا اقرار کرتے ہیں۔

پھر ارشادِ قدرت ہوا کہ قیامت کے دن یہ نہ کہنا کہ ہم اس عہد سے غافل تھے۔

پس سب سے پہلے اپنی ربوبیت کا اقرار لیا اور مجموعی طور پر تمام انبیاءؑ کا ذکر کر کے افضل نبیوں کے ناموں کا خصوصی طور پر اعلان فرمایا۔ پس یہ پانچ انبیاءؑ تمام نبیوں سے افضل ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰؐ سب سے افضل (سب کے سردار) ہیں۔ الخ

*..... (تفسیر انوار النجف)

خدا کے عہد سے مراد یہ ہے کہ (۱) رسولِ خداؐ، اللہ کے ہر حکم کی خود بھی اطاعت کریں گے اور دوسروں کو بھی خدا کی اطاعت کا حکم دیں گے۔

(۲) دوسرے یہ کہ اللہ کے پیغامات کو جوں کا توں اُس کے بندوں کو پہنچائیں گے۔

(۳) اور خدا کے احکامات کو عملاً نافذ کرنے کی کوششیں کریں گے۔"

*..... (تفہیم القرآن)

(۴) خود قرآن نے فرمایا: "اور یاد کرو اُس وقت کو جب اللہ نے عہد لیا تھا اُن لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی تھی، کہ تم لوگ اس کتاب کی تعلیمات کو بیان کرو گے، اور اُس کو چھپاؤ گے نہیں۔"

*..... (سورۃ آلِ عمران آیت ۱۸۷)

(۵) اور فرمایا: "اور یاد کرو کہ جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ عہد لیا تھا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت (غلامی) نہ کرو گے۔"

*..... (سورۃ البقرۃ آیت ۸۳)

(۶) "کیا ہم نے اُن سے کتاب کا یہ عہد نہیں لیا تھا کہ تم مضبوطی کے ساتھ اس کو تھامو جو ہم نے دیا۔ اور یاد رکھو اُس ہدایت کو جو اس میں ہے۔ توقع ہے کہ تم خدا کی نافرمانی سے بچتے رہو گے۔"

*..... (سورۃ الاعراف آیت ۱۶۹ تا ۱۷۱)

www.drhasanrizvi.com

لِّيَسۡـَٔلَ الصّٰدِقِيۡنَ عَنۡ (۸) تاکہ خدا سچے لوگوں سے اُن
صِدۡقِهِمۡ ۚ وَاَعَدَّ لِلۡكٰفِرِيۡنَ کی سچائی کے متعلق سوال کرے،
عَذَابًا اَلِيۡمًا ۝۸ اور خدا نے (اِس بات کا) انکار ع
کرنے والے کافروں کے لیے بڑی سخت تکلیف دینے والی سزا تیار کر رکھی ہے۔

لِّيَسۡـَٔلَ : یعنی انبیاء سے تبلیغِ دین کا عہد و پیمان لیا کہ اپنی اُمّتوں کو توحید، نبوت، امامت کے اصولی عقائد کے ساتھ فروعی طور پر اُن کو انسانی اقدار اور تمدّن کی زندگی کے مبنی بر انصاف دستور العمل کی پیروی، اور حقوق اللہ، حقوق الناس اور حقوق ذاتیہ سے عہدہ برآ ہونے کے طریقوں سے آگاہ فرمائیں تاکہ لوگوں پر حجت تمام ہو جائے۔ پھر قیامت کے دن سچے لوگوں سے دریافت کرے گا کہ کیا انبیاء نے اپنی تبلیغات میں کوئی کمی کی تھی ؟ وہ سچی گواہی دیں گے کہ انبیاء نے حقِ تبلیغ پورا ادا کیا تھا۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ سچے لوگوں سے اُن کی اپنی سچائی کے بارے میں دریافت کیا جائے گا کہ تمھاری وہ نیکی پُر خلوص بھی تھی یا دنیا وی ریاکاری، لالچ و طمع یا نام و نمود کا پہلو مضمر تھا۔ ؟ اور "تفسیر مجمع البیان" میں منقول ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ : "جب سچے لوگوں سے اِس قسم کا سوال ہوگا تو جھوٹوں کا کتنا بُرا حال ہوگا ؟" *...... (تفسیر انوار النجف)

* صادقین سے مراد ؟ | بعض مفسرین نے لکھا کہ : (۱) وہ مومنین ہیں جو اپنے دعووں میں سچے ہونے کا ثبوت پیش کر دیں۔ (۲) یا وہ مومنین ہیں جو خدا کے لیے ہر تے امتحانوں میں کامیاب ہوں۔

(۳) ظاہر ہے کہ جب صادقین کا لفظ کافروں کے مقابلے پر آیا ہے تو اِس سے مراد سچے مسلمان یا مومنین بھی ہو سکتے ہیں۔ * ... (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا (۹) نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝۹

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو یاد کرو اللہ کے احسان کو، جو اُس نے تم پر کیا ہے، جب کئی فوجیں اور گروہ کے گروہ تم پر چڑھ آئے، تو ہم نے اُن پر ایک سخت آندھی بھیج دی، اور ایسی فوجیں بھی (بھیج دیں) جنھیں تم نے نہیں دیکھا۔ حالانکہ (اُس وقت) تم جو کچھ کررہے تھے اللہ اُسے خوب اچھی طرح سے دیکھ رہا تھا۔

سنہ ۵ ہجری، جنگِ احزاب (جنگِ خندق)

★ ۵ شنہ ہجری میں اسلام کے دشمنوں نے ایکا کرکے مدینہ پر حملہ کردیا، اور شہر کو ہر طرف سے گھیرلیا۔ تاریخ میں اِس کو جنگِ احزاب کہا گیا ہے۔ چار ہزار تو صرف قریشِ مکّہ کا لشکر تھا۔ کُل دس ہزار سے زیادہ سپاہی تھے۔ بعض نے ۱۵ ہزار لکھے ہیں۔ اِن سب کا افسر ابوسفیان تھا۔ عرب کی تاریخ میں اتنی بڑی لشکر کشی اِس سے پہلے نہ ہوئی تھی۔

حضرت سلمان فارسیؓ نے جنابِ رسولِ خدا کو یہ مشورہ دیا کہ اپنے لشکر کو پہاڑ کے دامن میں رکھ کر سامنے خندق سے محفوظ کرلیا جائے۔ غرض ساڑھے تین میل لمبی خندق کھودی گئی، تاکہ دشمنوں کے

www.drhasanrizvi.com

یکایک حملے سے محفوظ رہیں۔ اسی لیے اس کو غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں۔

* آخر کار دشمنوں کا سب سے بڑا بہادر سردار عمرو ابنِ عبدِ وُد خندق پھاند کر آگیا اور رسولِ خدا ؐ کے خیمہ پر نیزہ پھینک کر مقابلے پر آنے کو للکارا۔ آنحضرت ؐ نے مسلمانوں سے پوچھا کہ اس کُتّے کے مقابلے پر کون جائے گا؟ کسی کی ہمت نہ ہوئی۔ بار بار علیِ مرتضیٰ ؑ کھڑے ہو کر فرماتے کہ:

"اَنَا یا رسولَ اللہ" "اے اللہ کے رسول ؐ! میں حاضر ہوں۔

* بالآخر جنابِ رسولِ خدا ؐ نے حضرت علی مرتضیٰ ؑ کو اُس کے مقابلے پر جانے کی اجازت دے دی۔ اور ارشاد فرمایا: "آج کُلِّ ایمان، کُلِّ کفر کے مقابلے پر جا رہا ہے۔"

آپ ؑ میدانِ جنگ میں وارد ہوئے۔ عمرو نے ۷۰ وار کیے، ایک وار سے حضرت علی ؑ کا سرِ اقدس زخمی ہوا۔ پھر آپ ؑ نے حملہ کیا اور اُس کو دو ٹکڑوں میں برابر تقسیم کر دیا۔ جب آپ ؑ واپس ہوئے تو جنابِ رسولِ خدا ؐ نے ارشاد فرمایا: "خندق کے دن علی ؑ کی ایک ضربت ثقلین کی عبادت سے افضل ہے۔" (الحدیث)

اِس مقابلے کے بعد دشمن کے حوصلے پست ہو گئے۔ اچانک طوفانی ہوا چلنے لگی جس نے اُن لوگوں کے خیمے اکھاڑ پھینکے، سردی سے سارا لشکر کانپ اُٹھا اور وہ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے۔

* ...... (تاریخ طبری۔ ابنِ ہشام متفق علیہ)

* یہ آندھی اُس وقت آئی جب اسلام کے دشمن لشکروں نے مدینہ پر ایک ساتھ چڑھائی کر دی تھی۔ اور محاصرہ کیے ایک مہینہ گذر گیا تھا۔ اور نظر نہ آنے والی قوتوں سے مراد چھپی ہوئی طاقتیں جو اللہ کے حکم پر کام کرتی ہیں اور انسان کو اُن کی خبر تک نہیں ہوتی۔ یہی وہ مخفی طاقتیں ہیں جو اکثر ایسی زبردست مدد کرتی ہیں کہ جو فیصلہ کُن ثابت ہوتی ہیں۔ حالاں کہ انسان اپنے کم علم کی بنا پر اپنی کامیابی کو ظاہری اسباب کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ مخفی طاقتوں سے مراد فرشتے بھی لیے گئے ہیں۔

* ...... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

جنگ کی ابتدا

جنگ کی ابتدا اِس طرح ہوئی کہ مدینہ کے یہودیوں کا قبیلہ بنی نُضیر جو حضرت ہارُون کی اولاد تھا، اپنی شرارتوں اور اسلام دشمنی کی وجہ سے مدینہ بدر کر دیا گیا۔ یہ قبیلہ خیبر کی طرف منتقل ہو گیا۔ اور مسلمانوں کے خلاف سرگرمِ عمل ہوا۔ اُنھوں نے سارے عرب قبائل کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکایا، اور مکّہ جا کر ابوسفیان سے کہا کہ: "تم مشرکوں کا مذہب دینِ محمّدؐ سے بدرجہا بہتر ہے۔ تم اپنے دینِ شرک پر قائم رہو۔ اور یہودیوں کے تمام قبیلے تمھارے ساتھ مل کر محمّدؐ سے لڑنے پر تیار ہیں"۔ مشرکوں کے دل میں جنگِ بدر کے زخم تازہ تھے، اِس لیے یہودیوں کے ساتھ مل کر فوج کشی کی تاریخ مقرّر کر دی۔ حیی ابنِ اخطب جو یہودیوں کا سردار تھا اُس نے یہاں تک وعدہ کر لیا کہ ہمارا ایک قبیلہ جو مدینہ میں آباد ہے۔ جس کو بنو قریظہ کہتے ہیں، اُنھوں نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کا عہد کر لیا ہے، اُن کو بھی توڑ کر اپنے ساتھ ملا لوں گا۔

*..... (تفسیر بُرہان)

غرض قریشِ مکّہ کا لشکر جو چار ہزار جنگی جوانوں پر مشتمل تھا، نکلا اور بہت سے عرب قبیلوں کو ساتھ ملا ملا کر ابوسفیان کی سربراہی میں مدینہ پر حملہ آور ہوا۔ اُن کی کل تعداد دس ہزار تھی۔ حضرت سلمانؓ نے مشورہ دیا کہ مسلمانوں کو خندق کے اندر ہی محفوظ رہنا چاہیے۔ اِس لیے مدینہ کے باہر دو پہاڑوں کے درمیان خندق کے اندر محفوظ کر لیا۔ مسلمان تعداد میں کل تین ہزار تھے۔ مہاجرین کا علم زید بن حارثہ کے پاس تھا، اور انصار کا علم سعد بن عبادہ کے پاس تھا۔

*..... (تفسیر برہان)

* غرض دشمنوں کے پہنچنے سے تین دن پہلے خندق مکمّل ہو گئی۔ خود رسول اللہ صؐ نے بھی خندق کے کھودنے میں حصّہ لیا۔ کیوں کہ سلمانؓ دس آدمیوں کی برابر کھود رہے تھے اِس لیے انصار نے چاہا کہ سلمانؓ کو اپنی طرف ملا لیا جائے اور مہاجرین اپنے ساتھ ملانا چاہتے تھے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: اَلسَّلمانُ مِنّا اَهلَ البَیت "سلمانؓ ہم اہلِ بیت سے ہیں۔"

www.drhasanrizvi.com

* جب حی ابنِ اخطب، بنو قریظہ کے سردار کعب کے پاس پہنچا اور کہا کہ تم مسلمانوں سے کیے ہوئے عہد کو توڑ کر ہمارے ساتھ مل جاؤ کیوں کہ سارے عرب قبائل محمدؐ کے خلاف حملہ آور ہو رہے ہیں۔ کعب نے کہا کہ: "یہ سب کھوکھلے بادل ہیں جو گرجتے ہیں، برستے نہیں۔ ہم نے تو محمدؐ میں شرافت، نجابت، حُسنِ اخلاق، کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ اس لئے ہم اُن سے دوستی کا عہد ہرگز نہ توڑیں گے۔" یہودیوں کے ایک بہت عمر رسیدہ سردار زبیر نے کہا کہ: "میں نے توراۃ میں پڑھا ہے کہ خدا آخری زمانے میں ایک نبیؐ بھیجے گا جو مکہ میں ظاہر ہوگا اور مدینہ کی طرف ہجرت کرے گا۔ وہ زین کے بغیر گدھے کی سواری کرے گا، سر پر چادر اوڑھے گا، ہنس مکھ ہونے کے باوجود بہادر ہوگا، تلوار ساتھ رکھے گا اور کسی خطرے سے نہ ڈرے گا۔ اس لئے عربوں کا لشکر اُس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

* حی ابنِ اخطب نے کہا: یہ وہ نہیں ہے کیوں کہ یہ حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے ہے۔

* بالآخر حی ابنِ اخطب اپنی شیطانی چالوں میں کامیاب ہو گیا اور اُس نے عہد نامہ لے کر پھاڑ ڈالا اور انھیں بھی مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ کر لیا۔

* القصہ: جنگ کا آغاز اس طرح ہوا کہ دشمنوں کی طرف سے عمرو ابنِ عبدوُد جو ایک ہزار کے لشکر کے لیے اکیلا کافی تھا، خندق پار کر کے مسلمانوں سے مبارز طلب ہوا تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ: "ہے کوئی جو اِس کتے کو خاموش کرے۔" مسلمانوں میں سناٹا چھا گیا۔ اور اُس کی بہادری کی داستانیں بیان کرنے لگے۔ حضرت علیؑ نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجیے۔ آنحضرتؐ نے اجازت دی، اپنے دستِ حق پرست سے حضرت امام علیؑ کے فرقِ اقدس پر نو پیچ کا عمامہ باندھا اور فرمایا: "کُلِ ایمان، کُلِ کفر کے مقابلہ پر جا رہا ہے۔" پھر آنحضرتؐ نے کامیابی کی دعا فرمائی۔

حضرت امام علیؑ اُس کے مقابلے پہنچے تو اُس نے کہا: آپؑ کون ہیں؟ "فرمایا: "میں علی ابنِ ابی طالبؑ ہوں۔" اُس نے کہا: ابو طالبؑ تو میرے دوست ہیں، اِس لیے میں تمھارا خون گرانا پسند نہیں کرتا۔" آپؑ نے فرمایا: "میں تو تمھارا خون بہانا بہت پسند کرتا ہوں۔" یہ سن کر اُس نے طیش میں آکر ستر حملے کیے: ایک حملہ سے آپؑ کے سر پر زخم آیا۔ پھر آپؑ نے دو چار حملوں میں اُس کی ٹانگیں کاٹ دیں، اُس نے اپنا لعاب دہن آپؑ پر پھینکا۔ آپؑ نے صبر کیا۔ کچھ دیر کے بعد سر قلم کر دیا۔ (ملخص از تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ (۱۰) جب وہ اوپر اور نیچے سے تم پر
وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ چڑھ آئے تھے اور جب خوف کے مارے
زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ تمھاری آنکھیں تک پتھرا گئی تھیں
الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ اور کلیجے منھ کو آگئے، اور تم اللہ کے
بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝۱۰ بارے میں بھی طرح طرح کے گمان کرنے
لگے تھے۔

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ (۱۱) اُس وقت ایمان والے (مومنین)
وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ۝۱۱ خوب خوب آزمائے گئے اور بُری طرح سے
ہلا ہلا دیے گئے۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ (۱۲) اور جب منافق لوگ اور جن کے دلوں میں
وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ بیماری تھی یہ تک کہنے لگے تھے کہ: "اللہ
مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ اور اُس کے رسول نے ہم سے جو (فتح کے)
وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ۝۱۲ وعدے کیے تھے، وہ سب دھوکے کے سوا کچھ نہ تھے"۔

www.drhasanrizvi.com

آیت ۱۲ کی تشریح : مسلمانوں نے جب دشمنوں کا اتنا بڑا لشکر دیکھا تو اُن کی حالت سخت خراب ہوگئی۔ خوف کے مارے آنکھیں نکل پڑیں اور کلیجے منھ کو آ گئے۔ منافقوں کو بزدلی پھیلانے کا موقع مل گیا۔ پھر جب مسلمانوں کو یہ معلوم ہوا کہ بنی قریظہ کے یہودی بھی عہد سے پھر گئے تو خوف اپنی انتہا کو پہنچ گیا۔ اِسی حالت کو قرآن نے یوں فرمایا کہ:

"مومنوں کو بڑی سختی سے ہلا ہلا ڈالا گیا۔"

..... (تفسیر انوار النجف)

شانِ نزول

جنگِ احزاب کی تاریخ میں آتا ہے کہ جب مسلمان خندق کھود رہے تھے تو ایک ایسا سخت پتھر آ گیا جو کسی طرح نہ ٹوٹتا تھا۔ جنابِ رسولِ خدا خود تشریف لائے اور اُس پر ایسی سخت چوٹ لگائی کہ اُس میں سے ایک چمک نکلی جس سے تمام مدینہ روشن ہو گیا، مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ آنحضرت نے بھی نعرۂ تکبیر بلند فرمایا۔ آپ نے پھر دوسری ضرب لگائی، چمک پھر نکلی، سب نے پھر نعرۂ تکبیر بلند کیا، پتھر کا ایک حصّہ اور ٹوٹ گیا۔ آنحضرت نے پھر تیسری ضرب لگائی، اِس دفعہ بھی چمک نکلی، نعرۂ تکبیر پھر بلند کیا۔ حضرت سلمانؓ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! یہ کیسی روشنی ہے؟ آپ نے فرمایا: پہلی روشنی سے میں کسریٰ کے محلّات دیکھے جبرئیل نے اُن پر فتح کی بشارت دی، اور دوسری روشنی پر جبرئیل نے روم پر مسلمانوں کے غلبہ کی خبر دی، اور تیسری روشنی پر صنعائے یمن کے محلّات دیکھے اور مجھے فتح کی بشارت دی گئی۔ پھر آپ نے مدائن میں کسریٰ کے محلّات کی تفصیل سنائی جو سلمانؓ خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ سلمانؓ بہت خوش ہوئے اور تمام مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ (تفسیر انوار النجف)

★ یہ سن کر منافقوں نے ایک دوسرے کو دیکھا اور کہنے لگے: "عجیب وغریب باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ آدمی اِس بیچارگی کے عالم میں مدائن، ایران، کسریٰ و روم کی فتح کے خواب دیکھ رہا ہے جبکہ تم عربوں ہی کے جنگل میں پھنسے ہوئے ہو۔ یہ سب بے تکی باتیں ہیں۔"

★ اِس پر یہ آیت اُتری کہ: "منافقوں کے دل بیماری میں مبتلا ہیں، اِسی لئے وہ ایسی احمقانہ باتیں کر رہے ہیں۔"

..... (کامل ابنِ اثیر جلد ۲ ۔ سیرت ابنِ ہشام ۔ تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

وَ اِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ (۱۳) اور جب اُن میں سے ایک گروہ نے تو
يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ یہاں تک کہہ دیا کہ: "اے مدینے کے
لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ يَسْتَاْذِنُ رہنے والو! اب تمہارے لیے (یہاں
فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ میدانِ جنگ میں) ٹھہرنے کا کوئی
يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ موقع نہیں رہا۔ تم واپس (مدینہ) چلو"
وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛۚ اِنْ جبکہ (عین اُسی وقت) اُن میں سے ایک
يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ جماعت یہ کہہ کر نبیؐ سے (واپس جانے
کی اجازت مانگ رہی تھی کہ "ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں"۔ جب کہ وہ
ذرا بھی غیر محفوظ نہ تھے۔ وہ لوگ تو صرف میدانِ جنگ سے) بھاگنا
چاہتے تھے۔

★ اِس خوف کی حالت میں منافقوں کو گُل کھلانے کا خوب موقع مل گیا۔ کہنے لگے کہ: "تمہارے رسولؐ تو قیصر و کسریٰ، یمن اور شام کی فتح کی خبر سنا رہا تھا۔ اب اُس کے وعدے کیا ہوئے؟" یہ باتیں سن کر کمزور ایمان والے مسلمانوں کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے، اور وہ بزدل ہو گئے۔ بہت سوں نے بھاگنے کی ٹھان لی، اور ایکدوسرے سے کہنے لگے: "اب یہاں ٹھہرنا فضول ہے"۔
★ ...... (تفسیر برہان - تفسیر انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ جب کفار کے محاصرے کو بیس دن گذر گئے، اور وہ خندق عبور نہ کر سکے، صرف تیراندازی کرتے رہے، تو آخرکار پانچ سرداروں نے خندق پار کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اُن میں (۱) عَمرو بن عَبدوُد سب سے زیادہ بہادر تھا۔ (۲) عکرمہ بن ابوجہل (۳) ضرار بن خطاب (۴) ہبیرہ بن وہب (۵) نوفل بن عبداللہ یہ ایک مقام سے خندق پار کرکے اندر داخل ہوگئے۔

عَمرو بن عَبدوُد ہزار جوانوں کے برابر مانا جاتا تھا۔ اس لیے کہ اُس نے ایک مقابلے میں ایک ہزار ڈاکوؤں کو مار بھگایا تھا، جب اُس نے اپنے مقابلے کے لیے مسلمانوں سے مبارز طلبی کی تو کوئی مسلمان اُس کے مقابلے پر آنے کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ بار بار مدِمقابل کو للکار رہا تھا۔ اور ہر مرتبہ حضرت امام علیؑ آنحضرتؐ سے اذنِ جنگ طلب کرتے رہے۔ آخرکار رسول اللہؐ نے حضرت علیؑ کو اپنی زرہ پہنائی، ذوالفقار عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا: برز الایمان کلہ الی کفر کلہ۔ یعنی "کلِ ایمان، کلِ کفر کے مقابلے پر جارہا ہے۔"

جب حضرت امام علیؑ، عَمرو بن عَبدوُد کے سامنے آئے تو اُس نے آپؑ کا نام و نسب دریافت کیا۔ آپؑ نے نام بتایا تو کہنے لگا کہ تمھارے باپ سے میری دوستی ہے اس لیے میں تمھارا خون گرانا نہیں چاہتا، اور تم ابھی کمسن ہو، واپس جاؤ اور کسی دوسرے کو بھیجو۔

حضرت امام علیؑ نے فرمایا: اے عَمرو پہلی بات تو یہ کہ کفر و اسلام کی دوستی کبھی نہیں ہوسکتی دوسری بات یہ ہے کہ میں اِس کم عمری میں تجھے قتل کرنے کا خواہشمند ہوں کیوں کہ تو قتل ہونے کے بعد جہنم میں جائے گا، اور میں تجھے قتل کرنے پر جنت کا مستحق ہوجاؤں گا۔

غرض وہ غضبناک حالت میں حملہ آور ہوا۔ اور اس قدر شدت کی جنگ ہوئی کہ دونوں کی پیکار سے گرد و غبار اُڑنے لگا، عَمرو نے ستر ناکام حملے کیے اور حضرت علیؑ نے ایک وار کے علاوہ سب رد کردیے۔ جب گرد و غبار کم ہوا تو حضرت امام علیؑ، عَمرو کو قتل کرکے تلوار کو اُس کی قمیص سے صاف کر رہے تھے (تفسیر نمونہ، انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

★ "تفسیر مجمع البیان" میں ہے کہ جب امیرالمومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے عمرو ابن عبدود کے دونوں پیر کاٹ ڈالے اور آپؑ اُس کا سرِ نجس قطع کرنے لگے تو اُس نے آپؑ کے چہرہ پر اپنا لعابِ دہن پھینکا۔ آپؑ کو اُس کی اِس کمینہ حرکت پر غصہ آیا۔ لہٰذا غصہ دور کرنے کے لیے آپؑ نے کچھ توقف فرمایا اور جب غصہ ختم ہوا تو سرِ نجس اُس کا کاٹ لیا۔ جب لوگوں نے آپؑ سے دریافت کیا کہ آپؑ نے عمرو کا سرِ نجس کاٹنے میں توقف کیوں فرمایا تھا حالاں کہ جلد ہی کاٹ لینا چاہیے تھا۔؟ آپؑ نے فرمایا: میں اگر غصہ کی حالت میں اُس کا سر کاٹ لیتا تو اِس کام میں میرا نفس شامل ہو جاتا جبکہ میرا جہاد صرف اللہ کے لیے ہوتا ہے اپنے نفس کے لیے نہیں۔

★ پھر حضرت عمر بن الخطاب نے دریافت کیا: اے علیؑ! تم نے اُس کی قیمتی زرہ اُس کے جسم سے کیوں نہ اُتاری، حالاں کہ سارے عرب میں وہ زرہ نہایت قیمتی اور بے مثال ہے۔؟ آپؑ نے فرمایا: "میری غیرت و حیا، مانع ہوئی کہ دشمن کے جسم سے اُس کا لباس یا زرہ اُتار کر اُس کا جسم عریاں چھوڑ دوں"۔

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے حضرت علیؑ کو اِن الفاظ سے خراجِ تحسین پیش فرمایا:

"اے علیؑ! تم کو بشارت ہو کہ آج کا تمہارا عمل اگر میری ساری اُمت کے جملہ اعمال کے ساتھ تولا جائے تو تمہارا عمل زیادہ وزنی ثابت ہوگا۔ کیوں کہ مشرکین کے گھروں میں عمرو کے قتل ہونے کمزوری داخل ہو چکی ہے، اور مومنوں میں برتری اور عزتِ نفس نے جگہ حاصل کر لی ہے۔ (تفسیر برہان)

★ اور یہ حدیث عوام میں اس طرح منقول ہے: "ضَرْبَةُ عَلِيٍّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ۔" یعنی: "خندق کے دن علیؑ کی ایک ضربت جن و انس (ثقلین) کی عبادت سے افضل ہے۔"

★ "تفسیر برہان" میں ہے کہ عمرو بن عبدود کے قتل ہو جانے کے بعد ہبیرہ بن وہب کے مقابلے پر آنحضرتؐ نے زبیر کو بھیجا۔ زبیر نے ہبیرہ کا ایک ہی ضربت میں کام کر دیا۔ پھر ضرار بن خطاب کے مقابلہ پر

www.drhasanrizvi.com

آنحضرتؐ نے حضرت عمر بن الخطاب کو روانہ کیا۔ حضرت عمر نے دور ہی سے اُسے تیر مارنا چاہا لیکن ضرار نے دھمکی دی کہ دست بہ دست لڑائی میں تیر کا استعمال اصولِ جنگ کے خلاف ہے۔ اگر تو نے ایسا کیا تو یاد رکھ مکّہ میں رہنے والے تمام بنی عدی کے افراد کو میں موت کے گھاٹ اُتار دوں گا۔

یہ سُن کر حضرت عمر بھاگ کھڑے ہوئے' اور ضرار اُن کے پیچھے بھاگا لیکن حضرت عمر کو نہ پاسکا مجبوراً اُس نے دور ہی سے نیزے کا وار کیا جو اُن کے سر پر معمولی سا لگا۔ ضرار بولا: اے عمر! اس کو یاد رکھنا میں اس سے زیادہ تمھارے ساتھ کچھ نہیں کر سکتا کیوں کہ میں نے قریشیوں کے قتل نہ کرنے کی قسم کھائی ہے۔

★ پھر نوفل بن عبداللہ مخزومی اور عکرمہ دونوں میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ لیکن نوفل کا گھوڑا خندق میں گر پڑا۔ مسلمانوں نے اُس پر پتھر برسادیے اور حضرت علیؑ نے خندق میں اُتر کر اُس کا کام تمام کر دیا۔

★ عمرو ابن عبدوُد کی بہن نے جب بھائی کی لاش کو دیکھا تو کہنے لگی "مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میرے بھائی کا قاتل کوئی شریف النفس انسان ہے جس نے اُس کے قیمتی لباس اور زرہ کو نہ اُتارا۔ (تفسیر انوار النجف)

★ خداوندِ عالم کا فرمانا کہ: "ایک جماعت یہ کہہ کر نبیؐ سے واپس جانے کی اجازت مانگ رہی تھی کہ، ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں۔' حالاں کہ اُن کے گھر غیر محفوظ نہ تھے' بلکہ وہ تو بھاگنا چاہتے تھے۔"

گھروں کے غیر محفوظ ہونے کے معنی یہ تھے کہ ہمارے گھروں میں چور ڈاکو آسکتے ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد)

★ منافقوں کا یہ کہنا کہ: "ہمارے گھر خطرے میں ہیں۔" یہ اُس وقت کہا کہ جب بنی قریظہ کے یہودی بھی حملہ آور کفار و مشرکین کے ساتھ مل گئے۔ اب منافقوں کے لیے بڑا اچھا بہانہ مل گیا کہ اب تو ہمارے گھر والے خطرے میں ہی ہیں کہ پیچھے سے یہودی اُن پر حملہ کر دیں گے۔ اس لیے اب ہمیں گھر واپس جانے اور بچوں کی حفاظت کرنے کی اجازت دی جائے۔

حالاں کہ اُس وقت مدینہ والوں کی حفاظت کا کام خود حضرت رسولِ خداؐ نے سنبھالا ہوا تھا۔

★ .... (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿۱۴﴾

(۱۴) اور اگر شہر کے چاروں طرف سے دشمن گھس آئے ہوتے، اور اُس وقت انھیں فتنہ برپا کرنے کے لیے بُلایا جاتا، تو یہ ایسا ہی کر گذرتے اور فتنہ برپا کرنے میں ذرا توقف نہ کرتے۔

منافقوں کا حال

مطلب یہ ہے کہ اگر کافروں کا لشکر مدینہ میں داخل ہوجائے اور وہ اور منافقوں سے کہیں کہ آؤ ہم تم سب مل کر مسلمانوں کو قتل کردیں، تو یہ منافقین فوراً مسلمانوں سے لڑنے کے لیے تیار ہوجائیں گے، اور لوٹ مار، قتل و غارت شروع کردیں گے۔

اُس وقت ان کو ذرا بھی یہ خیال نہ آئے گا کہ ہمارے گھروں کی حفاظت کون کرے گا۔

یہ منافقوں کی منافقت اور مذمت پر مبنی بیان ہے جس میں منافقوں کی منافقت کو بتایا گیا ہے۔
+ . . . . (ابن کثیر - روح البیان)

* خداوندِ عالم کا فرمانا کہ "اگر ان (منافقوں) کو بلایا جاتا کہ مسلمانوں کے لشکر سے نکل کر مسلمانوں پر حملہ کردو اور ان کو ختم کردو" تو یہ منافق فوراً مسلمانوں پر حملہ کر دیتے۔ اس فتنہ میں شریک ہونے میں کوئی بہانہ نہ کرتے۔ پھر یہ نہ کہتے کہ ہمارے گھر خطرے میں پڑے ہوئے ہیں۔ کیوں کہ وہ خوب جانتے تھے کہ گھروں پر حملے کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔ (اس طرح خداوندِ عالم جھوٹوں کے جھوٹ کو ثابت کر رہا ہے۔ اور ساتھ ساتھ منافقوں کی اسلام دشمنی کو بیان فرمارہا ہے)
+ . . . . (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ (۱۵) حالاں کہ اِن لوگوں نے اِس سے
مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ پہلے اللہ سے یہ عہد کیا تھا کہ وہ
الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ پیٹھ نہیں پھرائیں گے، اور اللہ سے
اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾ جو عہد بھی کیا جاتا ہے اُسے (ضرور)
پوچھا جائے گا۔

★ محققین نے نتیجہ نکالا کہ تاریخ بڑی بے رحم ہوتی ہے۔ کسی شخصیت کا لحاظ نہیں کرتی۔ اِس آیت کے تحت وہ تمام بنائے ہوئے اصول کہ تمام وہ لوگ جو رسولِ اکرمؐ کے ساتھ ساتھ رہا کرتے تھے عادل اور مرتبے میں برابر ہیں، لوٹ پھوٹ جاتے ہیں۔ ایسے کمزور اصول کہ جو لوگ رسول اللہؐ کے ساتھ ساتھ تھے اُن پر تنقید جائز نہیں، وہ سب بہت افضل تھے؛ ایسے تمام فارمولے نمک کی طرح پانی میں گھل جاتے ہیں۔ تاریخ کے بے رحم بیانات بے جا عقیدوں کو خاک میں ملا دیا کرتے ہیں۔ ★ (فصل الخطاب)

★ ان منافقوں نے جنگِ اُحد کے موقع پر جو کمزوری دکھائی تھی اُس پر بظاہر وہ شرمندہ بھی ہوئے تھے اور اُنھوں نے جو عہد کیا تھا کہ "اب اگر کوئی امتحان کا موقع آیا تو ہم اِس قصور کی تلافی کردیں گے"؛ مگر اللہ تعالیٰ کو صرف زبانی باتوں سے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا۔ خدا جھوٹے کا جھوٹ کھول دیا کرتا ہے اسی لیے جنگِ اُحد کے دو سال کے بعد ہی خندق کی جنگ کا خطرہ سامنے آگیا۔ اور وہاں منافقوں کی قلعی کھل گئی کہ وہ اپنے عہد کے کتنے بڑھے جھوٹے تھے۔ ★ (تفہیم القرآن)

★ اِس عہد سے مراد وہی معاہدہ ہے جو بنی حارثہ نے جنگِ اُحد کے دن خدا و رسولؐ کے ساتھ کیا تھا۔ پھر وہ جنگ اُحد میں بھی بھاگ گئے اور جنگ خندق میں بھی۔ (تفسیر قرطبی، تفسیر فی ظلال القرآن، تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ (۱۶) آپ کہدیجیے کہ تمھیں موت یا

اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ قتل سے بھاگنے سے کچھ بھی فائدہ

الْقَتْلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ نہیں ہوگا (کیوں کہ) بھاگنے کے بعد

اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾ زندگی کے مزے لوٹنے کا تمھیں بہت ہی

تھوڑا سا موقع مل سکے گا۔

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ (۱۸) اُن سے پوچھو کہ کون ہے جو تمھیں اللہ

مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا سے بچا سکتا ہے، اگر اللہ ہی تمھیں

اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا نقصان پہنچانا چاہے؟ اور کون اللہ

يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ کی رحمت کو تم سے روک سکتا ہے؟

اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۷﴾ اگر وہ تم پر مہربانی کرنا چاہے؟ اور وہ

لوگ اللہ کو چھوڑ کر کوئی دوست، حمایتی یا مددگار نہیں پائیں گے

آیت ۱۶ کی تشریح: مطلب یہ ہے کہ میدانِ جنگ سے بھاگنے کی وجہ سے تمھاری

عمر میں اضافہ نہیں ہو جائے گا۔ تم بھاگ کر ہمیشہ ہمیشہ زندہ بھی نہ رہ سکو گے، صرف اتنا

www.drhasanrizvi.com

ہی زندہ رہ سکو گے جتنی زندگی تمہاری قسمت میں خدا نے لکھ دی ہے۔ اور پھر بہر حال مرنا ہے۔
*...... (تفہیم القرآن)

★ امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا:

"جب مرنا لازمی ہے، اور اس زندگی کو بہر حال ختم ہونا ہے، تو پھر کیوں نہ یہ زندگی خدا کی راہ میں خرچ ہو، تاکہ شہادت کا عظیم مرتبہ حاصل ہو۔"
*...... (نہج البلاغہ)

آیت کی تشریح : محققین اور مفسرین نے لکھا کہ:

"قرآن کریم کا یہ عام اصول ہے کہ: وہ اس حکیمانہ اندازِ تعلیم کو اختیار کرتا ہے کہ واقعات کو بیان کرتے کرتے اخلاق اور شریعت کے اصول سکھاتا چلا جاتا ہے۔ مثلاً پچھلی آیتوں میں یہ تعلیم دی گئی تھی کہ:

(۱) جو عہد یا وعدے کیے جاتے ہیں اُن کے بارے میں ضرور پوچھ گچھ ہوگی کہ وہ پورے کیے یا نہیں۔؟

(۲) میدانِ جنگ سے بھاگنا کام نہ آئے گا۔

(۳) اگر اللہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے تو اللہ کے سوا تمہیں اُس نقصان سے کوئی بھی بچا نہیں سکتا۔

(۴) آگے یہ سبق بھی پڑھایا جائے گا کہ: "تمھارے لیے رسول خدا کی زندگی بہترین نمونۂ عمل موجود ہے۔"

(۵) منافقین قابلِ اعتماد نہیں ہوتے (وغیرہ وغیرہ)

*...... (تفسیر ماجدی، تفسیر کبیر امام رازی)

www.drhasanrizvi.com

قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِيْنَ (۱۸) مِنْكُمْ وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا ۚ وَلَا يَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِيْلًا ۙ ﴿۱۸﴾	اللہ تم میں سے اُن لوگوں کو خوب جانتا ہے جو (لوگوں کو جہاد سے) روکتے ہیں اور اپنے بھائی بندوں سے یہ کہتے ہیں کہ "ہماری طرف آؤ"۔ وہ جنگ کے لیے نہیں آتے مگر بہت ہی کم۔

شانِ نزول

* ایک صحابیٔ رسولؐ کسی ضرورت سے میدانِ خندق چھوڑ کر مدینہ آئے جہاں اُنھوں نے اپنے بھائی کو دیکھا کہ وہ بدبخت بھنا ہوا گوشت کھا رہا ہے اور شراب پی رہا ہے۔
* صحابی نے اپنے بھائی سے کہا: "تو یہاں شراب پی رہا ہے اور خدا کا رسولؐ تلواروں اور نیزوں کے درمیان محصور ہیں۔"
* اُس نے کہا: "بیوقوف! آ، ہمارے ساتھ بیٹھ کر مزے اُڑا۔ اُسی خدا کی قسم جس کی قسم محمدؐ کھاتے ہیں، اب وہ اُس میدان سے کبھی نہیں پلٹیں گے۔ عربوں کا یہ عظیم لشکر اُن کو زندہ نہ چھوڑے گا۔"
* یہ سن کر صحابی نے کہا: "تو جھوٹ بکتا ہے۔" صحابی نے جا کر رسول اللہؐ کو پوری گفتگو سے آگاہ کیا۔ اِس پر یہ آیتیں اُتریں۔

(تفسیر کبیر۔ تفسیر مجمع البیان، تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ	(۱۹) دکیوں کہ) وہ تمھارا ساتھ دینے میں
الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ	بڑے کنجوس ہیں، اور اگر خوف کا موقع
اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ	آجائے تو تم اُنھیں دیکھو گے کہ وہ تمھیں
كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ	(ڈر کے مارے) آنکھیں گھما گھما کر دیکھ
مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ	رہے ہیں، جیسے مرنے والے پر غشی طاری
الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ	ہو رہی ہو۔ اور جب خطرہ گذر جاتا ہے
حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ	تو یہی لوگ مالِ غنیمت کے فائدوں کے
اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ	حریص بن کر قینچی کی طرح تیز چلتی ہوئی
اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ	زبانوں کے ساتھ (طعنے دیتے اور باتیں بناتے)
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾	تم سے ملاقات کو آجائیں گے۔ یہی وہ

لوگ ہیں جو ہرگز ایمان نہیں لائیں گے۔ اسی لیے اللہ نے اُن کے تمام اعمال برباد یا اکارت کر دیے۔ اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

٭ یہاں کنجوسی کرنے سے مراد یہ ہے کہ: یہ منافقین تمھاری مدد کرنے میں کنجوسی کرتے ہیں۔ اپنی جان

www.drhasanrizvi.com

بچا کر بھاگنا چاہتے ہیں۔ ساتھ ساتھ یہ اپنی دولت خرچ کرنے پر بھی تیار نہیں ہیں۔ پھر یہ بھی چاہتے ہیں کہ مالِ غنیمت میں سب سے زیادہ حصہ پائیں۔ یہ ہوتا ہے منافق کا کردار۔

٭ ۔۔۔۔ (تفسیر ماجدی۔ فصل الخطاب)

٭ مومن کا کردار، اس کے برعکس ہوتا ہے۔ بقول ڈاکٹر اقبال:

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن ⁂ نہ مالِ غنیمت، نہ کشور کشائی

٭ منافقوں کا یہ کہنا تھا کہ: "هَلُمَّ إِلَيْنَا" "آؤ ہماری طرف"

یعنی: چھوڑو اس پیغمبرؐ کو۔ تم کب تک اس دین، ایمان، حق و صداقت کے چکروں میں پڑے رہوگے۔ تم بھی وہی عافیت اور بچاؤ کی پالیسی اختیار کرو جو ہم نے کر رکھی ہے۔

٭ ۔۔۔۔ (تفہیم القرآن)

٭ یعنی: بظاہر مسلمان بنے رہو تاکہ مسلمانوں کو جو فائدے ہیں وہ تمھیں بھی حاصل ہوں اور جب مسلمان بنے رہنے میں نقصان نظر آئے تو اسلام اور مسلمانوں سے الگ ہو جاؤ۔

٭ ۔۔۔۔ (مؤلف)

؎ رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی۔

٭ اب خداوندِ عالم کا یہ فرمانا کہ: "اللہ نے ان کے سارے اعمال ضائع کر دیے۔"

یعنی: جو کچھ بھی نیکیاں انھوں نے کی تھیں خدا نے اُن کو برباد کر دیا۔ کیوں کہ خدا کے ہاں اعمال کی ظاہری شکل نہیں دیکھی جایا کرتی۔ خدا ظاہری اعمال کی تہ میں عمل کرنے والے کا ایمان، نیت، ارادے اور خلوص کو دیکھتا ہے۔ منافقوں کی منافقت امتحان کے وقت کھل جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اُن کی نیکیاں صرف دکھاوے اور ظاہری فائدے سمیٹنے کے لیے تھیں۔ اسی لیے امتحان کے وقت اپنی جان، مال، محنت کچھ خرچ نہ کی۔ معلوم ہوا کہ خدا ظاہری اعمال کو دیکھ کر فیصلہ نہیں کرتا، بلکہ یہ دیکھتا ہے کہ اس آدمی کی وفاداریاں کس طرف ہیں؟ یہ شخص دل سے خدا اور رسولؐ کو مانتا ہے یا نہیں۔ اگر دل سے مانتا ہی نہیں تو اس کے نیک اعمال کی قدر و قیمت نہیں ہوتی۔ ٭ ۔۔ (تفہیم القرآن)

www.drhasanrizvi.com

يَحۡسَبُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ لَمۡ (۲۰) یہ (لوگ) سمجھ رہے ہیں کہ (حملہ
يَذۡهَبُوۡا ۚ وَاِنۡ يَّاۡتِ کرنے والی) فوجیں ابھی گئی نہیں ہیں
الۡاَحۡزَابُ يَوَدُّوۡا لَوۡ اَنَّهُمۡ اگر وہ فوجیں پھر آپڑیں تو وہ یہ تمنا
بَادُوۡنَ فِى الۡاَعۡرَابِ کریں گے کہ کاش ہم صحرائی عربوں کے
يَسۡاَلُوۡنَ عَنۡ اَنۡۢبَآئِكُمۡ ؕ ساتھ جنگلوں میں رہتے ہوتے اور
وَلَوۡ كَانُوۡا فِيۡكُمۡ مَّا قٰتَلُوۡۤا وہیں سے تمہاری خبریں معلوم کرتے
اِلَّا قَلِيۡلًا ۠ (۲۰) ہوتے۔ اور اگر وہ تم میں ہوتے تب ع ۱۲
بھی صرف برائے نام ہی جنگ میں حصہ لیتے (یعنی تمہارے کسی کام نہ آتے)

★ اِن آیتوں میں منافقوں کا نقشہ ایسا حسین اور حقیقی کھینچا گیا ہے کہ اُن کے افکار و اعمال کی مکمل تصویر سامنے آجاتی ہے۔ صرف اُن کی بُزدلی ہی کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں کہ فوجیں واپس جاچکی ہیں، مگر وہ ابھی تک گم صُم سہمے، ڈرے، دبے، دُبکے بیٹھے ہوئے ہیں۔

پھر جیسے ہی مالِ غنیمت بٹنے لگا تو زبان قینچی کی طرح چلنے لگی۔ مالِ غنیمت دیکھ کر منہ میں پانی بھر آتا، جب فوجیں مقابلے پر آگئیں تو تمنائیں کرنے لگے کہ کاش ہم صحرائی عربوں کے ساتھ جنگلوں میں ہوتے۔
★ .... (تفسیر کبیر، تفسیر ماجدی، قرطبی)

★ بالآخر انجام بھی بتا دیا گیا کہ: "اللہ نے ان منافقوں کے تمام اعمال اکارت کر دیے۔"
(القرآن) (آیت ۱۹)

www.drhasanrizvi.com

لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِىۡ رَسُوۡلِ (۲۱) حقیقت میں تمہارے لیے خدا کے
اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنۡ رسولؐ کی ذات میں ایک بہترین
كَانَ يَرۡجُوا اللّٰهَ وَالۡيَوۡمَ نمونۂ (زندگی)، پیروی کے لیے
الۡاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيۡرًا ؕ﴿۲۱﴾ موجود ہے، ہر اُس شخص کے لیے
جو خدا اور روزِ آخرت کی اُمید رکھتا ہو۔ (یا) خدا اور روزِ آخرت
سے ڈرتا ہو۔ اور اللہ کو کثرت سے یاد رکھتا ہو۔

★ مطلب یہ ہے کہ "اے مسلمانو! آخر تم مصیبتوں سے بیتاب کیوں ہو جاتے ہو؟ یہ دنیا تو امتحان گاہ ہے۔ یہاں مشکلات کا سامنا کرنا ہی مردانگی ہے۔ ہمارے رسولؐ ہی کو دیکھ لیجیے اُن کو اپنے لیے نمونۂ زندگی بنائیے۔ وہ حضرتؐ کیسے کڑے حالات میں صبر و تحمّل اور وقار کے ساتھ پورے سکون و اطمینان کے ساتھ تلخ ترین حالات کا مقابلہ پامردی کے ساتھ فرماتے رہے ہیں"
...... (تفسیر جلالین، تفسیر مجمع البیان)

مصائب سے الجھ کر مسکرانا میری فطرت ہے ::: مجھے ناکامیوں پر اشک برسانا نہیں آتا۔

نتائج محققین نے نتیجہ نکالا کہ: "جناب رسولِ خداؐ کی زندگی اِس قدر جامع اور کامل ہے کہ آپؐ کی زندگی کا ہر پہلو اور ہر گوشہ ہمارے لیے سامانِ ہدایت ہے۔"
...... (تفسیر ماجدی)

(۲) فقہائے کرام نے نتیجہ نکالا کہ: "زندگی کے تمام معاملات میں جناب رسولِ اکرمؐ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔"
...... (قرطبی)

www.drhasanrizvi.com

(۳) متکلمین نے نتیجہ نکالا کہ: "جناب رسولِ خدا ص کی حیثیت صرف لڑاکے کی نہیں ہے، بلکہ کامل ترین نمونۂ حیات کی بھی ہے۔

★...... (فصل الخطاب)

اِس موقع پر جناب رسولِ خدا ص کی زندگی کو نمونۂ عمل اس لیے بتایا جارہا ہے کہ یہودیوں کے قبیلۂ بنی قریظہ کی غداری کے ظاہر ہونے کے بعد سارے مدینے کے گھر بظاہر خطرے میں تھے مگر جناب رسولِ خدا ص نے اپنے گھر اور بچوں کی حفاظت کے لیے کوئی الگ اہتمام نہ فرمایا۔ یعنی آپ ص دینِ اسلام کے لیے خود بھی سب کچھ قربان کر دینے کو تیار رہتے تھے۔ اسی لیے کہا جارہا ہے کہ: "اگر تم مسلمان ہونے کا دعویٰ کر رہے ہو تو تمھیں رسولِ خدا ص کی پیروی کرنی چاہیے"۔

یہ مفہوم تو موقع اور محل کے لحاظ سے ہے۔ مگر آیت کے الفاظ عام ہیں۔ اس لیے اس کے معنی محدود نہیں ہوسکتے۔ آیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلمان، ہر معاملے میں جناب رسولِ خدا ص کو اپنے لیے نمونۂ عمل بنائے، اور اُن کے اعمال کے مطابق اپنے تمام اعمال کو ڈھالے۔ (تفہیم القرآن)

؎ تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا ::: میری معراج کہ میں تیرے قدم تک پہنچا۔

★ جناب رسولِ اکرم ص کی زندگی ایسی عظیم نمونۂ صبر و استقامت، بلند حوصلگی، پامردی، زیرکی، شجاعت، خلوص، حسنِ اخلاق تھی کہ آپ ص کے دشمن بھی آپ ص کی مثالی زندگی کو تسلیم کرنے پر مجبور تھے۔

اسی لیے اس زندگی کو ہمارے لیے نمونۂ عمل قرار دیا گیا ہے۔ ★... (تفسیر نمونہ۔ تفسیر کبیر)

مثلاً صرف آنحضرت ص کی شجاعت ہی کا اندازہ فرمائیں کہ اسداللہ الغالب علیٌ کلِّ غالب حضرت امام علی ابن ابی طالب علیہ السلام جیسا شجاع یہ فرماتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ: "جب جنگ کی آگ سختی سے گرم ہو جاتی تھی تو ہم رسولِ خدا ص کے پہلو میں جا کر پناہ لے لیا کرتے تھے اور اُس وقت ہم میں سے کوئی شخص بھی اُن سے زیادہ دشمن کے قریب نہ ہوا کرتا تھا۔"

★... (نہج البلاغہ، کلماتِ قصار، فصل غرائب جملہ ۹)

www.drhasanrizvi.com

★ آیت میں دوسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔"

★ جناب رسولِ خداؐ نے ارشاد فرمایا:

"تم پر قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنا' اور اللہ کو بہت یاد کرنا لازم ہے۔ کیوں کہ ایسا کرنے سے آسمانوں کے فرشتے تمھیں یاد کریں گے۔ اور زمین میں بھی تمھارے لیے نور ہوگا۔"

★ .... (تفسیر نور الثقلین جلد ۴)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"جب انسان اللہ کو دن میں سو مرتبہ یاد کرے تو یہ ذکرِ کثیر کہلائے گا۔"

★ ..... (سفینۃ البحار جلد ۱)

★ جناب رسولِ خداؐ نے اپنے اصحاب کرام سے دریافت فرمایا: "میں تمھیں بہترین اعمال اور پاکیزہ ترین کام بتا دوں"؟ ایسا عمل جو تمھارے درہم و دینار' بلکہ راہِ خدا میں جہاد کرنے اور قتل کرنے سے بھی افضل ہے۔"

اصحاب کرام نے عرض کی: "ضرور بتائیں۔"

فرمایا: "اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو۔"

★ ... (سفینۃ البحار جلد ۱ ص ۴۸۴)

★ نیز فرمایا کہ: "جنّت کے باغوں کی طرف دوڑو"

★ دریافت کیا گیا: "جنّت کے باغات کیا ہیں"؟

★ فرمایا: "مجالسِ ذکر" ★ ... (سفینۃ البحار جلد ۱ ص ۴۸۶)

نوٹ: "مجالسِ ذکر" سے مراد قوالی یا جاہلوں کے اپنے دل سے بنائے ہوئے اذکار نہیں ہیں بلکہ قرآن مجید کی تلاوت، درسِ قرآن، اسلامی علوم کا احیاء، اخلاق کی تربیت کے دروس، فقہ، تفسیرِ قرآن کا درس ہیں!

★ (تفسیر نمونہ)

www.drhasanrizvi.com

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ (۲۲) (اس لیے) جب خاص اور سچے

الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا ایمان والوں نے اُن فوجوں کو (آتے)

مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ دیکھا تو انھوں نے کہا: "یہ تو وہی

وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ موقع (امتحان) ہے جس کا اللہ

وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّ اور اُس کے رسولؐ نے ہم سے وعدہ

تَسْلِيْمًا ؕ ﴿۲۳﴾ کیا تھا، اور اللہ اور اُس کے رسولؐ

نے بالکل سچ فرمایا تھا۔" اِس واقعے نے اُن کے ایمان اور تسلیم

(یعنی) اطاعت اور فرماں برداری (کے جذبہ) کو اور بڑھا دیا۔

سچّے اور پکّے مومنوں کا کردار

* منافقوں کا کردار دکھانے کے بعد، اب سچّے اصحابِ رسولؐ اور مومنین کا کردار دکھایا جا رہا ہے

تاکہ دونوں میں تمیز ہو سکے۔ کیوں کہ نماز، روزے، حج وغیرہ میں مومن، منافق یکساں نظر آتے تھے، مگر اب امتحان اور آزمائش کی گھڑی میں دونوں کے کردار ایک دوسرے سے الگ ہو جاتے ہیں۔ اور اب صاف صاف معلوم ہو گیا کہ اللہ اور رسولؐ کے سچّے مخلص، وفادار کون ہیں اور صرف نام کے مسلمان کون ہیں؟ ؎ (تفہیم القرآن)

؎ اُحد میں کوئی پہاڑ پر ہے، نبیؐ کا سینہ سپر ہے کوئی ٭ ہزار دعوے ہوں دوستی کے، جگر جگر ہے، دِگر دِگر ہے

(امین حزیں)

www.drhasanrizvi.com

★ اب یہاں بتایا جارہا ہے کہ اللہ اور رسولِ خداؐ کے وعدوں کا مطلب وہ نہ تھا جو منافقین سمجھے تھے۔ خدا کا وعدہ یہ نہیں تھا کہ انگلی ہلائے بغیر تم کامیاب ہو جاؤ گے اور فرشتے تمہاری تاجپوشی فرمائیں گے۔ خدا کے وعدے یہ تھے کہ سخت امتحانوں میں سے تمھیں گذرنا ہوگا، خدا کی راہ میں قربانیاں دینی ہوں گی۔ اگر تم اُن امتحانوں میں کامیاب ہوجاؤ گے تو خدا کی رحمتیں اور نعمتیں تمھیں حاصل ہوں گی۔ دنیا اور آخرت کی سرفرازیاں اور عزتیں تمہارے قدم چوم لیں گی۔

جیسا کہ خود خدا نے ارشاد فرمایا:

"کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ بس یہ کہنے پر وہ چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے" اور اُن کا امتحان نہ لیا جائے گا؟ حالاں کہ ہم نے تو اُن سب کا امتحان لیا ہے جو اِن سے پہلے گذرے ہیں۔ اللہ کو یہ ضرور دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں، اور جھوٹے کون ہیں؟"

(سورۃ العنکبوت ۲-۳) پ ۲۰

★ اِس لیے مومنین کا ایمان حملے دیکھ کر اور بڑھ گیا۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ایمان دعووں کا نام نہیں ہے، بلکہ نفس کی ایک کیفیت کا نام ہے، جو ہمیں خدا کی راہ میں ثابت قدمی اور ایثار و قربانی کا سبق سکھاتی ہے۔

★..... (مؤلف)

★ وفاداری بشرطِ اُستواری اصلِ ایماں ہے ★ (غالب)

★ فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: "ایمان عمل کا نام ہے"

★..... (تحف العقول)

★ امیر المومنین حضرت امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا: "ایمان کے چار رکن ہیں۔ (۱) صبر، (۲) یقین (۳) عدل (۴) جہاد۔ اور ان چاروں کے چار چار شعبے ہیں۔" (نہج البلاغۃ کلمات قصار)

★ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا: "(۱) علیؑ کلِ ایمان ہیں۔ (۲) سلمانؓ ایمان کے دس درجوں پر، (۳) ابوذرؓ نو درجوں پر (۴) اور مقدادؓ ایمان کے آٹھ درجوں پر فائز ہیں۔ (الحدیث)

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۙ (۲۳)

ایمان والوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنھوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد و پیمان کو سچ کر دکھایا، اُن میں سے کچھ نے اپنا وقت اور عہد پورا کر لیا اور کچھ اپنے وقت کے آنے منتظر ہیں، اور انھوں نے اپنے طرزِ عمل میں تبدیلی نہیں کی۔

اس آیت کے مصداق حضرت حمزہؑ، حضرت جعفر طیّار اور حضرت امام علیؑ ہیں

خداوندِ عالم کا ارشاد فرمانا کہ: "اُن میں سے کچھ نے تو اپنا وقت پورا کیا" یعنی وہ شہادت پر فائز ہو گئے "اور کچھ وہ ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں۔" یعنی شوقِ شہادت رکھتے ہوئے شہادت پر فائز ہونے کے منتظر ہیں۔

★ پہلے جملے سے خصوصی طور پر اوّلین مراد حضرت حمزہؑ اور حضرت جعفر طیّارؑ ہیں، اور دوسرے فقرے سے اوّلین مراد حضرت امام علیؑ ہیں۔

★ حضرت امام علیؑ نے فرمایا: "یہ آیت ہمارے بارے میں اُتری ہے۔ خدا کی قسم! وہ انتظار کرنے والا میں ہوں، اور میں نے خدا سے جو جو وعدے کیے تھے اُن میں ذرہ برابر بھی کوئی تبدیلی نہیں کی۔" (تفسیر مجمع البیان)

★ میدانِ کربلا میں امام حسینؑ اپنے جس ساتھی کو جہاد کی اجازت عطا فرماتے اور وہ سلام کر کے رخصت ہوتا تو امامؑ اسی آیت کو تلاوت فرمایا کرتے تھے: "ایمان والوں میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جنھوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو سچ کر دکھلایا۔ اور اپنے وقت کے آنے کے انتظار میں ہیں۔"

(اسعاف [illegible] ینابیع المودۃ [illegible])

www.drhasanrizvi.com

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ (۲۴) (اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا) تاکہ اللہ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ سچوں کو ان کی سچائی کی جزا دے اور الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ منافقوں کو چاہے تو سزا دے اور چاہے يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ ان کی توبہ قبول کرلے۔ بیشک اللہ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ؀ ۲۴ بیحد معاف کرنے والا اور بیحد مسلسل رحم کرنے والا ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (۲۵) اور اللہ نے حق کے دشمن کافروں کو بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ غم و غصہ کے ساتھ پلٹا کر ان کا منہ پھیر دیا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور وہ کوئی فائدہ حاصل کیے بغیر اپنے دل الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا کی جلن لیے یوں ہی پلٹ گئے، اور اللہ عَزِيْزًا ؀ ۲۵ نے (علیؑ کے ذریعہ) مومنین کی جماعت کو بچالیا۔ اللہ بڑی طاقت والا، زبردست، اور بڑی عزت والا ہے۔

آیت ۲۴ کی تشریح: "صدق" کی صفت، صرف صبر کرنے والا شخص ہی اپنے اندر پیدا کرسکتا ہے۔ اسی لیے

www.drhasanrizvi.com

امیر المومنین حضرتِ امام علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ: "صبر کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے کیوں کہ خدا پیغمبرِ اسلام کو حکم دیتا ہے کہ "صبر اختیار کرو"، اسی وجہ سے تمام اولوا العزم پیغمبروں نے صبر کا طریقہ اختیار فرمایا۔"

★ ...... (تفسیر نور الثقلین جلد ۴ - احتجاج طبرسی)

آیت ۲۵ کی تشریح :

★ فرزندِ رسولِ خدا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "جنگِ احزاب میں خدا مومنین کے لئے کافی ہوا حضرت علیؑ کے ذریعے سے وہ اس طرح کہ حضرت امام علیؑ نے عرب کے نامور سردار عمرو ابنِ عبدود کو قتل کیا جس سے دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور آخرِ کار اُن کو میدان چھوڑنا پڑا۔

★ .... (تفسیر صافی ص ۲۰۲، تفسیر مجمع البیان، تفسیر انوار النجف)

★ لشکرِ مشرکین کے اُس طویل محاصرے کے دوران حضرت امام علیؑ ایک فوجی دستہ کے ساتھ مدینہ والوں کی حفاظت میں رات بھر پہرہ دیا کرتے تھے اور کسی بھی کافر و مشرک کو مدینہ میں داخل ہونے موقع نہ دیتے تھے اور خندق کے پار قریش کے فوجی کیمپوں کے قریب جاکر نماز ادا فرماتے تھے۔ وہ جگہ اب بھی مسجدِ علیؑ کے نام سے معروف ہے اور یہ مسجد، مسجدِ فتح کے قریب ہے۔ جب جناب رسولِ خداؐ نے مسلمانوں کی بے چینی دیکھی تو آپؐ مسجدِ فتح تشریف لے گئے جو پہاڑی کے اوپر واقع ہے، اور یہ دعا مانگی: "یَا صَرِیخَ الْمَکْرُوبِیْنَ وَ یَا مُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ وَ کَاشِفَ الْکَرْبِ الْعَظِیْمِ اَنْتَ مَوْلَایَ وَ وَلِیِّ اٰبَآئِیَ الْاَوَّلِیْنَ اِکْشِفْ عَنَّا غَمَّنَا وَ هَمَّنَا وَ کَرْبَنَا وَ اکْشِفْ عَنَّا شَرَّ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ بِقُوَّتِکَ وَ حَوْلِکَ وَ قُدْرَتِکَ"

یعنی: "اے بے چینوں کی فریاد کو پہنچنے والے خدا! اے بے چینوں کی پکار کا جواب دینے والے خدا! اے سخت بے چینیوں کو دور کرنے والے خدا! تو ہمارا بھی سرپرستِ اعلیٰ ہے اور ہمارے باپ داداؤں کا بھی آقا ہے۔ ہمارے غم کو دور کر دیجئے، اور ہماری بے چینیوں کو بھی دور کر دیجئے، ہمارے ان دشمنوں کے شر سے ہمیں بچا لیجئے اپنی طاقت، قوت اور قدرت کے ذریعے سے۔"

یہ دعا مانگی۔ فوراً جبرئیلؑ نازل ہوئے اور عرض کی کہ آپؐ کی دعا قبول ہوئی۔ اللہ نے ایک سخت ٹھنڈی ہوا بھیجی کفار کے خیمے اکھڑ گئے۔ ساری فوجیں درہم و برہم ہو گئیں اور وہ مکہ کی طرف بھاگ نکلے۔ ★ (تفسیر برہان، انوار النجف)

www.drhasanrizvi.com

وَ اَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ (۲۶)	پھر اللہ اُن اہلِ کتاب میں سے
مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مِنْ	جنھوں نے اُن کافروں کی مدد کی تھی اُن کو
صَیَاصِیْهِمْ وَ قَذَفَ فِیْ	اُن کے قلعوں سے اُتار لایا، اور اُن کے دلوں
قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا	میں خدا نے (تمھارا) ایسا رُعب ڈال دیا
تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ﴿۲۶﴾	کہ آج اُن میں سے ایک گروہ کو تو تم قتل
وَ اَمْوَالَهُمْ	کر رہے ہو اور دوسرے گروہ کو قید کر رہے ہو۔
وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ (۲۷)	اور تم کو اُن کی زمین، اُن کے گھروں
وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَ	اور اُن کے مال و دولت کا وارث
كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ	مالک بنا دیا، اور وہ زمین بھی تمھیں
قَدِیْرًا ﴿۲۷﴾ ع ۳ ۱۹	دے دی جسے تم نے چل پھر کر فتح بھی نہیں

کیا تھا۔ (غرض) اللہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔

عہد و پیمان توڑنے کا بدترین انجام

★ جب کفارِ قریش اور قبائلِ عرب ناکام ہو کر واپس پلٹ گئے اور جناب رسولِ خدا اور لشکرِ اسلام اپنے اپنے گھروں میں اگر ہتھیار اُتار رہے تھے، اور

جناب رسولِ خداؐ نے ابھی ہتھیار اُتار دیے اور غسل فرمایا، جبرئیل نے آپؐ کو خبر دی کہ ملائکہ ابھی تک میدانِ جنگ میں ڈٹے ہوئے ہیں۔" یہ سُن کر آنحضرتؐ اور تمام مسلمانوں نے پھر جنگ کے لیے اسلحہ اُٹھا لیے۔ اور حضرت امام علیؑ کو علم عطا فرمایا۔ حضرت امام علیؑ فرماتے ہیں کہ "جب میں بنو قریظہ کے یہودیوں کے قلعے کے اوپر پہنچا تو وہ لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ: "وہی آگیا جس نے عمرو بن عبدِود کو قتل کیا تھا۔ علیؑ اسلام کا شہباز ہے۔" دوسرا بولا: قَصَمَ عَلِیٌّ ظَھْرًا اَبْرَمَ عَلِیٌّ اَمْرًا " (علیؑ نے کفر کی کمر توڑ ڈالی اور علیؑ نے اسلام کی جڑیں مضبوط کر دیں۔) اَھْتَکَ عَلِیٌّ سِتْرًا (علیؑ نے کفر کا پردہ چاک کر دیا۔)

غرض مسلمانوں نے پچیس ۲۵ دن تک یہودیوں کو محاصرے میں رکھا۔ قلع کے قریب قریب کھجوروں کے درخت تھے۔ حضورِ اکرمؐ نے اُن کو دستِ حق پرست سے اشارہ فرمایا۔ چنانچہ وہ درخت وہاں سے دور ہو گئے اور پھر محاصرے کو مزید تنگ کر دیا گیا۔ اور اللہ نے یہودیوں کے دلوں میں مسلمانوں کا رُعب ڈال دیا۔ آخر کار کعب بن سعد نے یہودیوں کے سامنے تین باتیں پیش کیں۔ (۱) رسولِ خداؐ پر ایمان لے آؤ کیوں کہ توراۃ بھی اُن کی تصدیق کرتی ہے۔" یہودیوں نے کہا: "یہ ناممکن ہے۔" (۲) کعب نے کہا: "عورتوں اور بچوں کو قتل کر دو اور مسلمانوں سے جم کر مقابلہ کرو۔ اگر ہم جیت گئے تو عورتیں اور تلاش کر لیں گے اور اولاد بھی ہو جائے گی۔" یہودیوں نے اس کو بھی نہ مانا۔ (۳) اُس نے کہا: "آج ہفتہ کی رات میں شب خون مارو کیوں کہ مسلمان ہماری طرف سے مطمئن ہوں گے۔" انھوں نے کہا: "ہم ہفتہ کی حرمت برباد نہیں کر سکتے۔"

* ...... (تفسیر برہان)

آخرکار یہودیوں نے سعد بن معاذ کا حکم مان لیا کہ جو فیصلہ سعد کریں گے وہ ہمیں منظور ہے۔

سعد بن معاذ نے فیصلہ سنایا کہ توراۃ کے مطابق یہودیوں کے تمام مردوں کو بدعہدی کی بنا پر قتل کر دیا جائے اور اُن کی عورتوں کو اسیر کر لیا جائے۔" آنحضرتؐ نے فرمایا: "اے سعد! تم نے وہی فیصلہ کیا ہے جو اللہ سات آسمانوں کے اوپر فرما چکا ہے۔" چنانچہ مردوں کو قتل کیا گیا، اور عورتوں، بچوں اور اموال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ یہودیوں کے ایک گروہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اس لیے وہ قتل ہونے سے بچ گئے۔

* . . . (سیرت ابن ہشام جلد ۳ - کامل ابن اثیر ۲)

www.drhasanrizvi.com

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ (۲۸) اے نبیؐ! اپنی بیویوں سے

إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ کہدیجیے کہ: "اگر تم مالِ دنیا اور

الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُس کی زینت، سجاوٹ، بناؤ

أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا ہی چاہتی ہو، تو آؤ میں تمھیں

جَمِيلًا ﴿۲۸﴾ کچھ دے دلا کر اچھے طریقے سے رخصت

کر دوں۔"

★ یہ آیت "آیتِ تخییر" کہلاتی ہے۔ کیوں کہ اِس آیت میں ازواجِ رسولؐ کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ دنیا کی آسودگی چاہتی ہیں تو رسولِ خداؐ اُن کو مال و دولت دے کر رخصت کرنے کو تیار ہیں۔ اور اگر وہ آخرت کا اجر چاہتی ہیں تو رسولِ خداؐ کے ساتھ رہ سکتی ہیں۔

★ قصہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کی فتوحات اور ترقی کی وجہ سے اصحابِ رسولؐ آسودہ ہوتے چلے گئے۔ اُن کا معیارِ زندگی بلند ہو گیا، مگر رسولِ اکرمؐ کے گھر میں وہی فقر و فاقہ کا دستور قائم رہا۔ ازواج کے مطالبات زور پکڑتے چلے گئے۔ آخرِ کار ایک دن جنابِ رسولِ خداؐ نے قسم کھالی کہ وہ ایک مہینے تک گھر میں نہ جائیں گے۔

ایک مہینے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ تب آپؐ گھر کے اندر تشریف لائے، اور اپنی بیویوں کو اختیار دے دیا کہ وہ چاہیں تو اُن کے ساتھ رہیں، اور چاہیں تو مال و دولت لے کر رخصت ہو جائیں۔ مگر تمام ازواج نے رسولِ خداؐ کے ساتھ رہنا منظور فرما لیا۔

----- (تفسیر مجمع البیان، تفسیر کبیر)

www.drhasanrizvi.com

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ (۲۹) — اور ہاں، اگر تم اللہ اور اس کے رسول

وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ — اور آخرت کی طلبگار ہو، تو جان لو

فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ — کہ جو تم میں سے اچھے کام کرتی رہیں

مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹ — گی، ان کے لیے اللہ نے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

شانِ نزول اِن آیات کے اُترنے کے وقت جناب رسولِ خداؐ کی چار بیویاں تھیں۔ اُس وقت تک حضرت زینب بنتِ جحش سے نکاح نہیں ہوا تھا۔

★ ...... (احکام القرآن لابنِ العربی، طبع مصر جلد۳)

★ "تفسیر مجمع البیان" میں منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ کی بیویوں نے آپؐ سے کچھ مطالبات کیے اور ایک دوسری پر حسد کی وجہ سے حضورِ اکرمؐ کو کچھ اذیت پہنچائی جس کی سرزنش کے طور پر یہ آیات اُتریں۔

اُس وقت آپؐ کے حبالۂ نکاح میں نو بیویاں تھیں (۱) جناب عائشہ، جناب حفصہ، جناب اُم حبیبہ بنتِ ابوسفیان (۴) جناب سودہ بنتِ زمعہ (۵)، جناب اُم سلمہ بنتِ ابی امیہ۔ یہ سب خاندانِ قریش سے تھیں (۶) جناب صفیہ خیبریہ بنتِ حی ابنِ اخطب یہودی، یہ فتحِ خیبر کے بعد حضورؐ کے نکاح میں آئیں۔ (۷) جناب میمونہ بنتِ حارث ہلالیہ (۸) جناب زینب بنتِ جحش اسدیہ۔ یہ آپؐ کی پھوپی زاد تھیں۔ (۹) جناب جویریہ بنتِ حارث۔ جو بنی مصطلق سے تھیں۔ ابنِ عباس سے مروی ہے کہ حفصہ نے کسی بات پر حضورؐ کو تکلیف پہنچائی۔ آپؐ نے حضرت عمر کو بلالیا۔ حضرت عمر نے اپنی بیٹی سے پوچھا کیا وجہ ہے نزاع کی؟ حفصہ نے آنحضرتؐ سے کہا: "یا رسول اللہؐ! آپؐ خود ہی سچ سچ بیان فرمائیں"۔ حضرت عمر نے یہ گستاخانہ الفاظ

سن کر بیٹی کے منھ پر زور سے طمانچہ رسید کیا، پھر دوسرا مارا۔ پس حضورؐ نے روک دیا۔ تو وہ کہنے لگے "اے دشمنِ خدا! تو رسولؐ اللہ سے یہ کہتی ہے کہ سچ سچ بیان فرمائیں۔ یہ اللہ کے رسولؐ جھوٹ کب کہتے ہیں۔ خدا کی قسم! اگر حضورؐ بنفسِ نفیس خود تشریف فرما نہ ہوتے، اور اِنؐ کا احترام پیشِ نظر نہ ہوتا تو میں تجھے مار مار کر موت کے گھاٹ اُتار دیتا۔" پس اس کے بعد حضورؐ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک ماہ تک غمزدہ رہے۔ اور کسی بیوی کے پاس نہ گئے۔ پس یہ آیات نازل ہوئیں۔
(تفسیر انوار النجف)

★ ایسے حالات میں جب یہ آیاتِ "تخییر" اُتریں تو جناب رسولِ خداؐ نے سب سے پہلے حضرت عائشہ سے گفتگو کی۔ "اگر تم دنیا اور اُس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمھیں کچھ دے دلا کر بھلے طریقے سے رخصت کر دوں۔ یہی خدا کا حکم ہے۔" پھر آپؐ نے یہ آیت سنائی اور فرمایا کہ: "تم جواب دینے میں جلدی نہ کرنا۔ اپنے والدین سے مشورہ کر لو۔ پھر فیصلہ کرو۔" اس کے بعد آنحضرتؐ اپنی ہر ہر بیوی کے گھر گئے اور اسی طرح کلام فرمایا۔ مگر سب نے یہی جواب دیا کہ: "ہم اللہ کے رسولؐ اور آخرت کو چاہتی ہیں۔"
(مسند احمد بن حنبل، صحیح مسلم، نسائی) ......★

آؤ میں تمھیں کچھ دے دلا کر رخصت کر دوں

مولوی مودودی صاحب نے لکھا: "جب رسولِ خداؐ نے اپنی ازواج سے فرمایا: "آؤ میں تمھیں کچھ دے دلا کر رخصت کر دوں۔" اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ جانا چاہتیں تو آنحضرتؐ پر واجب تھا کہ اُن کو جدا کر دیں۔ کیوں کہ نبی کی حیثیت سے آپؐ کا یہ منصب نہ تھا کہ اپنا وعدہ پورا نہ فرماتے۔ جدا ہونے پر وہ اُمّہات المومنین کے زمرے سے خارج ہو جاتیں، اور اُن سے کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرنا حرام نہ ہوتا۔ کیوں کہ وہ دنیا اور اُس کی زینت ہی کے لیے رسولِ پاکؐ سے علیحدگی اختیار کرتیں۔ جس کا حق اُن کو دیا گیا تھا۔ اگر اُن کو کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کی اجازت نہ ہوتی تو اُن کا یہ مقصد پورا نہ ہوتا۔ اسی کو اسلامی فقہ میں تخییر یا تفویضِ طلاق کی صورت کہتے ہیں۔ ★.... (تفہیم القرآن)

★ ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ اگر عورت طلاق پسند کرے تو اُس کی ایک طلاق سمجھی جائے گی۔ مالک کا قول ہے کہ تین طلاقیں سمجھی جائیں گی۔ (تفسیر المیزان)

www.drhasanrizvi.com

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ (۳۰) اے نبیؐ کی بیویو! جو کوئی تم میں سے
مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ کھل کر صریح فحش، گندی، بیہودہ
یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ حرکت کرے گی، اُسے دوہری سزا
ضِعْفَيْنِ ۗ وَكَانَ ذٰلِكَ دی جائے گی، اور یہ بات اللہ کے
عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ۝۳۰ لیے بہت آسان ہے۔

ساداتِ بنی فاطمہؑ کو بھی اِس آیت سے سبق سیکھنا چاہیے۔

★ جناب رسولِ خداؐ کے رشتہ دار ہونے کی ذمّہ داریاں بھی بہت کڑی ہیں کہ اِس کی وجہ سے سزا میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے (اور جزا میں بھی) اگر بیوی ہونے کی وجہ سے دوہری سزا دی جائے گی تو نسبی رشتہ داری کی ذمّہ داریاں کتنی بڑھ جائیں گی۔"

(فصل الخطاب) .....★

جن کے رُتبے ہیں سوا، اُن کو سوا مشکل ہے (میر انیسؒ)

اصل مقصد بہرحال اِس آیت کا ہرگز یہ مطلب تو نہیں ہے کہ ازواجِ رسولؐ سے کسی فحش حرکت کا اندیشہ تھا۔ اصل مقصد اُن کو اس کا بات کا احساس دلانا تھا کہ جس قدر اُن کا مرتبہ بلند ہے اُسی قدر اُن کی ذمّہ داریاں بھی سخت ہیں۔ اِس لیے اُن کا اخلاق نہایت پاک و پاکیزہ ہونا چاہیے۔ (تفہیم القرآن)

گناہ پر دوہری سزا کی وجہ یہ ہے کہ خداوندِ عالم جن لوگوں کو معاشرے میں بلند مقام عطا فرماتا ہے، عام طور پر لوگ اُنہی کی پیروی کرنے لگتے ہیں۔ "اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ" اِس طرح اُن کی

www.drhasanrizvi.com

بُرائی صرف اُن کی بُرائی نہیں رہتی' بلکہ پوری قوم کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیتی ہے۔

اور اسی طرح اُن کی بھلائی بھی صرف اُن کی انفرادی بھلائی نہیں رہتی' بلکہ دوسروں کی بھلائی کا سبب بنتی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جہاں جس قدر زیادہ امانت کی توقع ہوگی' وہاں اُسی قدر زیادہ خیانت کا جرم شدید ہوگا۔ اُسی قدر اُس کا عذاب شدید ہوگا۔ (تفسیر کبیر)

فَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد : فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے (یعنی) "کھلی ہوئی' واضح غلطی" سے مراد "حضرت امام علیؑ جیسے خلیفۂ برحق کے مقابلے پر تلوار سے جنگ کرنا ہے۔"

٭..... (تفسیر برہان)

ساداتِ آلِ رسولؐ کی ذمّہ داریاں فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ: "اگر ازواجِ رسولؐ کے لیے نیکی پر دوہرا اجر اور بُرائی پر دوہری سزا ہے تو یہ حکم ساداتِ پر اور بھی زیادہ منطبق ہوتا ہے۔ اس لیے ہم ساداتِ آلِ رسولؐ میں سے نیکی کرنے والوں کا اجر دوگنا بڑھ جائے گا' اور گنہگار کی سزا بھی دوگنی ہو جائے گی۔" ٭ (تفسیر برہان' تفسیر مجمع البیان' تفسیر الاطائف)

نیز اسی طرح آزاد اور غلام کی سزا اور جزا بھی ہے۔

عالم کی توبہ : فرزندِ رسولِ خداؐ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا "عالم کی توبہ بعض اوقات اور بعض موقعوں پر قبول نہیں ہوتی۔ کیوں کہ خدا نے ارشاد فرمایا ہے: "توبہ (معافی) تو صرف اُن لوگوں کے لیے ہے جو جہالت (نادانی) سے بُرے کام انجام دیتے ہیں۔" (سورۃ النساء آیت ۱۷)

عالم پر خدا کی لعنت : جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا! "جب میری اُمّت میں بدعتیں پھوٹ پڑیں تو عالم کی ذمّہ داری ہے کہ وہ اپنے علم کو ظاہر کرے (بدعتوں کو رد کرے) جو ایسا نہ کرے اُس پر خدا کی لعنت ہو۔"

٭..... (اصولِ کافی جلد ۱ صفحہ ۵۴)

عالم سے بچو! "جب عالم سلطان (حاکمِ طاغوت) کی پیروی کرنے لگیں تو تم اپنے دین (کی حفاظت) میں اُن سے پرہیز کرو۔"

٭..... (کنز العمال ۲۸۹۵۲ - اصولِ کافی جلد ۱ صفحہ ۴۶) : گفتارِ دلنشین :

الحمدللہ: آج ۸ را پریل ۲۰۰۱ء / ۱۳ محرم ۱۴۲۲ھ اتوار پارہ ۲۱ کی تفسیر کی کتابت مکمل ہوئی۔ (کاتب جعفر ...)

www.drhasanrizvi.com

احادیثِ معصومین علیہم السّلام

(۱) میری اُمّت پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جب علماء کی پہچان اچھے لباس سے ہوگی، قرآن کی پہچان خوش الحانی سے ہوگی، اور خدا کی عبادت صرف ماہ رمضان میں ہوگی۔ اُس وقت خدا میری اُمّت پر ایسے بادشاہ کو مسلط کردے گا جس کے پاس نہ علم ہوگا، نہ حلم، نہ رحم ہوگا۔ (بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۴۵۳)

(۲) میرے دین کا قوام چار چیزیں ہیں۔ (۱) علماء کے علم سے (۲) مالداروں کی سخاوت سے (۳) حاکموں کی عدالت سے (۴) فقراء اور محتاج لوگوں کی دعاء سے۔ (از حدیث قدسی چہل حدیث)

(۳) دین کو نہیں برباد کیا مگر لالچی علماء، دکھاوے کے غازیوں، اور ریاکار عابد و زاہد نے

(۴) دو آدمیوں نے میری کمر توڑ دی۔ (۱) گنہگار چرب زبان نے (۲) تاریک دل جاہل عبادت گزار نے پہلا شخص اپنی چرب زبانی سے لوگوں کو اپنے فسق و فجور کے ظاہر کرنے سے روک دے گا۔ اور دوسرا شخص اپنی عبادت کو اپنی جہالت کا پردہ بنا کر۔ لہٰذا تم بدکار علماء اور جاہل عبادت گزاروں سے بچتے رہو۔ اس اُمّت کی ہلاکت چرب زبان منافق کے ذریعہ ہوگی۔ (روضۃ الواعظین بحوالہ الحیاۃ جلد ۲ ص ۳۳۷)

(۵) اگر علماء نصیحت کو چھپالیں، گمراہ انسان کو ہدایت نہ کریں، تو انھوں نے خیانت علم کی۔ (بحار الانوار جلد ۷۸، ص ۱۳۶)

(۶) علم عمل سے وابستہ ہے۔ لہٰذا جو جانتا ہے، وہ عمل بھی کرتا ہے اور علم عمل کو پکارتا ہے اگر وہ لبیک کہتا ہے تو بہتر ورنہ وہ علم بھی اُس سے رخصت ہوجاتا ہے۔ (نہج البلاغہ کلمات ص ۳۶۶)

(۷) حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام سے کسی نے دریافت کیا: "کونسی چیز انسان کو کافر بنا دیتی ہے؟" فرمایا: "جو کنکریوں کو کھجور کی گٹھلیاں کہے۔ یعنی حق کی مخالفت کرے، حق کہنے والوں سے نفرت کرے، باطل دین کی حمایت کرے، وہ ہمارا دشمن، ناصبی، مشرک اور کافر ہے۔" (روح الحیات ص ۲۹ علامہ مجلسیؒ)

★ کاتب .... جعفر ۔ ۱۰؍ اپریل ۲۰۰۱ء / ۱۶؍ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ سہ شنبہ ۔ ★